بالاسناد حضرت ابوہریرہؓ کا قول نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں طور پر گیا وہاں میری ملاقات کعب الاحبار سے ہوئی میں نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کیں، ہمارا ان کا کسی چیز میں اختلاف نہیں ہوا یہاں تک کہ میں نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے کہ ٹھیک اس وقت اگر کوئی مومن نماز پڑھتا ہے اور اللہ سے ایسی چیز کی دعا مانگتا ہے جس میں خیر ہو تو اللہ اس کو مرحمت فرما دیتا ہے۔ کعب نے کہا کیا ہر سال میں ایک ساعت آتی ہے؟ میں نے کہا نہیں بلکہ ہر جمعہ کے دن، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے یہ سن کر کعب کچھ دور گئے اور پھر پلٹ آئے اور بولے آپ نے سچ کہا خدا کی قسم ایسی ساعت ہر جمعہ میں ہے! جب کہ یہ رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ جمعہ سید الایام ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہر دن سے زیادہ پسند ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اسی ان کو جنت میں داخل کیا گیا اور اسی دن وہ جنت سے زمین پر اتارے گئے، اسی دن قیامت قائم ہوگی، جن و انس کے سوا زمین پر چلنے والا ہر جانور کان لگائے اس دن کا منتظر ہے جو جمعہ کے دن واقع ہوگی!

میں واپس آکر عبداللہ بن سلام سے ملا اور ان سے وہ گفتگو بیان کی جو کعب سے اور مجھ سے ہوئی تھی، حضرت عبداللہ نے کہا کعب نے سال کی بات غلط کہی تھی۔ تورات میں بھی وہی ہے جو رسول نے فرمایا تھا، میں نے کہا کعب نے اپنے پہلے قول سے (سال والی بات سے) رجوع کر لیا تھا۔

عبداللہ بن سلام نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ جمعہ کے دن وہ ساعت کونسی ہے! میں نے کہا بتائیے وہ ساعت کونسی ہے انھوں نے فرمایا جمعہ کے دن کی آخری ساعت! میں نے کہا یہ کس طرح ممکن ہے کہ ٹھیک اس ساعت میں کوئی مومن نماز پڑھے (جب کہ آخری ساعت نماز کا وقت نہیں ہے) انھوں نے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ جو فرض نماز کا انتظار کرتا ہے وہ گویا نماز ہی میں ہوتا ہے، میں نے کہا جی ہاں میں نے یہ ارشاد سنا ہے انھوں نے فرمایا بس اس کا یہی مطلب ہے

ایک اور روایت میں محمد بن سیرینؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مومن اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا کرے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے پھر آپ نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ ساعت بہت مختصر ہوتی ہے۔ بعض بزرگان ملت نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بندوں کے اس مقررہ رزق کے علاوہ ایک رزق کا فضل اور ہے جس سے سوائے اس شخص کے جو جمعرات کی شام یا جمعہ کے دن سوال کرے کسی اور کو کچھ نہیں دیا جاتا۔

شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد روایت کی ہے کہ مرجانہ سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ ٹھیک اس وقت اگر بندہ اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرماتا ہے، میں نے عرض کیا کہ وہ کونسی ساعت ہے؟ حضور نے فرمایا جب نصف سورج غروب کی طرف جھک جاتا ہے۔

مرجانہ کا بیان ہے کہ (اس ارشاد والا کے پیش نظر) جب جمعہ کا دن ہوتا تو حضرت فاطمہؓ اپنے غلام زید کو حکم دیتی تھیں

کہ وہ ایک بلند مقام پر چڑھ کر یہ دیکھتا رہے اور جب نصف سورج غروب کی طرف جھک جائے تو ان کو آگاہ کردے، چنانچہ زید ایسا ہی کیا کرتا تھا، جس وقت زید آپ کو خبر کرتا آپ فوراً اٹھ کر مسجد میں تشریف لے جاتیں اور جب سورج غروب ہو جاتا تو نماز ادا فرماتیں

کثیر بن عبداللہ نے اپنے والد کا اور انھوں نے اپنے دادا کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے کہ اس وقت بندہ اللہ سے جو کچھ مانگتا ہے اللہ اس کا سوال ضرور پورا کردیتا ہے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ وہ کونسی گھڑی ہے؟ حضور نے فرمایا اقامت صلوٰۃ سے ختم نماز تک؛ کثیر بن عبداللہ نے کہا کہ جمعہ سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد جمعہ کی نماز سے ہے۔

شیخ ابونصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے تھے کہ یہ دعا رسول اللہ پر نازل ہوئی حضور نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کی (مقررہ) ساعت میں مشرق سے مغرب تک کسی چیز کے لئے بھی اگر دعا کی جائے گی تو ضرور قبول ہوگی۔

وہ دعا یہ ہے:۔ سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ٥

(اے عظیم بخشنے والے، اے احسان کرنے والے، اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے، اے صاحب جلال و اکرام! تو پاک ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔)

صفوان بن سلیم کا قول ہے کہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ جمعہ کے روز امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت جو شخص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ کہتا ہے اس کو بخش دیا جاتا ہے۔

حضرت براءؓ بن عازبؓ نے فرمایا میں نے خود سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے کہ رمضان میں دوسرے دنوں پر جمعہ کو ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی باقی دنوں پر رمضان کو فضیلت ہے۔

جمعہ کے دِن درود و سلام پیش کرنا

جمعہ کے دن درود شریف زیادہ پڑھنا چاہیئے

شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت علیؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جمعہ کے دِن مجھ پر درود زیادہ پڑھا کرو کیونکہ اس روز اعمال (کا ثواب) دوگنا کردیا جاتا ہے اور میرے لئے اللہ تعالیٰ سے "درجہ وسیلہ" کی دعا مانگا کرو، کسی نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ "درجہ وسیلہ" کیا ہے؟ حضور نے فرمایا یہ جنت میں ایک ایسا اعلیٰ مقام ہے جو صرف ایک نبی کو عطا ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ میں ہی وہ نبی ہوں (جس کو وہ مقام عطا ہوگا)

محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اذان سن کر یہ کہے گا اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ

الرَّفِیْعَۃَ وَالْبَعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَہٗ" اس شخص کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے خود حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سُنا کہ روشن رات اور روشن دن یعنی جمعہ کی رات اور جمعہ کے دِن (جس کی رات بھی روشن اور دن بھی روشن ہے) اپنے پیغمبر پر کثرت سے دُرود پڑھا کرو!

حضرت عبدالعزیز بن حبیب کی روایت

حضرت عبدالعزیز بن حبیبؒ سے مروی ہے کہ حضرت انسؓ بن مالکؓ نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھڑا تھا، آپ نے فرمایا جو شخص ہر جمعہ کو اَسّی بار دُرود مجھ پر پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اَسّی برس کے گناہ معاف فرمادے گا، یہ سُن کر میں نے عرض کیا یارسول اللہ حضور پر درود شریف کیسے پڑھا جائے، حضور والا نے فرمایا یوں کہو "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ہ" اور انگلیوں پر التعداد شمار کرو!

حضرت ابوامامہؒ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" ہر جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے دُرود پڑھا کرو کیونکہ میری اُمت کا درود ہر جمعہ کے دِن میرے سامنے لایا جاتا ہے پس جو زیادہ دُرود پڑھنے والا ہے وہ قیامت کے دِن مجھ سے زیادہ قریب ہوگا۔

جمعہ کی صبح کی نماز
اور
مسنون سورتیں

حضرت عبداللہ کی روایت

شیخ ابونصرؒ نے بالاسناد حضرت عبداللہؓ کا قول نقل کیا ہے کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ الٓمٓ سجدہ اور سورۃ ھَلْ اَتٰی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ایک روایت میں مغرب کی نماز کے سلسلہ میں آیا ہے کہ آپ سورۃ "قل یا ایھا الکافرون اور قل ھواللہ احد" پڑھا کرتے تھے، عشاء کی نماز میں سورۃ جمعہ اور المنافقون کی قرآت فرماتے تھے۔ روایت ہے کہ جمعہ کی نماز میں بھی حضور یہی دو سورتیں پڑھا کرتے تھے

حضرت حسن بصریؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ شب جمعہ میں جس نے سورۃ یٰسین، حٰمٓ اور الدخان پڑھی تو جب وہ صبح کو اٹھتا ہے تو اس کی مغفرت ہوچکی ہوتی ہے (اس کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں)۔ روایت ہے کہ جس نے جمعہ کے دِن سورۃ کہف پڑھی وہ اس شخص کے برابر ہوگیا جس نے دس ہزار دینار خیرات کئے، شب جمعہ اور روز جمعہ میں چار رکعت نماز اس طرح پڑھنا مستحب ہے کہ چار رکعتوں میں یہ چار سورتیں پڑھے:۔ سورۃ انعام۔ سورۃ کہف۔ سورۃ طٰہٰ۔ اور سورۃ ملک — اگر تمام سورتوں کو اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا تو جتنا اچھی طرح پڑھ سکتا ہے تو اتنا ہی پڑھے کیونکہ کہا گیا ہے کہ ختم قرآن بقدر علم قرآن ہے یعنی اگر کسی کو قرآن پورا اچھی طرح یاد نہ ہو تو جتنا

باد ہو اس کا اتنا ہی پڑھنا ختم قرآن ہوگا، اگر کسی کو پورا قرآن یاد ہے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ جمعہ کے دن پورا قرآن ختم کرے، (دن میں مکمل نہ ہو سکے تو رات میں بھی پڑھے اور ختم کرے۔ اگر فجر یا مغرب کی دو رکعتوں میں آخری حصہ کو ختم کیا جائے تو اس کی بڑی فضیلت آئی ہے، اگر دس بیس رکعتوں میں ہزار مرتبہ قل هو الله احد (سورۃ اخلاص) پڑھے گا تو یہ بھی فضیلت میں ختم قرآن سے زیادہ ہوگا۔

جمعہ کے روز ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا

جمعہ کے دن ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا مستحب ہے، اسی طرح ہزار بار تسبیح پڑھنا بھی مستحب ہے، تسبیح کے چار کلمات یہ ہیں!

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ۝

Imp

سیّد الایّام جمعہ
کی
وجہ تسمیہ

وجہ تسمیہ کی ایک روایت

شیخ ابونصرؒ نے اپنے والد سے ان کی اسناد و رواۃ کے ساتھ حضرت سلمانؓ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ "تم جانتے ہو کہ جمعہ کا نام جمعہ کیوں ہوا؟ میں نے عرض کیا نہیں! حضور نے فرمایا اس لئے کہ اس روز تمہارے باپ آدم کے خمیر کو جمع کیا گیا تھا اس لئے اس کا نام جمعہ رکھا گیا، جس شخص نے اس دن اچھی طرح غسل کیا اور اچھی طرح وضو کر کے نماز جمعہ ادا کی تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے[1]۔ بعض علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ اس دن کا نام لفظ اجتماع سے ماخوذ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا چالیس برس تک خمیر ہوتا رہا پھر روح کو اسی دن اس خمیر میں ڈالا گیا۔ بعض کا قول ہے کہ حضرت حوّا کو حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے جب پیدا کیا گیا تو اسی روز دونوں کا اجتماع ہوا تھا، بعض کہتے ہیں کہ طویل جدائی کے بعد حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوّا علیہما السلام کا اسی روز اجتماع ہوا تھا ایک قول یہ بھی ہے کہ اس روز شہر اور دیہات کے باشندے (ادائے نماز کے لئے) جمع ہوتے ہیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یوم قیامت کا نام یوم الجمع ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یَوْمَ یَجْمَعُکُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ۝ (اور جس روز تمھیں جمع ہونے کے لئے جمع کیا جائے گا۔

Imp

---

[1] بشرطیکہ وہ کبیرہ گناہوں سے باز رہے۔

باب ۱۶

توبہ، طہارتِ قلب، اخلاص اور ریاکاری

توبہ اور توبہ کرنے والے

برکت والے مہینوں کے روزے، قربانی، نماز اور اذکار جن کا ذکر اب تک کیا گیا ہے، آئندہ ہم بیان کرینگے ان سب کی قبولیت، توبہ، دل کی پاکی اور اخلاص عمل اور ریاکاری کو ترک کرنے کے بعد ہوتی ہے۔ توبہ کے سلسلہ میں اس سے قبل ہم کہہ چکے ہیں، یہاں اس سلسلہ میں مزید یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور گناہوں سے پاک ہونے والوں سے محبت کرتا ہے، ارشاد ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۝ (اللہ کثرت سے توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، خوب پاک ہونے والوں سے محبت کرتا ہے) اس آیت کی تشریح و تفسیر میں حضرات عطاؒ، مقاتل اور کلبیؒ نے کہا ہے کہ اللہ گناہوں سے توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور نجاست، جنابت، حیض اور وضو توڑنے والی چیزوں کی ناپاکی کو پانی (یعنی غسل اور وضو) سے دور کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، اس کی وضاحت اہل قبا کے سلسلہ میں نازل ہونے والی آیت سے ہوتی ہے، اہل قبا کی پاکی و طہارت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا (اس میں وہ لوگ ہیں جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا والوں سے دریافت فرمایا کہ تم طہارت کا کیا عمل کرتے ہو، انھوں نے عرض کیا کہ ہم پتھروں سے صفائی کرنیکے بعد پانی سے استنجا کرتے ہیں۔

مجاہدؒ کہتے ہیں کہ گناہوں سے بکثرت توبہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور طہارت کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، عورتوں کے پچھلے مقام (دبر) میں لواطت کرنے والا پاک نہیں ہے، عورت ہو یا مرد دونوں سے لواطت کا ایک ہی حکم ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والے اور شرک سے پاک ہونے والے لوگوں سے مراد ہے۔ ابو المنہالؒ نے کہا ہے کہ میں ابو العالیہ کے پاس موجود تھا انھوں نے اچھی طرح وضو کیا (ان کی یہ حالت دیکھ کر) میں نے کہا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۝ فرمایا کس چیز سے پاکی کے بارے میں فرمایا گیا ہے، پاکی یقیناً اچھی چیز ہے لیکن اس آیت میں مراد ان لوگوں سے ہے جو گناہوں سے خوب پاک ہوتے ہیں (یعنی یہ آیت ان لوگوں کے سلسلہ میں ہے)۔

حضرت سعید بن جبیرؒ کا قول

سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں اللہ شرک سے توبہ کرنے والوں اور گناہوں سے پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ کفر سے توبہ کرنے والے اور ایمان سے طہارت حاصل کرنے والے اس سے مراد ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والے وہ ہیں جو دوبارہ گناہوں کی طرف نہ لوٹیں اور گناہوں سے پاک رہنے والے وہ ہیں جن سے گناہ سرزد نہ ہوتے ہوں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنے والے اور صغیرہ گناہوں سے پاک رہنے والے مراد ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس سے برے کاموں سے توبہ کرنے والے اور بری باتو

سے پاک رہنے والے لوگ مراد ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ بُرے افعال سے توبہ کرنے والے اور اقوالِ بد سے پاک و صاف رہنے والے مراد ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والے اور جرموں سے پاک و صاف رہنے والے مراد ہیں؛ ایک قول ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والے اور عیبوں سے پاک و صاف رہنے والے مراد ہیں؛ ایک قول یہ بھی ہے کہ خلوص سے توبہ کرنے والا وہ ہے کہ جب کبھی گناہ سرزد ہو، فوراً توبہ کرلے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا " اللہ تعالیٰ کی طرف کثرت سے رجوع کرنے والے کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ کی روایت!

محمدؒ بن منکدرؒ کی روایت ہے کہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کا گزر ایک کھوپڑی پر ہوا اس نے ایک کھوپڑی دیکھی، کھوپڑی دیکھکر اس نے کہا: الٰہی تو تو ہی ہے اور میں میں ہی ہوں، تو بار بار مغفرت فرماتا ہے اور میں بار بار گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہوں، یہ کہکر وہ سجدے میں گر پڑا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بندے سر اٹھا! میں بار بار مغفرت کرنے والا ہوں اور تو بار بار گناہ کرنے والا ہے۔ جب اس شخص نے سجدے سے سر اٹھایا تو اس کی بخشش کردی گئی؛

اِخلاص

خالص اطاعت

اعمال کے اِخلاص کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:. وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۝ ان کو صرف اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور اطاعت خالص اسی کی کریں! اسی سلسلہ کی دوسری آیت ہے اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۝ سن لو (آگاہ رہو) اللہ ہی کی خالص اطاعت کرنا چاہئے۔ مزید ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا
وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۝

اللہ کو قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا مگر تمھاری پرہیزگاری پہنچ جاتی ہے۔

ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا:۔

لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ
وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۝

ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمھارے اعمال تمھارے لئے ہیں ہم تو اسی کے لئے عمل خالص کرتے ہیں۔

اِخلاص کے معنی

اِخلاص کے کیا معنی ہیں، اِس سلسلہ میں اختلاف ہے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہؓ سے دریافت کیا کہ اِخلاص کیا چیز ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا تھا کہ اِخلاص کی کیا حقیقت ہے؟ تو رسول اللہؐ نے فرمایا میں نے جبرئیلؑ سے یہ سوال کیا تھا کہ اِخلاص کیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اخلاص سے کیا مراد ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ میرے رازوں میں سے ایک راز ہے، میں اپنے

بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہوں اس کو امانت کے طور پر رکھتا ہوں۔

ابو ادریس خولانیؒ نے کہا کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ ہر حق کی ایک حقیقت ہے بندہ اخلاص کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پہنچتا جب تک خاص اللہ تعالیٰ کے لئے کئے ہوئے عمل پر اپنی تعریف کو ناپسند نہ کرنے لگے (یعنی تعریف کو پسند کرے)

حضرت سعید بن جبیرؒ کے نزدیک اخلاص کے معنی

سعید بن جبیرؒ نے فرمایا اخلاص یہ ہے کہ اپنی طاعت اور عمل کو خالص اللہ کے لئے کرے اور طاعت میں کسی کو اس کا شریک بنائے اور اس کے کسی عمل میں ریاکاری نہ ہو، حضرت فضیلؒ نے فرمایا کہ لوگوں کی خاطر یا لحاظ سے عمل کرنا شرک ہے اور لوگوں کی خاطر اس کو ترک کر دینا ریا ہے، اخلاص یہ ہے کہ تم کو ڈر لگا رہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں باتوں کی سزا دے گا۔ حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ عمل کو عیوب سے اس طرح پاک صاف نکال لینا اخلاص ہے جس طرح گوبر اور خون سے دودھ کھینچ کر نکال لیا جاتا ہے۔ ابو الحسنؒ بوشنجی کہتے ہیں کہ اخلاص وہ چیز ہے جس کو نہ فرشتے لکھیں اور نہ شیطان اس کو بگاڑے اور نہ کسی انسان کو اس کی اطلاع ہو۔

شیخ رُوَیمؒ نے کہا ہے کہ عمل سے نظر کا بلند ہو جانا اخلاص ہے (یعنی عمل پر نظر نہ رہنا) بعض علماء فرماتے ہیں کہ اخلاص وہ ہے جس کے ساتھ حق کا ارادہ کیا جائے یعنی جس کام میں محض حق کی طلب اور صداقت کا عزم ہو وہ اخلاص ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اخلاص یہ ہے جس میں خرابیوں کی آمیزش اور تاویلاتِ جواز کی تلاش نہ ہو۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ عمل جو مخلوق سے پوشیدہ ہو اور نقائص سے پاک ہو اس کا نام اخلاص ہے، حضرت حذیفہؒ کا قول ہے کہ ظاہر و باطن کی یکسانیت کا نام اخلاص ہے۔ شیخ ابو یعقوب مکفوفؒ نے کہا ہے کہ جس طرح برائیوں کو چھپایا جاتا ہے اسی طرح نیکیوں کو چھپانا اخلاص ہے، سہل بن عبد اللہؒ نے کہا کہ اپنے عمل (نیک) کو ہیچ و حقیر سمجھنا اخلاص ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین باتیں ہیں جن میں مسلمان کے دل کو خیانت نہیں کرنا چاہئے، اللہ کے لئے خلوصِ عمل حکام کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنا۔

ایک قول کے بموجب اخلاص یہ ہے کہ اطاعتِ حق میں مخلوق کی خوشنودی کو نہ ملانا (یعنی مخلوق کی خوشنودی سے اطاعتِ حق کو الگ رکھنا) نہ مخلوق سے تعریف حاصل کرنے کے لئے، نہ کسی کی طرف سے محبت کے حصول کے لئے (کہ کوئی اخلاص کو دیکھ کر اس سے محبت کرنے لگے) نہ اس لئے عمل کرنا کہ مخلوق کی زبان سے ملامت اور مذمت کو رفع کرے (یعنی بندہ کے عمل اور اخلاص کی بنا پر لوگ اس کی مذمت نہیں کریں گے)۔

کہا گیا ہے کہ مخلوق کی خاطر اور اس کے لحاظ و پاس سے اپنے عمل کو پاک رکھنا اخلاص ہے، حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے تھے کہ جب تک اخلاص میں سچائی اور استقلال نہ ہو اخلاص کی تکمیل نہیں ہوتی، اور جب تک سچائی اور صدق میں اخلاص اور دوام نہ ہو سچائی کامل نہیں ہوتی۔

ابو یعقوبؒ موسیٰ کا قول ہے کہ جب تک لوگ اپنے اخلاص میں اخلاص دیکھتے رہیں گے یعنی (اخلاص کا دعویٰ رہے گا) ان کا وہ اخلاص ضدِ اخلاص کا محتاج رہے گا۔ حضرت ذوالنون مصریؒ کا قول ہے کہ اخلاص کی تین نشانیاں ہیں، عوام کی مدح و ذم دونوں اس کے لئے برابر ہوں، اپنے اچھے اعمال کو نہ دیکھنا، اچھے اعمال پر آخرت میں ثواب کی طلب کو فراموش

کر دینا۔ حضرت ذوالنون کا یہ قول بھی ہے کہ اخلاص وہ ہے کہ جسے دشمن خراب نہ کر سکے۔

اخلاص کے درجے

ابو عثمانؒ مغربی نے کہا ہے کہ ایک اخلاص تو وہ ہے جس کے اندر نفس کا کوئی حصّہ کسی حال میں نہ ہو۔ یہ عوام اخلاص ہے۔ خواص کا اخلاص وہ ہے کہ بغیر ارادہ خود بخود اعمالِ حسنہ کا صدور ہو، ان سے طاعت کا ظہور بغیر قصد کے ہوتا ہے، اور ان سے اس سلسلہ میں کوئی ایسی علامت ظاہر نہ ہو جس سے اس امر کا اظہار ہو کہ ان کو طاعت ملحوظ تھی۔

حقیقی اخلاص

حضرت ابو بکر دقاقؒ فرماتے ہیں کہ ہر مخلص کو اپنے اخلاص کے دیکھنے سے نقصان پہنچتا ہے، اللہ تعالیٰ جب کسی کے اخلاص کو پسند فرما لیتا ہے تو پھر اس کے اخلاص کو اس کی نظر سے گرا دیتا ہے یعنی مخلص اپنے اخلاص پر نظر نہیں رکھتا۔ اس طرح وہ مخلص اپنے اخلاص کو اخلاص ہی نہیں سمجھتا۔ اس طرح وہ خدا کی نظر میں پسندیدہ ہو جاتا ہے۔

حضرت سہلؒ بن عبداللہ کا ارشاد

حضرت سہلؒ بن عبداللہ کا ارشاد ہے کہ صرف مخلص ہی ریا کو پہچان سکتا ہے۔ حضرت ابو سعید مرازؒ کا قول ہے کہ اہلِ معرفت کا ریا اہلِ ارادہ کے اخلاص سے بہتر ہے یعنی وہ اخلاص جو ارادہ سے ہو ان اہلِ معرفت کے ریا سے بھی کم تر درجہ کی چیز ہے؛ ابو عثمانؒ کہتے ہیں کہ خالق کی طرف ہمیشہ نگاہ رکھنے والا مخلوق کی طرف دیکھنا بھول جاتا ہے، یہی اخلاص ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ اخلاص وہ ہے جس میں صرف حق مطلوب اور صدق مقصود ہوتا ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ اپنے اعمال پر نظر رکھنے سے گریز اور اعراض اخلاص ہے۔ حضرت سری سقطیؒ نے کہا کہ جو شخص لوگوں کے دکھانے کے لئے اُن چیزوں سے آراستہ ہو جو اس کے اندر موجود نہیں ہیں وہ اللہ کی نظر سے گر جاتا ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ کا ارشاد ہے کہ اخلاص خدا اور بندے کے مابین ایک ایسا راز ہے جس سے نہ کوئی فرشتہ واقف ہے کہ اس کو لکھ سکے اور نہ شیطان اس سے آگاہ ہے کہ اس کو (اخلاص سے) روک سکے۔

حضرت رویمؒ فرماتے ہیں کہ عمل میں اخلاص یہ ہے کہ عمل کرنے والا دونوں جہان میں اپنے اس عمل پر اجر کی اُمید نہ رکھے نہ دیکھنے والے دونوں فرشتوں سے (اجر کے) کچھ حصّے کا خواستگار ہو (کہ وہ اس کے اس عمل کو لکھیں گے تو اس کو کچھ نہ کچھ اجر ملے گا)۔

سہلؒ ابن عبداللہ سے پوچھا گیا کہ نفس کے لئے سب سے زیادہ دشوار کیا چیز ہے، انھوں نے فرمایا "اخلاص"؛ اس لئے کہ نفس کے لئے اس میں کچھ حصّہ نہیں ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اخلاص ایسی چیز ہے کہ اللہ عزّ و جلّ کے سوا اس سے کوئی اور باخبر نہیں ہوتا؛ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن عصر سے پہلے حضرت سہل بن عبداللہ کے پاس پہنچا میں نے دیکھا کہ ان کے حجرے میں ایک سانپ ہے میں ایک قدم آگے بڑھاتا اور پھر ایک قدم پیچھے ہٹ جاتا، سانپ کا ڈر مجھ پر غالب آگیا تھا؛ حضرت سہلؒ نے اندر سے آواز دی! کیوں ڈرتے ہو اندر آجاؤ، جس کا ایمان خدا پر ہو اس سے ہر چیز ڈرتی ہے پھر فرمایا کہ تم جمعہ پڑھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ہمارے اور جامع مسجد کے مابین ایک دن رات کی مسافت ہے، انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور روانہ ہو گئے، ہم لوگ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ جامع مسجد سامنے نظر آنے لگی، ہم نے وہاں نماز جمعہ ادا کی پھر باہر نکل آئے حضرت سہلؒ رک گئے اور مسجد سے نکلنے والوں کو دیکھنے لگے پھر فرمایا کہ کلمۂ توحید پڑھنے

والے تو بہت ہیں لیکن ان میں مخلص اصحابِ اخلاص، بہت کم ہیں۔

توکل و اخلاص ایک بار میں (حضرت مصنفؒ) حضرت ابراہیمؒ کی ہمراہی میں سفر کر رہا تھا، ہم ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں سانپ بکثرت تھے، حضرت ابراہیم خواصؒ نے اپنا آفتابہ رکھدیا اور وہاں بیٹھ گئے جب رات ہوئی تو سانپ باہر نکل آئے، میں نے حضرت ابراہیمؒ کو آواز دی، انھوں نے فرمایا کہ "تم ذکرِ الٰہی میں مصروف رہو۔ میں ذکر میں مشغول ہوگیا، آتے ہوئے سانپ لوٹ گئے تھوڑی دیر بعد۔ وہ پھر پلٹ پڑے میں نے شیخؒ کو پکارا۔ شیخؒ نے پھر فرمایا کہ ذکر میں مصروف رہو، صبح تک میری یہی حالت رہی صبح کو حضرت شیخؒ روانہ ہوئے میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا۔ روانہ ہوتے وقت شیخؒ کے بستر سے ایک بہت بڑا سانپ گرا جو کنڈلی مارے بستر میں موجود تھا، میں نے کہا کیا آپ کو اس سانپ کا احساس بھی نہیں ہوا، انھوں نے فرمایا نہیں ایک مدت کے بعد میری رات ایسی اچھی طرح گزری۔ ابو عثمانؒ فرماتے ہیں جس نے وحشت کی غفلت کا مزا نہیں چکھا (دنیاوی وحشت میں مبتلا نہیں ہوا) اس نے ذکر کی محبت کی لذت حاصل نہیں کی۔

دِل کی پاکیزگی

ناپاک نفس انسان کے درپے آزار ہے ہر عابد اور ہر عارف کو ہر صورت میں ریاکاری، مخلوق کے دکھاوے اور خود پسندی سے بچنا چاہیئے کیونکہ یہ خبیث نفس ہر انسان کے درپے ہے۔ یہ نفس گمراہ کرنے والی خواہشات تباہ و برباد کرنے والی رغبتوں اور ان لذتوں کا سرچشمہ اور منبع ہے جو خدا اور بندے کے درمیان ایک حجاب (پردہ) بن جاتی ہیں، جب تک بدن میں روح موجود ہے اس کی تباہ کن خواہشات سے بچنا بہت مشکل ہے خواہ انسان ابدال یا صدیقین کے مرتبہ پر پہنچ جائے۔ خواہ اس کی موجودہ حالت اس کی سابقہ حالت کے مقابلہ میں زیادہ امن و سلامتی کی ہو۔ (ایسے درجہ پر ہو جہاں نفس کی فریب کاریوں سے امن حاصل رہتا ہو)۔ خیر غالب ہو، نورِ معرفت کی فراوانی ہو، ہدایت شریکِ حال اور توفیق الٰہی ممد و معاون ہو اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میسّر ہو بایں ہمہ گناہ سے مامون و مصئون رہنا ہماری خصوصیت نہیں ہے (عوام الناس کا خاصہ نہیں ہے) بلکہ معصوم عن الخطا تو انبیاء (علیہم السلام) ہیں۔ نبوت اور ولایت کا فرق اسی سے ہوتا ہے (یعنی ولی معصوم نہیں ہوتا نبی معصوم ہوتا ہے۔

ریاکاری

ریاکاروں کو تہدید اللہ تعالیٰ نے ریاکاروں اور شر پسندوں کو ڈراتے ہوئے نفس کی خباثت دنیوی اور اس کے خطرات سے خبردار فرمایا ہے اور نفس کی پیروی سے منع فرمایا ہے۔ اس کی مخالفت کا حکم کبھی قرآن سے اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ وحی ترجمان سے فرمایا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:-

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ
صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ٥
اَلَّذِيْنَ هُمْ يُرَاءُوْنَ وَ يَمْنَعُوْنَ
الْمَاعُوْنَ ٥

ان نمازیوں کے لئے بڑی خرابی (تباہی) ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ دکھاوا کرتے ہیں اور معمولی استعمال کی چیزوں کو بھی ضرورت مندوں سے روکے رکھتے ہیں۔

ایک دوسری آیت ارشاد ہوتا ہے:۔
يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ
قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ٥

وہ منہ سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں اللہ ان کی چھپائی ہوئی باتوں سے خوب واقف ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا گیا:۔
وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَاءُوْنَ
النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ٥
مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَا اِلٰى هٰؤُلَاءِ
وَلَا اِلٰى هٰؤُلَاءِ ٥

جب نماز کو اٹھتے ہیں تو کسل اور سستی کے ساتھ، (محض لوگوں کے دکھانے کو اٹھتے ہیں) اور اللہ کی یاد کم کرتے ہیں۔ لوگ دونوں گروہوں کے درمیان ڈانواں ڈول (پھر رہے) ہیں نہ ایک طرف اور نہ دوسری طرف۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے:۔ اِنَّ كَثِيْرًا
مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ
النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ٥

عالموں اور عابدوں میں (بنی اسرائیل کے) بہت سے ایسے ہیں جو باطل طریقوں سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں اور دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔

ایک اور آیت میں فرمایا ہے:۔ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا
عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ٥

اے وہ لوگو جو ایمان لاچکے ہو، جو بات کرتے نہیں وہ کہتے کیوں ہو؟ اللہ کو یہ بات بہت ناپسند ہے کہ ایسی بات کہو جو کرتے نہیں

ایک اور آیت میں آیا ہے:۔ وَاَسِرُّوْا
قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ٥

خواہ تم پوشیدہ طریقے سے بات کہو یا ظاہر کرکے، جو کچھ تمھارے دل میں ہے اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہے

مزید ارشاد فرمایا ہے:۔ فَمَنْ كَانَ
يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا
وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا ٥

جو اللہ کے پاک دیدار کا خواستگار اور طالب ہے اس کو نیک عمل کے لئے کہہ دیجئے اور اس سے کہہ دیجئے کہ اللہ کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کر۔

ایک اور آیت ہے:۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ
بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ٥

نفس تو بہت زیادہ برائی کا حکم دیتا ہے مگر وہ محفوظ رہتا ہے جس پر میرا رب رحم فرمائے۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:۔ وَاُحْضِرَتِ
الْاَنْفُسُ الشُّحَّ۔

اور طبائع بخل پر حاضر رکھی جاتی ہیں (طبائع بخل پر آمادہ رہتی ہیں)

ایک اور مقام پر حکم فرمایا وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۝ خواہش نفس کی پیروی نہ کرو اگر ایسا کروگے تو وہ تم کو راہِ خدا سے گمراہ کردے گا۔ VVVV Imp

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا تھا اے داؤد اپنے نفس کی خواہش کو چھوڑ دو، خواہش نفس کے علاوہ میری حکومت میں مجھ سے جھگڑنے والا کوئی اور نہیں ہے (يَا دَاوٗدُ اهْجُرْ هَوَاكَ فَاِنَّهٗ لَا مُنَازِعَ يُنَازِعُنِيْ فِيْ مُلْكِيْ غَيْرُ الْهَوٰى) Imp

ریا کی مذمت میں احادیث شریفہ

حضرت شداد بن اوس سے ایک حدیث مروی ہے، انھوں نے کہا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے چہرہ انور پر کچھ ایسے آثار دیکھے جن سے مجھے بہت دکھ ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کا یہ کیا حال ہے۔ حضور والا نے فرمایا مجھے اپنی اُمت کے مشرک ہونے کا اندیشہ ہے! میں نے عرض کیا کیا حضور کے بعد لوگ شرک میں مبتلا ہو جائیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سورج، چاند، بت اور پتھر کی تو یقیناً پوجا نہیں کرینگے مگر اعمال میں ریا کرینگے اور ریا ہی شرک ہے۔ پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی: فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ Imp Imp Imp Imp VVVV VVV Imp

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کچھ مہر کردہ اعمالنامے لائے جائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا اس اعمالنامہ کو پھینک دو اور اس کو قبول کرلو۔ فرشتے بارگاہ الٰہی میں عرض کرینگے الٰہی! تیری عزت و جلال کی قسم! ہم کو تو ان اعمال میں خیر ہی معلوم ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہاں! لیکن یہ عمل تو دوسروں کے لئے تھا میں صرف وہی عمل قبول کرتا ہوں جو خالصاً میرے لئے ہو (جس کا مقصد صرف میری ذات ہو)۔ Imp Imp Imp VVVV Imp

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے! الٰہی میری زبان کو جھوٹ سے پاک فرما، میرے دل کو نفاق سے، میرے عمل کو ریا سے، میری آنکھ کو خیانت سے پاک فرما۔ تو آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے پوشیدہ احوال کو جانتا ہے۔ VVVV VVVV VVVV VVVV Imp Imp

کس عالم کی صحبت میں بیٹھنا چاہیئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسے عالم کی صحبت میں بیٹھو جو پانچ چیزوں کو چھڑا کر پانچ چیزوں کی ترغیب دیتا ہو، دنیا کی رغبت سے نکال کر زہد کی ترغیب دیتا ہو، ریا سے نکال کر اخلاص کی تعلیم دے، غرور سے چھڑا کر تواضع کی ترغیب، کاہلی اور سستی سے بچا کر پند و نصیحت کرنے کی ترغیب، جہالت سے نکال کر علم کی ترغیب دے۔ Imp Imp Imp VVVV Imp

حضور سرور کائنات صلعم کا ایک اور ارشاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "میں ہر شریک سے بہتر ہوں جو شخص کسی کو میرے ساتھ اپنے عمل میں شریک کرے گا تو اس کا عمل اسی شریک کے لئے ہوگا میرے لئے نہیں ہوگا، میں تو صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہوں جو محض میرے لئے کیا گیا ہو" اے انسان میں سب سے اچھا حصہ دار ہوں! دیکھ جو عمل تو نے میرے لئے نہیں بلکہ دوسرے کے لئے کیا تو اس کا اجر بھی اسی کے ذمہ ہے جس کے لئے تو نے وہ عمل کیا!! Imp Imp Imp VVVV Imp

ایک اور ارشاد گرامی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس اُمت کو بشارت دیدو کہ دین میں اس کو بزرگی حاصل ہے اور VVVV Imp

شہروں پر قبضہ اور گرفت، جب تک وہ دین کا کام دنیا کے حصول کے لئے نہ کریں (یعنی مسلمانوں کو تمام دنیا میں اس وقت تک بزرگی اور دنیا کے شہروں پر ان کی حکومت رہے گی جب تک وہ دین کے کام دنیا کے حصول کے لئے نہیں کریں گے، ان کے اعمال خالص رہیں گے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخرت کی نیت پر (عمل کرنے والے کو) اللہ تعالیٰ دنیا بھی دیتا ہے لیکن دنیا کی نیت پر (عمل کرنے والے کو) آخرت نہیں ملے گی۔

حضرت انسؓ بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، شب معراج میں میرا گزر ایسے لوگوں کی طرف ہوا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے، میں نے جبرئیل (امین) سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا یہ آپ کی امت کے واعظ ہیں کہ دوسروں سے تو کہتے تھے اور خود اس کام کو نہیں کرتے تھے، جس چیز کو وہ اچھا جانتے تھے اس کا حکم دوسروں کو دیتے تھے اور خود وہ کام کرتے تھے جن کو وہ برا کہتے تھے۔ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے۔

سب سے بڑا اندیشہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی امت کے متعلق سب سے بڑا اندیشہ اس منافق سے ہے جس کی زبان دراز ہو (بہت بولنے والا) قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس وقت تک قیامت برپا نہیں ہوگی جب تک تم لوگوں پر جھوٹے حاکم، بدکردار وزیر، خائن امیر، ظالم پیشکار، فاسق و فاجر قاری اور جاہل عابد مسلط نہ ہو جائیں گے جب ایسا وقت آجائے گا تو اللہ تعالیٰ ان پر فتنوں کے تاریک (سیاہ) دروازے کھول دیگا جس کے اندر وہ ظالم یہودیوں کی طرح حیران و پریشان پھرتے رہیں گے، یہ وقت ایسا (نازک) ہوگا کہ اسلام کا قبضہ آہستہ آہستہ کمزور ہوتا جائے گا اور پھر ایک وقت ایسا آجائے گا کہ اللہ اللہ بھی نہیں کہا جائے گا (مسلمان اسلام سے بہت دور ہو جائیں گے)۔

دردناک عذاب

حضرت عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کیا تم تنہائی میں میرے سامنے بڑے بڑے گناہ نہیں کرتے تھے لیکن جب تم لوگوں سے ملتے تھے تو بڑی عاجزی اور انکسار کے ساتھ ملتے تھے، تم لوگوں سے ڈرتے تھے لیکن مجھ سے نہیں ڈرتے تھے تم نے لوگوں کو بڑا جانا لیکن مجھے بڑا نہیں سمجھا! اپنی عزت کی قسم آج میں تم کو دردناک عذاب دوں گا!

حضرت اسامہؓ بن زیدؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ ایک آدمی کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو اس کی آنتیں باہر نکل پڑیں گی وہ اپنی آنتوں کو کھینچتا ہوا چکی کی طرح گھومتا پھرے گا۔ اس سے پوچھا جائے گا کیا تو نیکی کا حکم لوگوں کو نہیں دیتا تھا، کیا ان کو بری باتوں سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ جواب دیگا میں اچھے کام کرنے کا دوسروں کو حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا اسی طرح دوسروں کو بری باتوں سے روکتا تھا مگر خود میں ایسی باتیں کرتا تھا!!

دکھاوے کا روزہ اور اسکی جزا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہت سے روزہ داروں کو بھوک پیاس کے سوا روزہ سے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اسی طرح بہت سے شب بیدار نمازیوں کو ان

کی شب بیداری کا سوائے نماز کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا (شب بیداری سے کچھ حاصل نہیں ہوتا) حضور والا نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ (ان لوگوں کی اس ظاہر پرستی سے) عرش لرز جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بندہ برا ہے جس کے اور ثواب الٰہی کے درمیان کوئی دوسرا بندہ حائل ہو جائے۔ ایسا بندہ عبادت اس لئے کرتا ہے کہ جو دوسرے شخص کے پاس ہے وہ اس کو مل جائے! وہ اس بندے کی خوشنودی کے حصول کے لئے اپنے جسم کو تھکاتا ہے لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے دین سے بھی محروم ہو جاتا ہے اور اس کو عزت سے بھی ہاتھ دھونا پڑتے ہیں، ایسا شخص اس بندے کو (جس کے لئے نماز پڑھی) اپنی خدمت کا اتنا حصہ دیتا ہے کہ اتنا وہ اپنی اطاعت کا حصہ اللہ کو بھی نہیں دیتا)۔

محض اللہ کیلئے خیرات کرنا

حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گرامی میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں محض اللہ کے لئے خیرات کرتا ہوں لیکن یہ بھی چاہتا ہوں کہ مجھے دنیا میں بھی (اسی وصف کے باعث) اچھا کہا جائے، اس پر یہ ارشاد الٰہی نازل ہوا:۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْلِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں کچھ لوگ دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنا لینگے، اپنی نرمی دکھانے کے لئے بھیڑ کی کھال پہن لیں گے (باطن میں درندے ہوں گے) ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی لیکن دل بھیڑیوں کے ہوں گے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے کیا یہ لوگ میرے متعلق فریب خوردہ ہیں یا میرے خلاف دلیری اور جسارت کرتے ہیں، میں قسم کھاتا ہوں کہ ان پر ایسا فتنہ کھڑا کر دوں گا جسے دیکھ کر بڑے بڑے بردبار بھی حیران رہ جائیں گے۔

حضرت حمزہؓ نے ابی حبیبؒ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے بعض بندوں کے بعض اعمال اٹھا کر بارگاہ الٰہی میں اس مقام پر لیجاتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، فرشتے ان اعمال کو اچھا سمجھتے ہیں اور اس شخص کو گناہوں سے پاک قرار دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے بندے کے اعمال ظاہری کے نگراں ہو اور میں تو اسکی نیت کو بھی دیکھتا ہوں چونکہ میرے اس بندے نے خالص میرے لئے یہ عمل کیا ہے لہٰذا اس کو علیین کے دفتر میں رکھ دو۔

ریاکار قاری، ریاکار سخی اور ریاکار مجاہد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کا فیصلہ فرمائے گا، ہر اُمت اس کے حضور میں زانو کے بل موجود ہوگی، اس وقت اللہ تعالیٰ، قاری قرآن، شہید اور تونگر کو طلب فرمائے گا اور اولاً قاری سے استفسار ہوگا کہ تو جتنا جانتا تھا اس پر تو نے کتنا عمل کیا، قاری کہے گا میں شبانہ روز کے اوقات میں کھڑے ہو کر نماز میں قرآن پڑھتا تھا، اللہ تعالیٰ اس کو جواب دیگا! تو نے جھوٹ کہا (فرشتے بھی یہی کہینگے کہ یہ دروغ گو ہے) تیرا مقصد تو صرف یہ تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں چنانچہ تجھے قاری کہہ دیا گیا، پھر اللہ تعالیٰ تونگر کو طلب فرما کر دریافت کرے گا کہ میں نے ہے جو کچھ دیا تھا تو نے اس کا کیا مصرف کیا وہ عرض کرے گا میں — اس کو صلہ رحم میں (قرابتداریوں کے قیام کے لئے خرچ کرتا رہا اور خیرات کرتا رہا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے (فرشتے بھی یہی کہیں گے) تو نے غلط کہا، اس عمل سے تیرا مقصد

صرف یہ تھا کہ تجھے سخی سمجھا جائے، سو تجھے سخی کہدیا گیا، پھر جہاد میں شہید ہونے والے سے پوچھا جائے گا کہ تو کس لئے مارا گیا وہ جواب دے گا میں تیرے لئے تیری راہ میں لڑا تھا اور آخرکار مارا گیا: اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا فرشتے بھی یہی کہیں گے تیرا مقصد یہ نہیں تھا بلکہ تیرا مقصود یہ تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے چنانچہ تجھے بہادر کہدیا گیا" یہ ارشاد فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں دست ہائے مبارک اپنے پاک زانوؤں پر اظہار افسوس کے لئے مارے اور فرمایا! ابوہریرہ! مخلوق میں سب سے پہلے قیامت کے دن انہی تینوں (قسم کے) لوگوں پر دوزخ کی آگ شعلہ زن ہوگی۔

اس حدیث شریف کی خبر جب حضرت معاویہؓ کو پہنچی تو وہ بہت روئے اور کہنے لگے کہ اللہ کے رسول نے سچ فرمایا اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا
نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ
وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ
وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝

جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا طالب ہے ہم اس کو دنیا ہی میں اجر دیدیتے ہیں، دنیا میں ان کا حصہ کم نہیں کیا جاتا، لیکن ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں سوائے دوزخ کے اور کچھ نہیں ہے۔ دنیا میں جو کچھ کیا ہوگا وہ اکارت جائے گا اور جو کچھ وہ کرتے تھے وہ بیکار گیا۔ ان لوگوں کے لئے بڑا دردناک عذاب ہوگا اور آخرت میں یہ لوگ بڑے خسارے میں رہیں گے۔

جنت سے محروم رہنے والے

حضرت عدیؓ بن حاتم کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن چند دوزخیوں کو جنت کی طرف لیجانے کا حکم ہوگا، جب دوزخی جنت کے قریب پہنچیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے، وہاں کے محلات دیکھیں گے اور ان چیزوں کا مشاہدہ کرینگے جو اللہ تعالیٰ نے بہشت والوں کے لئے تیار کی ہیں تو یکایک ندا آئے گی کہ ان کو واپس کر دو ان کا یہاں سے کوئی حصہ نہیں ہے اس وقت وہ ایسی حسرت و پشیمانی کے ساتھ واپس ہوں گے کہ ایسی حسرت و پشیمانی سے کبھی نہ لوٹے ہوں گے، اس وقت وہ (حسرت کے ساتھ) کہیں گے پروردگار تو نے اپنے دوستوں کے لئے جو نعمتیں فراہم کی ہیں وہ ابھی ہم نے بتمام وکمال دیکھی بھی نہیں تھیں کہ ہم کو دوزخ میں داخل کردیا گیا (ہم کو وہ نعمتیں پوری دیکھنے تو دی جاتیں) اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری یہی مشیت تھی! تم تنہائی میں تو میرے سامنے اور لوگوں کے سامنے اپنی پارسائی (تقویٰ) کا دعویٰ کرتے تھے اور ان کے سامنے عاجزی اور تواضع کا اظہار کرتے تھے، تمہارے دلوں میں اس کے خلاف ہوتا تھا، تم لوگوں سے تو ڈرتے تھے لیکن میرا خوف تم کو نہیں آیا، تم لوگوں کو بڑا سمجھتے تھے لیکن مجھے بڑا نہیں جانا، تم نے لوگوں کی وجہ سے برے کام ترک کر دیئے لیکن میرے ڈر سے برے کاموں کو ترک نہیں کیا، اس لئے آج میں اپنے عظیم ثواب سے تم کو محروم رکھوں گا اور اپنا عذاب تم پر مسلط کروں گا۔

مومنین کی فلاح اور ریاکاروں کا ابتلا

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" اللہ تعالیٰ نے جب جنت عدن کو پیدا فرمایا تو اس میں ایسی نعمتیں پیدا فرمائیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا، تو اس سے فرمایا تو کچھ کہنا چاہتی ہے

تو مجھ سے کہہ! تو جنت عدن نے تین مرتبہ کہا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ہ (مومنین ہی فلاح پانے والے ہیں) پھر کہا بیشک میں ہر بخیل اور ریا کار پر حرام ہوں۔

ریاکار اللہ تعالیٰ کو فریب دینا چاہتا ہے

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ روز قیامت میری نجات کا ذریعہ کیا ہوگا؟ حضور نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کو فریب دینے کی کوشش نہ کرنا! اس شخص نے عرض کیا کہ حضور! میں اللہ کو فریب کیسے دے سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کام تو تو وہ کرے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے مگر اس کا مقصد (اطاعت الٰہی نہ ہو بلکہ دوسرا ہو) ریا سے بچو، ریا شرک ہے، تمام ریاکار قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے چار ناموں سے پکارے جائیں گے، اے کافر! اے فاجر! اے دغاباز! اے نقصان اٹھانے والے! تیرا عمل بیکار گیا تیرا اجر ضائع ہوگیا! آج تیرا کوئی حصہ نہیں! اے ریاکار تو اپنا ثواب اسی سے مانگ جس کے لئے تو عمل کرتا تھا!

منافق کا انجام

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ریا، شہرت طلبی اور نفاق سے اپنی پناہ میں رکھے، یہ سب کام دوزخیوں کے ہیں منافق کے لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ہ یقیناً منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں رہیں گے۔ یعنی فرعون وہامان کے ساتھ ہاویہ میں پڑے ہوں گے۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ بعض احادیث سے تو یہ مستنبط ہوتا ہے کہ اگر نیک عمل کو مخلوق دیکھ بھی لے تب بھی کوئی ہرج نہیں ہے جیسا کہ وکیعؒ نے بالاسناد حضرت ابوہریرہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں بعض اچھے کام اگرچہ چھپا کر کرتا ہوں پھر بھی لوگوں کو اس کی خبر ہو جاتی ہے (لوگ مطلع ہو جاتے ہیں) اور یہ بات میرے دل کو بُری بھی لگتی ہے، کیا ایسے عمل کا مجھے اجر ملے گا؟ حضورؐ نے فرمایا تیرا اجر دوہرا ہوگا! ایک اجر چھپانے کا اور دوسرا ظاہر ہو جانے کا' اس حدیث شریف کی توضیح میں کہا گیا کہ دوہرا اجر اس طرح ہوا کہ اس شخص کو یہ بات پسند تھی کہ دوسرے لوگ بھی اس کی اتباع کریں اس صورت میں ایک اجر تو عمل کا اور دوسرا اجر دوسرے لوگوں کی اتباع و پیروی کا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کوئی اچھا طریقہ (نیک عمل) نکالا اس کو اپنے اس عمل کا بھی ثواب ملیگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو قیامت تک اس پر عمل پیرا رہیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم تھا کہ اس شخص (سائل) کو یہ بات پسند ہے کہ لوگ اس کے عمل کی پیروی کریں (اسی لئے آپ نے دوہرا اجر اس کے بدلہ میں فرمایا) ہاں اگر عمل کی پسندیدگی لوگوں کے اتباع کے خیال سے خالی ہو (یعنی اپنے عمل کو محض اپنی ذات کے اعتبار سے پسند کرتا ہے اور اس پر نازاں ہے اور یہ خیال نہیں کہ لوگ میرے عمل کی پیروی کریں) تو ایسے شخص کے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔ اس لئے کہ خود پسندی بارگاہ الٰہی میں پسند نہیں، بندہ اس کی بدولت اللہ کی نظر سے گر جاتا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ کا ارشاد ہے کہ جب تم بوڑھے ہو گے تو تم کو ایسے لوگ ملیں گے جن کے رنگ گورے ہوں گے لیکن درشت مزاج، تیز زبان اور بیباک نظر، دل کے مردہ! تم ان کے جسم دیکھو گے ان کے جسم نہ ہوں گے، ان کی آواز سنائی دیگی ان میں انسیت نہ ہوگی، ان کی زبانیں بہت طرار ہونگی لیکن دل قحط کے مارے خشک ہوں گے! بعض اصحاب رسولؐ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب تک ہماری اُمت کے علماء، رؤسا اور امراء کی صحبت کی طرف راغب نہ ہوں گے اور صالح لوگ

دوڑ دوڑ کر فاجروں سے ملاقات کے لئے نہ جائیں گے، نیک لوگوں کو بُروں کا خوف نہ ہوگا، اس وقت تک اُمّتِ محمدیہؐ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہے گی لیکن جب اُن سے یہ بدکرداریاں سرزد ہوں گی تو اللہ تعالیٰ اُن سے اپنا ہاتھ اٹھالے گا، اور ان کو فقر و فاقہ میں مبتلا فرمائے گا اور ان کے دلوں میں ظالموں کا خوف پیدا کردے گا اور ستمگاروں کو اُن پر مسلط کردے گا اور بڑی بڑی تکلیفوں کی اُن پر مار پڑے گی۔

حضرت حسن بصریؒ ہی سے یہ روایت بھی ہے کہ وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جو مغفرت کا سوال کرتا ہے اور عمل معصیت کے اس سے سرزد ہوتے ہیں، خضوع و خشوع کا اظہار اپنی امانت داری کے اظہار کے لئے کرتا ہے حالانکہ وہ فریب سے ایسا کرتا ہے، دوسروں کو (بری باتوں سے) منع کرتا ہے لیکن خود اُن پر عمل پیرا ہے، دوسروں کو جس کام کا حکم دیتا ہے خود وہ کام نہیں کرتا، دیتا ہے تو پورا نہیں دیتا تو نہ دینے کا عذر پیش نہیں کرتا، تندرست ہوتا ہے تو نڈر بن جاتا ہے، بیمار ہوتا ہے تو پشیمان ہوتا ہے، محتاجی میں غمگین ہوتا ہے، تونگر بن جاتا ہے تو فتنے اٹھاتا ہے، اجر و ثواب کا طالب ہو مگر شدائد پر صبر نہ کرے بدمست ہوکر سو جائے اور روزے میں تاخیر کرے۔

حضرت حسن بصریؒ اور فرقد

ایک دن حسن بصریؒ بیش قیمت لباس پہنے ہوئے اپنی مجلس میں موجود تھے، اس مجلس میں فرقد سنجی بھی موجود تھا اور فرقد صوف (پشمینہ) کا لباس پہنے تھا، آپ نے فرقد سے فرمایا۔ میرا لباس جنتیوں کا ہے اور تمہارا لباس دوزخیوں کا ہے۔ تم نے ظاہر میں دنیا چھوڑ رکھی ہے لیکن تمہارے دل میں غرور اور تکبر بھرا ہوا ہے، آجکل لوگوں نے صوف پہننا شعار بنالیا ہے لیکن حقیقت میں وہ چادر اوڑھنے والوں سے زیادہ مغرور ہوتے ہیں لوگ آپس میں تفاخر کرتے ہیں (لباس سے ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں)۔ سنو! شاہانہ لباس پہنو! مگر دلوں کو اللہ کے خوف سے مردہ بنالو (دل خوفِ خدا سے مردہ ہوجائے)

لباس تین قسم کے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لباس وہ پہنو کہ علماء اس کا مذاق نہ بنائیں اور نہ بے خرد تم کو (اس لباس کے باعث) حقیر سمجھیں، کپڑے خواہ سوتی ہی کیوں نہ ہو دل پاک صاف ہونا چاہیئے! لباس تین قسم کے لوگوں کا ہوتا ہے؛ ١ پرہیزگاروں کا لباس، یہ ایسا جائز لباس ہونا چاہیئے جس کے پہننے سے نہ مخلوق کی طرف سے مواخذہ ہو اور نہ شرع کا اس پر مطالبہ ہوسکے، خواہ وہ سوت کا ہو یا صوف کا نیلا ہو یا سفید رنگ کا۔ ٢ اولیاء اللہ کا لباس: اولیاء کا لباس وہ ہے جس کا حکم شریعت نے دیا ہے یعنی کم سے کم اتنا کہ ستر عورت ہوسکے! اور جسم کا ضروری حصہ چھپ جائے اور ضرورت کا تقاضہ پورا ہوجائے۔ تاکہ ہوا و ہوس شکستہ پر ہوجائیں اور ابدال کے درجہ تک رسائی ہوجائے ٣ ابدال کا لباس: ابدال کا لباس یہ ہے کہ شرعی حدود کی حفاظت کے ساتھ جو کچھ تقدیر سے مل جائے (اس کو کافی سمجھا جائے)۔ وہ ایک دانگ قیمت کا کرتا ہو یا ایکسو اشرفی کا خلعت (دونوں اس کے لئے برابر ہوں) نہ اپنا ارادہ اعلیٰ لباس پہننے کا ہو نہ نفسانی خواہش کہ ادنیٰ لباس پہن کر اس خواہش کو شکست دی جائے بلکہ جو حلال لباس اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے مرحمت فرمائے بغیر محنت اور تکلیف کے عنایت کردے، نفس میں نہ کسی لباس کا شوق ہو نہ کوئی آرزو (کہ ایسا لباس ملے)۔ تو ایسا لباس ابدال کا لباس ہے۔ ان لباسوں کے علاوہ ہر قسم کا لباس عہد جاہلیت کا لباس ہے، حماقت کا لباس ہے اور نفسانی خواہش کا لباس ہے۔

باب ۱۷

ہفتہ کے مختلف دن
اور
اُن کے فضائل

ایام بیض اور ایام بیض کے روزوں کے فضائل اور ترغیبات، ایام بیض میں شبانہ روز کے وظائف اوراد

ایام کی تخلیق اور ہر دن کی خصوصیت

شیخ ابو نصرؒ نے بالاسناد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شنبہ کے دن زمین پیدا فرمائی اور یکشنبہ کو زمین پر پہاڑوں کو قائم فرمایا۔ دوشنبہ کو درختوں اور سہ شنبہ کو تمام مکروہات کو پیدا کیا۔ چہارشنبہ کو تمام خوبیاں تخلیق فرمائیں اور پنجشنبہ کو زمین پر تمام چوپاؤں کو پیدا فرما کر ادھر ادھر منتشر فرمایا۔ جمعہ کے روز حضرت آدم علیہ السلام کو عصر کے بعد مغرب سے قبل آخری ساعت میں پیدا فرمایا۔

حضرت انسؓ بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہفتہ کے دن کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضور نے فرمایا یہ مکر و فریب کا دن ہے، صحابہ کرامؓ نے وجہ دریافت کی تو حضور نے فرمایا کہ اس دن قریش نے دارالندوہ میں میرے لئے فریب[1] کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ اتوار کے دن کے بارے میں دریافت کرنے پر فرمایا یہ درخت لگانے اور عمارتیں بنانے کا دن ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اسی دن دنیا کی اور اس کی آبادی کی ابتدا ہوئی تھی۔ پیر کے دن کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا یہ سفر اور تجارت کا دن ہے، صحابہؓ نے فرمایا یہ کس طرح؟ تو حضور نے فرمایا کہ شعیب پیغمبرؑ نے اسی دن سفر کیا تھا اور تجارت میں مشغول ہوتے تھے، منگل کے دن کے بارے میں جب دریافت کیا گیا تو حضورؐ نے فرمایا یہ خون کا دن ہے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یہ کسطرح حضور نے فرمایا، اسی دن حضرت حوا کو حیض آیا اور آدم کے بیٹے (قابیل) نے اپنے بھائی (ہابیل) کو قتل کیا تھا، بدھ کے دن کے بارے میں جب دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا یہ نحوست اور بدبختی کا دن ہے، صحابہؓ نے عرض کیا یہ کیونکر؟ حضور نے فرمایا! اسی دن اللہ نے فرعون اور اس کی قوم کو نیل میں غرق کیا اور عاد و ثمود کو تباہ کیا۔ جمعرات کے بارے میں سوال کرنے پر فرمایا حاجتوں کے پورا کرنے اور سلاطین کے پاس جانے کا دن ہے صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ حضور یہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا کہ اسی روز حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ نمرود کے پاس تشریف لے گئے تھے، نمرود نے آپ کا مدعا پورا کر دیا اور آپ نے ہاجرہؓ کو اس سے حاصل کر لیا

---

[1] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شب کو ہجرت فرمائی اس دن میں کفار قریش نے ایک مکان میں جمع ہو کر حضور کے بارے میں نعوذ باللہ قتل کا پروگرام بنایا تھا

جمعہ کے بارے میں جب دریافت کیا گیا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ خطبہ اور نکاح کا دن ہے، جب عرض کیا گیا کہ کس طرح؟ تو حضور والا نے ارشاد فرمایا کہ اسی دن انبیاء علیہم السلام نکاح کرتے تھے۔

زہریؒ نے بروایت عبدالرحمان بن کعب بیان کیا کہ ان کے دادا عبدالرحمٰنؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لیے جمعرات ہی کے دن نکلا کرتے تھے، معاویہ بن حرۃؒ نے حضرت انسؓ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص ۱۷ تاریخ منگل کے دن سینگی لگواتا ہے اللہ تعالیٰ سال بھر تک اس کو بیماری سے محفوظ کر دیتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے مخصوص دن

ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور دوسرے پچاس پیغمبروں کو ہفتہ کا دن دیا تھا (یعنی ان کی عبادت کا دن) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے علاوہ بیس اور انبیاء علیہم السلام کو اتوار کا دن دیا تھا، پیر (دوشنبہ) کا دن سیدِ عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تریسٹھ (۶۳) دوسرے رسولوں کو عطا فرمایا، منگل کا دن حضرت سلیمان اور دوسرے پچاس پیغمبروں کو عطا کیا۔ بدھ (چہارشنبہ) کا دن حضرت یعقوب اور پچاس دوسرے رسولوں کو عطا فرمایا اور جمعرات کا دن حضرت آدم علیہ السلام اور پچاس دوسرے نبیوں کو عطا کیا۔ جمعہ کا دن خالص اللہ تعالیٰ کا اپنا دن ہے۔

اُمّتِ محمدیہ کا تحفۂ خاص

منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں مناجات فرمائی! الٰہی! میری اُمّت کو تو نے کیا عطا فرمایا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب! جمعہ کا دن میرا ہے اور جنت میری ہے میں جمعہ کا دن اور جنت آپ کی اُمّت کو عطا کرتا ہوں اور میں جنت میں آپ کی اُمّت کے ساتھ ہوں گا۔

بدھ جمعرات اور جمعہ کے روزے کی فضیلت

حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھا اس کے اجر میں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں موتی، یاقوت اور زمرد کا محل تیار فرماتا ہے اور دوزخ سے اس کے لئے نجات لکھ دی جاتی ہے"

حضرت انس بن مالکؓ کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضور والا نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حرمت والے مہینوں میں جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کے دن کے (تین) روزے رکھے اس کے نامۂ اعمال میں نو سال کی عبادت لکھی جاتی ہے، نیز ارشاد فرمایا کہ ہفتہ اور اتوار کو روزہ رکھو اور یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا، پیر اور جمعرات کو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر شخص کو جو شرک نہیں کرتا بخش دیا جاتا ہے مگر وہ شخص نہیں بخشا جاتا جس کے دل میں اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے حسد اور کینہ ہو، ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں کے روزوں کو ترک نہیں کیا کرتے تھے خواہ آپ سفر میں ہوں یا حضر میں۔ یہ دونوں دن ایسے ہیں جب بندے کے اعمال بارگاہ الٰہی میں پیش کئے جاتے ہیں۔

---

[1] یہودیوں میں آج بھی یوم شنبہ عبادت کا دن ہے۔

ایام بیض کے روزے

ایام بیض کے روزوں کی فضیلت !!

ایام بیض[1] کے روزوں کی بڑی فضیلت آئی ہے، شیخ ابونصر نے بالاسناد حضرت امام زین العابدین (ابن حسین ابن علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ) نے فرمایا کہ تیرہ تاریخ کا روزہ تین ہزار برس کے روزوں کے برابر ہے اور ۱۴ تاریخ کا روزہ دس ہزار برس کے روزوں کے برابر او پندرہ تاریخ کا روزہ ایک لاکھ تیرہ ہزار برس کے روزوں کے برابر ہے۔ Imp

ابواسحاقؒ نے حضرت جریرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص چاند کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کا روزہ رکھے گا اس کو عمر بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا جس نے ایک نیکی کی اس کے لئے دس گنا ثواب ہے؛ گویا تین روزوں کا ثواب مہینہ بھر کے روزوں کے برابر ہو گیا۔ اس طرح ہر ماہ تین روزے رکھنے والا تمام عمر روزہ رکھنے والا ہو جائے گا۔ Imp

حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض کے روزے خواہ سفر میں ہو یا اقامت میں نہیں چھوڑتے تھے، شعبی رحمہ کا قول ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انھوں نے فرمایا " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے ارشاد فرمایا: جس نے ہر ماہ تین دن کے روزے رکھے اور فجر کی دو رکعت سنتیں ادا کیں اور نماز وتر کو نہ سفر میں چھوڑا نہ حضر میں اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے " Imp

سعیدؒ ابن ابی ہند نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ان تین باتوں کی وصیت فرمائی کہ "مرتے دم تک مہینے کے تین روزے (ایام بیض کے) رکھوں اور مرنے سے پہلے چاشت اور وتر کی نماز نہ چھوڑوں۔ Imp

عبدالمالک بن ہارون نے بروایت عنترہؒ بیان کیا کہ عنترہ نے کہا میں نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے سنا، انھوں نے فرمایا کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور اس وقت حجرۂ مبارکہ میں رونق افروز تھے، میں نے سلام عرض کیا حضور نے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا! علیؓ! یہ جبرئیل ہیں تم کو سلام کر رہے ہیں، میں نے عرض کیا: وعلیک وعلیہ السلام یا رسول اللہ! حضور نے فرمایا میرے قریب آجاؤ، میں قریب میں حاضر ہو گیا تو حضور نے فرمایا علیؓ! جبرئیل کہہ رہے ہیں کہ ہر ماہ تین دن کے روزے رکھا کرو، پہلے روزے پر دس ہزار سال کا دوسرے روزے پر تیس ہزار سال کا اور تیسرے روزے پر ایک لاکھ سال کا ثواب لکھا جائے گا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس ثواب کی تخصیص میرے ہی ساتھ ہے یا یہ عام طور پر سب کے لئے ہے، حضور نے فرمایا یہ ثواب تمھیں ہوگا اور اس کو بھی جو تمھاری طرح یہ روزے رکھے گا، حضرت علی مرتضیٰ نے روزوں کی تاریخ دریافت کی تو فرمایا ہر ماہ کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں !! Imp

ایام بیض کی وجہ تسمیہ

عنترہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ایام بیض کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

---

[1] ایام بیض ہر ماہ کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ ہیں۔ Imp

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا تو آفتاب کی تمازت نے ان کے جسم کو سیاہ کر دیا حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے آدمؑ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے جسم کی یہ سیاہی دور ہو جائے اور اس کی جگہ سپیدی آجائے، حضرت آدم نے فرمایا ہاں، اس وقت حضرت جبرئیل نے فرمایا کہ آپ ہر ماہ کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کا روزہ رکھا کیجئے! چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے پہلا روزہ رکھا تو ⅓ جسم کی سیاہی دور ہو گئی، دوسرے دن ⅔ اور تیسرے دن پورا جسم مبارک سفید ہو گیا اور تمام سیاہی زائل ہو گئی، اس لئے ان دنوں کو ایام بیض کہتے ہیں۔

حضرت ذر بن جیشؓ کا قول ہے کہ میں نے حضرت ابن مسعودؓ سے ایام بیض کی وجہ تسمیہ دریافت کی تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے بارے میں دریافت کیا تھا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جب حضرت آدمؑ نے اللہ کی نافرمانی کی اور درخت ممنوعہ کھا لیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میرے قرب عزت و عظمت سے نیچے اتر جاؤ، جو میری نافرمانی کرتا ہے وہ میرے قریب نہیں رہ سکتا، آدمؑ نیچے اتر گئے، آپ کے بدن کا رنگ سیاہ ہو گیا، فرشتوں نے اس پر آہ و بکا کی، اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا: رب العزت تو نے آدمؑ کو اپنے ہاتھ سے بنایا، اپنے فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا اور اب ایک گناہ پر ان کے سفید رنگ کو سیاہی سے بدل دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے پاس وحی بھیجی کہ تم میرے لئے اس دن یعنی تیرھویں تاریخ کا روزہ رکھو! حضرت آدم نے (پہلا) روزہ رکھا تو ان کا تہائی بدن گورا ہو گیا پھر وحی بھیجی کہ آج چودھویں کا روزہ رکھو، حضرت آدمؑ نے روزہ رکھا تو صبح کو دو تہائی بدن گورا ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے پھر وحی بھیجی کہ اس روز یعنی پندرھویں تاریخ کا بھی روزہ رکھو! حضرت آدم نے یہ روزہ رکھا تو سارا بدن گورا ہو گیا، ایام بیض کہنے کی یہی وجہ ہے

قتبی نے ادب الکاتب میں کہا ہے کہ ان تاریخوں (دنوں) کو عرب ایام بیض اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان تاریخوں میں پوری رات بھر کی چاندنی ہوتی ہے (راتوں میں بجائے سیاہی کے سفیدی ہوتی ہے)۔

صیام الدھر اور اس کا اجر

ہمیشہ روزہ رکھنے والے کا اجر

شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "سب سے بہتر روزے حضرت داؤدؑ کے روزے ہیں، ایک دن روزہ ایک دن ناغہ! جس شخص نے ہمیشہ سارے روزے رکھے (عمر بھر روزہ رکھا) اس نے بلاشبہ اپنی جان اللہ کے لئے وقف کر دی! حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ جس نے عمر بھر روزے رکھے اس پر دوزخ اس طرح تنگ ہو جاتا ہے کہ اس میں داخل ہونا ممکن ہی نہیں رہتا (حضورؐ نے ۹۰ کا عدد بنا کر دکھایا)۔

شعیبؓ نے بروایت سعد بن ابراہیمؒ بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہمیشہ روزے رکھتی تھیں، یعقوب نے اپنے والد کی اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت سعدؓ نے اپنے مرنے سے چالیس سال پہلے سے پیہم روزے رکھے۔

ابو ادریس کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے اتنے روزے رکھے کہ سوکھ کر خلال کی طرح ہو گئے تھے، میں نے ان سے کہا

کہ حضرت آپ اپنے نفس کو تو کچھ آرام دیجئے، انھوں نے فرمایا کہ (روزے رکھ کر) اس کو آرام ہی تو دینا چاہتا ہوں، میں نے دیکھا ہے کہ دوڑ میں آگے نکل جانے والے گھوڑے وہی ہوتے ہیں جن کو مشاق بنا کر دبلا کر دیا جاتا ہے۔

ابو اسحاقؒ بن ابراہیم کا بیان ہے کہ مجھ سے عمار راہب نے کہا اُبلہ میں عیسیٰ بن زاذان کی مجلس میں سکینہ غفاریہ ہمارے ساتھ شریک محفل ہوتی تھیں، آپ اس مجلس میں حاضری کے لئے بصرہ سے آتی تھیں۔ میں نے ان کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا سکینہ! عیسیٰ کے ساتھ اللہ نے کیا معاملہ کیا؟ سکینہ! ہنسیں اور بولیں، ان کو چمکدار حلّہ (بہشتی) پہنایا گیا۔ خدمت گار آفتابے لئے ان کے گرداگرد گھومنے لگے، پھر ان کو زیور پہنائے گئے اور کہا گیا اے قاری! اپنے مرتبہ میں ترقی کرتا جا؛ اپنی بقا کی قسم روزوں نے تجھے پاک کر دیا ہے۔

عیسیٰ اتنے روزے رکھتے تھے کہ ان کی کمر خمیدہ ہوگئی تھی اور آواز بھی (کمزوری کے باعث) نہیں نکلتی تھی۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ حضرت ابو طلحہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جہاد کے باعث نفلی روزے نہیں رکھتے تھے لیکن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد میں نے ان کو کبھی روزے کے بغیر نہیں دیکھا سوائے یوم فطر اور یوم نحر کے۔ ابو بکرؒ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک ایسے آدمی نے یہ روایت کی جس نے خود مشاہدہ کیا تھا کہ گرمی کے دن ہیں، حضور روزے سے ہیں اور گرمی کی شدت اور پیاس کی وجہ سے سر مبارک پر پانی ڈال رہے ہیں

سفیانؒ نے بروایت ابو اسحاق حارثؓ کے حوالہ سے بیان کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز روزہ رکھتے تھے اور ایک روز ناغہ فرماتے تھے“۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص تمام عمر روزہ رکھے تو کیا حکم ہے؟ حضور نے جواب میں فرمایا: اس نے روزہ رکھا نہ بغیر روزے کے رہا۔ اس حدیث سے یہ امر مستنبط ہوا کہ اس شخص نے ہمیشہ روزے رکھے، عید الفطر اور ایام تشریق میں بھی ناغہ نہیں کیا، حضرت امام احمد حنبلؒ نے بھی یہی فرمایا ہے لیکن اگر اس نے ان ایام میں روزے نہ رکھے اور باقی پورے سال رکھے تو اس کے حق میں کوئی ممانعت نہیں ہے بلکہ اس کے لئے وہی فضیلت ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

عام روزہ کی فضیلت

روزہ کی فضیلت بلا تخصیص !

شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص خالصاً اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اتنی مسافت کے بقدر دور کر دے گا کہ ایک کوّے کا بچہ اس مسافت پر اڑنا شروع کرے اور بوڑھا ہو کر مر جائے اور مسافت باقی رہے۔ (کہا جاتا ہے کہ کوّے کی عمر تقریباً پانچسو برس ہے)۔

حضرت ابو الدرداءؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص محض اللہ کے لئے کسی دن کا روزہ رکھے گا اللہ اس کے منھ کو دوزخ سے بقدر ستر برس کی مسافت کے دور فرما دیگا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا ہیں

نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو بندہ صبح کو روزہ دار ہوتا ہے اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، اس کے اعضا اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہیں اور اس کے لئے دنیاوی آسمان والے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور یہ حالت غروب آفتاب تک رہتی ہے اگر وہ ایک دو رکعت نماز نفل بھی پڑھ لیتا ہے تو اس کے لئے آسمان نور سے جگمگا جاتے ہیں۔ اور جنت میں اس کی بیویاں یعنی بڑی بڑی آنکھ والی حوریں کہتی ہیں الٰہی اس کی روح قبض کرکے ہمارے پاس پہنچا دے ہم اس کے مشتاق ہیں اگر وہ روزہ دار تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کی تسبیح و تہلیل کو لکھتے ہیں۔ اور یہ حالت غروب آفتاب تک رہتی ہے

ابو صالح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ ایک نیکی کرے اس کی جزا اس کو دس سے سو تک بلکہ سات سو گنا تک ملے گی لیکن روزہ ایسا عمل ہے کہ اس کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "روزہ کے باعث جو شخص کھانے پینے اور خواہش نفس سے دور رہا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کو میوہ کھلائے گا اور جنت کا شربت پلائے گا۔

جنت کا دروازہ ریان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر نیک کام کرنے والوں کے لئے جنت کا ایک خاص دروازہ ہوگا، جہاں سے ان کو پکارا جائے گا اور روزہ رکھنے والوں کو جس خاص دروازے سے پکارا جائے گا اس کا نام ریان ہوگا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی شخص ایسا بھی ہوگا جس کو تمام دروازوں سے پکارا جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے امید ہے کہ تم ان ہی میں سے ہوگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر چیز کا ایک دروازہ ہے چنانچہ عبادت کا دروازہ روزہ ہے

روزہ نصف صبر ہے

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روزہ نصف صبر ہے' ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ حضرت ابو اوفیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کا سونا عبادت ہے' اس کی خاموشی تسبیح ہے اور اس کا عمل مقبول ہے۔ حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن روزہ داروں کے لئے سونے کا ایک خوان رکھا جائے گا جس میں مچھلی ہوگی۔ روزہ دار اس خوان سے کھاتے ہوں گے اور دوسرے لوگ ان کو دیکھتے ہوں گے (دوسروں کا اس سے کچھ حصہ نہ ہوگا)

احمد بن حواری سے روایت ہے کہ ابو سلیمانؒ نے ان سے کہا کہ ابو علی اصم ایک دن تشریف لائے اور انھوں نے ایک ایسی حدیث سنائی جس سے بہتر آج تک ہم نے نہیں سنی تھی، انھوں نے فرمایا کہ روزہ داروں کے لئے قیامت میں ایک دستر خوان بچھایا جائے گا اور وہ اس پر کھانے میں مشغول ہوں گے جب کہ دوسرے تمام لوگوں سے حساب لیا جاتا ہوگا، یہ لوگ (حساب دینے والے) کہیں گے کہ الٰہی! ہمارا حساب لیا جا رہا ہے اور یہ لوگ (نعمتیں) کھانے میں مشغول ہیں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے مدتوں تک روزے رکھے اور تم نے نہیں رکھے، وہ کھڑے نمازیں پڑھتے رہے اور تم سوتے رہے (یہ اسی کا انعام ان کو دیا گیا ہے)۔

روزہ دار کے منہ سے مشک کی لپٹیں

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب روزہ دا

اپنی قبروں سے نکلیں گے تو ان کے منہ سے مشک کی خوشبو کی لپٹیں آئیں گی، جنت کا ایک خوان ان کے سامنے رکھا جائے گا۔ جس سے وہ کھائیں گے اور وہ سب عرش کے سایہ میں ہوں گے۔

حضرت سفیان بن عیینہؒ نے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ روزہ دار جن چیزوں سے روزہ کھولتا ہے ان کا حساب اس سے نہیں لیا جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی روزہ کی جزا دوں گا، میرا بندہ میرے لئے اپنا کھانا پینا اور نفسانی خواہش کو چھوڑتا ہے، روزہ ایک سپر ہے۔ روزہ دار کے لئے دو مسرتیں رکھی گئی ہیں ایک تو جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی رب سے ملاقات کے وقت میسر ہوگی۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، روزہ ایک سپر ہے جس کے ذریعہ بندہ دوزخ سے محفوظ رہتا ہے۔ سعید بن جبیرؒ کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا، میں دنیا میں اپنے پیچھے کیا کیا چیزیں چھوڑ جاؤں گا اس کا مجھے غم نہیں غم ہے تو دوپہر کے وقت روزہ دار ہونے اور نماز کے جانے کا (کہ مرنے کے بعد یہ چیزیں میسر نہ ہوں گی) مجاہدؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، جو شخص اللہ کے واسطے نفل روزہ رکھے اور اس کے بدلہ میں زمین بھر سونا اس کو مل جائے تب بھی قیامت سے پہلے اس کے روزہ کا ثواب پورا نہیں ہوگا۔

اوراد شب و نماز شب

اور اس کی ترغیب

اوراد شب کے سلسلہ میں احادیث

حضرت شفیق بن عبداللہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ لوگوں کا ذکر ہوا، کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فلاں شخص رات بھر سوتا رہا یہاں تک کہ صبح کی نماز بھی اس نے ادا نہیں کی حضورؐ نے فرمایا، شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب آدمی سو جاتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں لگا دیتا ہے پھر جب سو کر اٹھتا ہے اور اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کی ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہے تو آخری گرہ بھی کھل جاتی ہے صبح کو آدمی ہشاش بشاش ہوتا ہے۔ ورنہ دوسری صورت میں سستی اور چڑ چڑا رہتا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ شیطان کے پاس کچھ چیزیں ناک میں ڈالنے، کچھ چاٹنے اور کچھ چھڑکنے کی ہوتی ہیں۔ آدمی جب ناک میں ڈالنے والی چیز کو سڑک لیتا ہے تو وہ بدخلق ہو جاتا ہے اور چاٹنے والی چیز کو جب چاٹ لیتا ہے تو بری باتیں اس کی زبان پر چڑھ جاتی ہیں، جب چھڑکنے والی چیز کو کسی پر چھڑک دیا جاتا ہے تو وہ رات سے صبح تک سوتا رہتا ہے۔

رات کی نماز میں قیام کو طول دینا سنت ہے، رات کی نماز میں دو دو رکعتیں ہیں۔ دن کی نماز میں رکوع اور سجود کی کثرت سنت ہے اگر ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھی جائیں تب بھی جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات کی

نماز نافلہ (پانچ نمازوں) سے زیادہ تھی اور وہ حضور پر فرض تھی وہ حضور کے لئے قرب الٰہی اور مرتبت افزائی کا ذریعہ تھی۔ اُمت سے فرائض میں جو خامی اور کوتاہی ہوتی ہے اس کی پورا کرنے والی ہے۔

سالمؒ نے حضرت ابن عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مسعود میں جب کوئی خواب دیکھتا تھا تو اس کو حضور کی خدمت میں بیان کرتا تھا۔ مجھے بھی آرزو تھی کہ میں کوئی خواب دیکھوں اور حضور والا سے بیان کروں (آخر کار یہ آرزو پوری ہوئی اور) میں نے ایک خواب دیکھا دو فرشتے مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لئے جا رہے ہیں، دوزخ کے گرد کنوئیں کی طرح منڈیر (مَن) بنی ہے اور کنوئیں کے چرخ کے مناروں کی طرح اس میں دو مینار بھی تھے میں نے وہاں کے کچھ لوگوں کو دیکھ کر پہچان لیا اور میں نے کہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ (میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں) مجھے فوراً ہی ایک اور فرشتہ ملا اور مجھ سے کہنے لگا، خوف نہ کھا! (پھر میری آنکھ کھل گئی) میں نے یہ خواب ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور انھوں نے حضور والا سے بیان کیا۔ حضور نے فرمایا عبداللہؓ اچھا شخص ہے کاش وہ رات کو نماز پڑھتا! سالمؒ کہتے ہیں کہ پھر عبداللہ رات کو بہت تھوڑی دیر کے لئے سوتے تھے۔

ابوسلمہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو عاصؓ نے کہا کہ" مجھ سے رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ تم فلاں شخص کی مانند نہ ہو جانا کہ پہلے وہ رات کی نماز پڑھتا تھا پھر اس نے وہ نماز چھوڑ دی۔

حضرت ابوصالحؒ نے بالاسناد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا" ایک رات حضور والا میرے اور اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے ہم دونوں کو سوتا (لیٹا ہوا) پاکر آپ نے فرمایا تم نماز نہیں پڑھتے ہو (نماز شب) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری جانوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اگر وہ ہم کو اٹھانا چاہے گا تو (نماز کے لئے) اٹھا دے گا۔ حضور والا واپس چلے گئے اور اس بات کا کوئی جواب ارشاد نہیں فرمایا، البتہ میں نے سنا کہ واپس ہو کر آپ زانوئے مبارک پر ہاتھ مار کر فرما رہے تھے کہ آدمی بڑا جھگڑالو ہے۔

شیخ ابونصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت جابرؓ بن عبداللہ کا قول نقل کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر آدمی دو رکعتیں رات کے درمیان پڑھ لے تو وہ دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے اگر میں اپنی اُمت پر اس کو بار نہ سمجھتا تو (ان دو رکعتوں کو) فرض قرار دے دیتا۔

سب سے افضل نماز

شیخ ابومضرؒ نے اپنے والد کی اسناد سے ابومسلمؒ کا یہ قول نقل کیا کہ" میں نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے دریافت کیا کہ کون سی نماز افضل ہے، انھوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا تھا، حضور نے فرمایا تھا کہ درمیان شب یا آدھی رات کی نماز سب سے افضل ہے مگر ایسا کرنے والے (اس نماز کے ادا کرنے والے) کم ہیں۔

حضرت داؤد کو حکم ہوا

بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا" الٰہی میں تیری عبادت کرنا چاہتا ہوں اس کے لئے کونسا وقت افضل ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل فرمائی اور ان سے فرمایا اے داؤد نہ رات کے اوّل حصہ میں نماز کو کھڑا ہو نہ آخر حصہ میں۔ جو اوّل حصہ میں کھڑا ہوگا وہ آخر حصہ میں سو جائے گا اور جو آخر

میں کھڑا ہوگا تو وہ اوّل حصہ میں سو جائے گا۔ تو شب کے درمیانی حصہ میں کھڑا ہو کہ تیری خلوت میں میں ہوں اور میری خلوت میں تو ہو اور اس وقت میرے سامنے اپنی حاجتیں بیان کر۔

یحییٰ ابن مختارؒ سے مروی ہے کہ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ وسط شب میں پابندی کے ساتھ قیام (نماز) اور حق پر مال خرچ کرنے سے زیادہ آنکھوں کو ٹھنڈک بخشنے والا پیٹھ کو (معصیت کے بوجھ سے) ہلکا رکھنے والا اور دل کے لئے مسرّت بخش بندہ کا کوئی عمل نہیں ہے۔

وحشت قبر نماز سے دور ہوتی ہے!

حضرت ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں بلاشبہ میں تمہارا بہی خواہ ہوں، میں تم پر شفقت کرنے والا ہوں! اے لوگو! وحشت قبر کو دور کرنے کے لئے رات کی تاریکی میں نمازیں پڑھو، روز محشر کی گرمی سے بچنے کے لئے روزے رکھو، سخت دن کے خوف سے خیرات کرو اے لوگو میں تمہارا بھلا چاہنے والا ہوں، میں تمہارا بہی خواہ ہوں!!

شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی کہ وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے اس وقت دنیاوی آسمان کی طرف اللہ عزوجل نزول اجلال فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کو قبول کر دوں! کون ہے جو مجھ سے طالب مغفرت ہو اور میں اس کی مغفرت کر دوں؟ کون ہے جو مجھ سے رزق مانگے اور میں اس کو رزق عطا کر دوں! کون ہے! جو مجھ سے دکھ درد دور کرنے کی استدعا کرے اور میں اس کا دکھ دور کر دوں! یہ کیفیت طلوع فجر تک رہتی ہے۔

شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد کی اسناد سے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ہر رات آخری تہائی میں اللہ تعالیٰ دنیاوی آسمان کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کون مغفرت کا طلبگار ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں! کون دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں کون سائل ہے کہ میں اس کا سوال پورا کروں“ صحابہ کرامؓ اسی بناء پر آخری رات کی نماز کو مستحب کہتے تھے۔

آخری رات میں فرض نمازوں کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت ابو امامہؓ نے فرمایا ”رسول اللہ سے دریافت کیا گیا کہ کس حصہ شب میں دعا زیادہ قابل پذیرائی ہوتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری رات میں اور فرض نمازوں کے بعد حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا“ بہترین روزے (حضرت) داؤد کے روزے ہیں، آپ نصف مدت روزہ رکھتے تھے (ایک دن روزہ سے اور ایک دن بغیر روزے کے رہتے تھے اسی طرح ہر سال وہ چھ ماہ روزے سے رہتے تھے اور بہترین نماز داؤد کی نماز ہے، حضرت داؤد آدھی رات تک سوتے اور پچھلے پہر میں نماز پڑھتے تھے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے اس طرح مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حضرت داؤد کی نماز سب سے پیاری تھی آپ نصف شب سوتے تھے پھر اٹھ کر نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے، پھر نماز سے فارغ ہو کر آخری حصہ شب میں سو جاتے تھے پھر آخر تہائی رات کو اٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا، میں رات کے تین حصے کرتا ہوں، ایک تہائی میں نماز ادا کرتا ہوں، باقی ایک تہائی

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث (فرمودات نبوی) یاد کرتا ہوں۔

حضرت ابن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ رات کی نماز کو دن کی نماز پر ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسے پوشیدہ طور پر خیرات دینے کو ظاہری طور پر خیرات دینے پر۔ حضرت عمروؓ بن العاص کا ارشاد ہے کہ رات کی ایک رکعت نماز دن کی دس رکعتوں سے افضل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے دریافت کیا کہ رات میں دعا کس وقت زیادہ سنی جاتی ہے، جبرئیل نے جواب دیا، سحر کے وقت سے عرش میں لرزہ آتا ہے (یعنی سحر کے وقت رب العزت کا نزول اجلال ہوتا ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ نماز شب کو لازم کرو یہ تم سے پہلے گزرنے والے صالحین کا طریقہ تھا، قیام شب قرب الٰہی کا ذریعہ اور گناہوں کو ساقط کرنے، گناہوں سے روکنے اور جسم سے بیماری کو دور کرنے کا واسطہ ہے۔

رات کی ایک خاص ساعت

شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد بحوالہ حضرت جابرؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ ٹھیک اسی ساعت میں اگر بندہ اللہ سے کچھ مانگتا ہے تو خدائے بزرگ و برتر ضرور عطا فرما دیتا ہے اور یہ ساعت ہر رات میں موجود ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ جس طرح رمضان کے عشرۂ اخیر میں شب قدر اور روز جمعہ میں قبولیت کی ایک ساعت ہے اسی طرح یہ ساعت ہر روز عام ہے۔

کہا گیا ہے کہ رات میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں ہر آنکھ والا سوتا اور غافل ہو جاتا ہے سوائے حیّ و قیوم کے جس کو فنا نہیں ہے شاید یہ ساعت وہی ہو۔ حضرت عمرو بن عقبہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آخر شب کی نماز کا التزام رکھو! یہ نماز مشہودہ و محضورہ ہے، رات اور دن کے ملائکہ اس وقت حاضر اور موجود ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شبینہ

بخاری شریف اور مسلم شریف کی صراحت!

ابو اسحاقؒ نے بیان کیا کہ اسودؓ بن یزید میرے بھائی اور دوست تھے میں نے ان سے جا کر کہا ابو عمرؓ (اسودؓ کی کنیت) مجھ سے رسول اللہ کی اس نماز کے بارے میں وضاحت کیجئے جو آپ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمائی تھی، انھوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول وقت میں سو رہتے تھے اور آخر شب میں عبادت فرماتے تھے پھر اگر آپ کو بیوی کی ضرورت ہوتی تو آپ اپنی یہ ضرورت پوری فرما لیتے اور پانی کو ہاتھ لگائے بغیر سو جاتے تھے اور پھر جب اذان اول سنتے (اذان فجر) تو اچھل جاتے تھے (یکبارگی کھڑے ہو جاتے تھے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے نہیں فرمایا، مراد یہ ہے کہ بہت عجلت کے ساتھ دفعتاً حضور کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور بدن پر پانی بہاتے تھے (حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے "غسل فرماتے تھے" نہیں فرمایا لیکن میں ابو عمر جانتا ہوں کہ حضرت عائشہؓ کی مراد اچھلنے اور پانی بہانے سے کیا تھی)۔ اگر حضورؐ کو نہانے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی تو نماز کے لئے وضو فرما کر نماز میں مشغول ہو جاتے تھے۔

کریب مولی ابن عباسؓ (یعنی حضرت ابن عباس کے غلام کریب) نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے

فرمایا کہ ایک رات میں اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رات کو ٹھہر گیا، میں بچھونے کے عرض میں اور رسول اللہ Imp vvv
صلی اللہ علیہ وسلم اور میری خالہ حضرت میمونہؓ بچھونے کے طول میں استراحت فرما ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ وسلم سو گئے جب آدھی رات ہوئی Imp
یا کچھ کم وقت ہوگا کہ حضور والا بیدار ہو گئے، دست مبارک سے چشم ہائے مبارک کو ملا (نیند کی کیفیت کو دور فرمایا) پھر سورۂ آلِ عمران Imp vvvv
کی آخری دس آیات پڑھیں اس کے بعد آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور پاس ہی جو مشک لٹکی ہوئی تھی اس سے خوب اچھی طرح وضو کیا اور Imp
پھر نماز کو کھڑے ہو گئے، میں بھی اٹھ گیا اور جو عمل حضور نے فرمایا تھا وہی میں نے کیا اور میں حضورؐ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، حضورؐ نے Imp vvvvv
اپنا دست راست اور میرے سیدھے کان کو مروڑا، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، Imp vvvv
(دس رکعتیں) پڑھیں اس کے بعد وتر ادا فرمائے اور پھر استراحت کے لئے لیٹ گئے۔ جب صبح کو موذن (اطلاع کے لئے) حاضر Imp
ہوا تو آپ نے اٹھ کر دو رکعتیں اختصار کے ساتھ ادا کیں۔ اس کے بعد باہر جا کر نماز فجر ادا فرمائی۔ Imp vvvv

حضرت عائشہ کی روایت

ابو سلمہؓ سے مروی ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں پچھلی رات Imp
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس استراحت فرما پاتی تھیں یعنی آپ وتر کی نماز سے Imp
فراغت کے بعد میرے پاس استراحت فرمایا کرتے تھے۔ Imp vvvv

عمل کی مداومت پسندی

مسروقؒ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ حضور Imp
والا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر عمل پر مداومت بہت پسند تھی میں نے دریافت کیا کہ حضورؐ رات Imp
کے کس حصہ میں اٹھتے تھے؟ فرمایا جب صبح کو مرغے کی بانگ سن لیتے تھے۔ Imp vvvv

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رات میں ضرور عبادت کیا کرو خواہ چار رکعت Imp vvvv
پڑھو یا دو رکعت! اس لئے کہ جس گھر میں رات میں نماز پڑھی جاتی ہے اس گھر میں منادی آواز دیتا ہے کہ اے گھر والو Imp vvvv
اٹھو! اپنی اپنی نماز پڑھ لو! Imp vvvv

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تلاوت کے بارے میں

ابو سلمہؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ Imp
نبی کا خوش الحانی سے قرآن پڑھنا جس طرح سنتا ہے اس طرح کسی اور چیز کو نہیں سنتا، حضرت Imp
عمرؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے Imp
رات کی نماز میں ایک شخص کی قرأت سماعت فرمائی تو ارشاد فرمایا اللہ اس پر رحمت نازل فرمائے اس نے مجھے فلاں فلاں آیت Imp vvv
یاد دلا دی جو میں نے فلاں سورت سے حذف کر دی تھی۔ Imp vvvv

حضور کی نماز شب کی مقدار

شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد کی اسناد سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ Imp
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب میں تیرہ رکعت اور دو رکعت فجر کی سنت پڑھا کرتے Imp
تھے، یہ بھی ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ رات میں بارہ رکعت پڑھا کرتے تھے اور ایک رکعت مزید ملا کر نماز کو وتر (طاق) Imp
بنا دیتے تھے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ دس رکعت نماز پڑھتے تھے اور ایک رکعت مزید ملا کر وتر بنا دیتے تھے۔ Imp
(اس طرح گیارہ رکعتیں ہو جاتی تھیں)

Imp

نماز تہجد کی مزید تفصیل

نصِ قرآن اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ مبین میں شب کا قیام کرنے والوں کے بارے میں اس طرح ذکر فرمایا ہے :۔

كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ٥

وہ رات کے تھوڑے حصہ میں سوتے ہیں اور صُبحدم اللہ سے استغفار کرتے ہیں۔ Imp

ایک اور آیت میں اس طرح آیا ہے :۔

تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا ٥

ان کے پہلو رات کو بستروں سے دور رہتے ہیں اور وہ اپنے رب سے خوف اور امید کے زیر اثر دعا کرتے ہیں۔ Imp

ایک اور ارشادِ ربانی ہے :۔

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ٥

بھلا جو شخص رات کے اوقات میں سجدہ و قیام کی حالت میں عبادت کرتا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔ Imp

ایک اور آیت میں ارشاد ہے :۔ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ٥

اور وہ لوگ (نیک بندے) ہیں جو راتوں کو اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور کھڑے رہتے ہیں۔ Imp

ایک اور آیت میں آیا ہے :۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ٥

رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھا کیجئے یہ آپ کے لئے زائد نماز (فرض) ہے، قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کرے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے لوگوں کو اکٹھا فرمائے گا تو ایک منادی پکارے گا "وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے اور وہ اپنے رب کو خوف امید کے تحت پکارتے تھے"، یہ ندا سنکر سب لوگ کھڑے ہو جائیں گے مگر ان کی تعداد کم ہو گی۔ پھر دوبارہ منادی پکارے گا وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کو مال تجارت خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی تھیں (ان مشاغل کے باوجود وہ یادِ الٰہی سے غافل نہیں ہوتے تھے) یہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے مگر یہ بھی تھوڑے ہوں گے۔ پھر منادی پکار کر کہے گا، جو رنج و غم میں اللہ کی ثنا کرتے تھے۔ یہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے مگر یہ بھی کم ہونگے، پھر ان کے باقی لوگوں کا حساب کتاب ہو گا۔ Imp Imp Imp Imp

سحری کھانا اور قیامِ شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے سحری کھانے سے دن کے روزے کے لئے اور دوپہر میں قیلولہ کر کے رات کے قیام کے لئے مدد حاصل کرو کیونکہ رات بھر سونے والا قیامت کے دن افلاس کی حالت میں آئے گا، اس کے کان میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔

Imp Imp Imp Imp Imp

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی رات میں ایک ہی آیت بار بار پڑھتے تھے اور اسی طرح صبح ہو جاتی! حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پہلو بہ پہلو استراحت فرما ہوئے پھر فرمایا عائشہ! کیا تم اجازت دیتی ہو کہ آج رات میں اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہوں، میں نے عرض کیا خدا کی قسم اگرچہ میں آپ کے قرب کو پسند کرتی ہوں مگر میں آپ کی خواہش کو ترجیح دیتی ہوں (کہ آپ اپنے رب کی عبادت فرمائیں) حضور اُٹھ کھڑے ہوئے اور قرآن پاک کی تلاوت شروع فرمائی اثنائے تلاوت حضور اس قدر روئے کہ آپ کے دونوں مونڈھے تر ہو گئے پھر آپ بیٹھ کر قرآن پڑھنے میں مشغول ہوئے اور اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے آپ کے دونوں پہلو اور کولھے تر ہو گئے پھر آپ لیٹ گئے اور قرآن پاک پڑھتے رہے اور اس قدر روئے کہ قریب کی زمین بھیگ گئی۔ اتنے میں (حضرت) بلالؓ حاضر ہوئے اور یہ حال دیکھ کر عرض کیا! یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مغفور نہیں فرما دیا! حضور نے جواب دیا کہ اے بلالؓ! کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہیں بنوں! آج رات ہی یہ آیات مجھ پر نازل ہوئی ہیں۔

اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

بیشک آسمانوں، زمین کی پیدائش رات دن کے اختلاف میں اُن دانشمندوں کے لئے نشانیاں ہیں جو کھڑے بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اور زمین و آسمان کی آفرینش پر غور کر کے کہتے ہیں اے ہمارے رب تو نے ان کو بیکار نہیں بنایا، تو پاک ہے (ہر عاجزی سے) ہم کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کی نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ہاں جب آپ کبر سنی کو پہنچے تو آپ بیٹھ کر نماز (تہجد) ادا فرماتے تھے پھر بھی جب سورہ کی تیس چالیس آیات باقی رہ جاتی تھیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور ان کو پڑھ کر رکوع فرماتے تھے۔

یعمرؒ بن بشیرؒ کا بیان ہے کہ رات کے وقت میں عبداللہ بن مبارک کے مکان پر گیا تو ان کو نماز پڑھتے پایا وہ سورۃ اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ کی تلاوت کر رہے تھے، جب وہ اس آیت پر پہنچے! یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ ۝ اے انسان تجھے کس بات نے اپنے رب کریم سے مغرور کر کے منحرف کر دیا ہے؟ تو اس کو پڑھ کر ٹھہر گئے اور بار بار اس کی تکرار کرنے لگے یہاں تک کہ ساری رات گزر گئی (میں واپس آگیا اور) پھر میں طلوع فجر کے وقت ان کے یہاں گیا وہ اس وقت بھی اس آیت کریمہ کی تلاوت کر رہے تھے، جب انھوں نے دیکھا کہ صبح ہو رہی ہے تو نماز ختم کر دی اور اس کے بعد کہا! الٰہی تیرے حلم نے اور میری جہالت نے مجھے دلیر کر دیا تھا۔ اس کے بعد میں لوٹ آیا اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، سردی کا موسم مومن کے لئے بہار کا موسم ہے، دن چھوٹا ہوتا ہے اور اس میں وہ روزہ رکھتا ہے۔ رات طویل ہوتی ہے تو وہ اس میں قیام کرتا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ کے پاکیزہ اقوال

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن پاک پڑھنے والے کے لئے مناسب وقت یہ ہے کہ رات کو جب سب سو جائیں تو قرآن پاک کی تلاوت کرے اپنی رات کو

پہچانے) اور اپنے دن کو پہچانے جب لوگ بے روزہ ہوں (روزہ رکھے)۔ جب لوگ ہنس رہے ہوں تو اپنے رونے سے واقف رہے اور اپنی پرہیزگاری کو جانے جب لوگ حرام وحلال میں تمیز نہ کر رہے ہوں، (تقویٰ پر قائم رہے)، اپنی عاجزی کو پہچانے جب لوگ غرور وتکبر میں مبتلا ہوں (خضوع وخشوع سے کام لے) اپنے غم کو پہچانے جب لوگ خوشی اور مسرت میں مشغول ہوں، جب لوگ یاوہ گوئی میں مصروف ہوں تو اپنی خاموشی کو پہچانے (خاموشی اختیار کرے)

مغرب اور عشاء

کے درمیان نوافل

مغرب اور عشاء کے درمیان نماز کی فضیلت

شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا، اگر کسی نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کلام نہیں کیا تو یہ چھ رکعتیں بارہ سال کی عبادت کے برابر ہونگی۔ جناب زیدؓ بن خباب کی روایت ہے کہ یہ بھی شرط ہے کہ اس اثنا میں کوئی بری بات نہ کہی۔

کہا گیا کہ پہلی دو رکعتوں میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ۔ پڑھنا مستحب ہے تاکہ نماز جلد ختم ہو جائے اس لئے کہ یہ دو رکعتیں نماز مغرب کے ساتھ اٹھائی جاتی ہیں۔ باقی چار رکعتوں میں اگر چاہے تو قرأت طویل کرے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مغرب کے بعد کسی سے بات کئے بغیر اگر کسی نے چار رکعتیں پڑھیں تو یہ رکعتیں اس کے لئے علیین میں لکھی جائیں گی اور ثواب میں یہ شخص اس کے مثل ہو جاتا ہے جس نے شب قدر میں مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کی! یہ نماز آدھی رات کے قیام سے بہتر ہے۔

شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد بحوالہ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خود سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے کہ جس شخص نے مغرب کی نماز کے بعد چار رکعتیں پڑھیں تو وہ اس شخص کی مانند ہو گیا جس نے حج پر حج ادا کیا ہو، حضرت صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص چھ رکعتیں ادا کرے تب! حضورؐ نے فرمایا! اس کے پچاس برس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

حضرت سعیدؒ بن جبیرؓ نے بروایت حضرت ثوبانؓ بیان کیا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جو شخص جماعت والی مسجد میں مغرب وعشاء کے درمیانی عرصہ میں مسجد میں رکا رہے اور سوائے نماز یا تلاوت قرآن کے کسی سے کوئی بات نہ کرے تو اس بندہ کا اللہ تعالیٰ پر حق ہو جاتا ہے کہ جنت کے اندر اس کے لئے ایسے دو محل تعمیر کئے جائیں، کہ ہر محل کا طول صد سالہ راستہ کی مسافت کے بقدر ہو اور دونوں محلوں کے نیچے ایسے درخت لگا دے کہ تمام دنیا ان درختوں کے نیچے بطور مہمان بیٹھ جائے جب بھی تنگی نہ ہو۔ شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد نقل کیا ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو مغرب کی نماز سے زیادہ اور کوئی نماز پیاری نہیں، بندہ اسی نماز سے اپنی رات شروع کرتا ہے اور اسی نماز پر اپنا دن ختم

کرتا ہے، یہ نماز نہ مسافر سے ساقط ہے نہ مقیم سے۔ جو شخص مغرب کی نماز کے بعد چار رکعتیں کسی شخص سے بات کئے بغیر پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو محل موتی اور یاقوت سے مرصع تیار فرمائے گا۔ اور اگر کسی ہم نشیں سے بات کئے بغیر مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے گا تو اس کے چالیس برس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ مغرب و عشاء کے درمیان بارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔

ہشام بن عروہؓ نے بروایت اپنے والد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مغرب و عشاء کے درمیان بیس رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل تیار فرمائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت انسؓ بن مالکؓ مغرب اور عشاء کے مابین نفل پڑھتے تھے اور فرماتے تھے یہ ناشئۃ اللیل (تہجد کی نماز کے قائم مقام) ہے۔

عبد الرحمٰن بن اسود نے اپنے چچا کا قول نقل کیا ہے کہ انھوں نے کہا "مغرب اور عشاء کے درمیان جب بھی حضرت ابن مسعودؓ کے پاس جاتا آپ کو نماز پڑھتے پاتا"، وہ فرماتے تھے "یہ غفلت کی گھڑی ہے"۔

کہا گیا ہے کہ اسی نماز کے متعلق آیت تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ "نازل ہوئی۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز مغرب کے بعد الٓمّٓ تَنْزِیْلُ السَّجْدَۃ "اور تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْخَیْرُ پڑھی تو اس نے اس شب کا حق ادا کر دیا، قیامت کے دن اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح درخشاں اور تاباں ہوگا، ممکن ہے کہ یہ مسنون دوگانہ سے علاوہ ہو یا اس کے ساتھ شامل ہو۔

مغرب کی نماز
سے پہلے دو رکعتیں

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا ارشاد

حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے مغرب کی نماز سے قبل دو رکعتیں پڑھنے کے بارے میں دریافت کیا گیا، فرمایا میں ایسا نہیں کرتا اور اگر کوئی کرے تو کچھ حرج بھی نہیں ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میں نے کسی کو پڑھتے نہیں دیکھا لیکن حضرت ابن عمرؓ نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے سے کسی کو منع بھی نہیں فرمایا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت انسؓ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں غروب کے بعد نماز مغرب سے پہلے ہم دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے میں نے حضرت انسؓ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے بھی پڑھی تھیں؟ انھوں نے فرمایا ہم حضور کو پڑھتے دیکھتے تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ حکم دیا نہ ممانعت فرمائی۔

صحابہؓ کبار میں کسی نے یہ نماز نہیں پڑھی

ابراہیم نخعی کا بیان ہے کہ ایک زمانہ میں کوفہ میں بڑے بڑے بزرگ صحابیؓ موجود تھے جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت حذیفہ بن

Imp Imp Imp

یمانؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ، لیکن میں نے مغرب سے پہلے کسی کو بھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور نہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی نے یہ نماز پڑھی

Imp

مغرب اور عشاء کے درمیان

نماز پڑھنا اور اس کا ثواب

عبدالرحمٰن بن حبیب حارثی بصریؒ نے سعید بن سعیدؒ سے انھوں نے ابو طیبہ کرز بن دیرہ ابدال سے روایت کی ہے کہ ملک شام سے میرا بھائی میرے پاس ایک تحفہ لایا اور مجھ سے کہا اس کو قبول فرمایئے کیونکہ یہ بہت عمدہ تحفہ ہے، کرزؒ نے ان سے دریافت کیا کہ یہ تحفہ تم کہاں سے لائے ہو انھوں نے کہا کہ مجھے یہ تحفہ ابراہیم تیمی نے دیا تھا، کرزؒ نے اپنے بھائی سے دریافت کیا کہ کیا تم نے ابراہیم تیمی سے دریافت کیا تھا کہ ان کو یہ تحفہ کہاں سے ملا؟ انھوں نے کہا کہ ابراہیم تیمی سے میں نے دریافت کیا تھا تو انھوں نے مجھے بتایا تھا کہ :-

Imp

حضرت خضرؑ سے ملاقات اور دیدار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

میں خانہ کعبہ کے روبرو بیٹھا ہوا تسبیح و تحمید و تہلیل میں مصروف تھا کہ ایک صاحب تشریف لائے اور سلام کر کے میری دائیں جانب بیٹھ گئے، وہ بہت زیادہ خوبرو تھے، عمدہ صاف اور معطر لباس پہنے ہوئے تھے، میں نے دریافت کیا! اللہ کے بندے تم کون ہو؟ انھوں نے جواب دیا میں خضر ہوں اور تمھیں سلام کرنے آیا ہوں، چونکہ تم اللہ کے محبوب ہو اس لئے تم کو ایک تحفہ پیش کرتا ہوں، میں نے دریافت کیا وہ کونسا تحفہ ہے؟ میرے پوچھنے پر حضرت خضرؑ نے بتایا کہ تم سورج نکلنے اور دھوپ پھیلنے سے پہلے اور اسی طرح غروب آفتاب سے پہلے سات مرتبہ الحمد شریف، سات مرتبہ سورہ الناس، سات مرتبہ سورہ فلق اور سات مرتبہ سورہ اخلاص، سات مرتبہ قل یا ایّھا الکافرون، سات مرتبہ آیۃ الکرسی اور سات مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، اور سات مرتبہ درود شریف اور سات مرتبہ اپنے اور اپنے والدین اور جمیع مسلمانوں مرد اور عورتوں کے لئے استغفار پڑھو اور استغفار کے بعد یہ دعا پڑھا کرو! اَللّٰھُمَّ رَبِّ افْعَلْ بِیْ وَبِھِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَا اَنْتَ لَہٗ اَھْلٌ وَّلَا تَفْعَلْ بِنَا یَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَہٗ اَھْلٌ اِنَّکَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ جَوَادٌ کَرِیْمٌ بَرٌّ رَّءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ٥ (الٰہی میرے ساتھ اور تمام کے ساتھ جلدی بلاتاخیر دنیا و آخرت میں وہی کر جو تیرے شایانِ شان ہو اور ہمارے ساتھ وہ نہ کر جس کے ہم لائق نہیں ہیں، بے شک تو ہی بخشنے والا، بردبار، سخی کریم، مہربان اور رحم کرنے والا ہے)

یہ ورد صبح و شام برابر کرتے رہا کرو اس کو کبھی ترک نہ کرنا، چونکہ جس نے مجھے یہ تحفہ دیا ہے اس نے مجھ سے کہا تھا خواہ عمر بھر میں ایک مرتبہ ہی پڑھنا لیکن اس کو پڑھنا ضرور! میں نے حضرت خضرؑ سے دریافت کیا کہ آپ کو یہ تحفہ دینے والا کون تھا؟ انھوں نے کہا مجھے سیّدنا عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا ہے۔ پھر میں نے کہا مجھے بھی ایسی چیز بتا دیجئے کہ اگر میں اس کو

Imp

Imp

پڑھوں تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے خواب میں مشرف ہو جاؤں اور میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لوں کہ وہ تحفہ کیا ہے جو حضور نے حضرت خضرؑ کو دیا تھا؟ Imp

Imp

حضرت خضرؑ نے فرمایا تو کیا تم مجھ کو جھوٹا سمجھتے ہو اور مجھ سے جھوٹ کی تہمت رکھتے ہو؟ میں نے کہا نہیں خدا کی قسم ایسا نہیں ہے میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سننا چاہتا ہوں۔ Imp

Imp

حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ اگر تم خواب میں زیارت کے خواہاں ہو تو اچھی طرح سمجھ لو اور یاد کر لو کہ مغرب کی نماز کے بعد عشاء تک بغیر کسی سے بات کئے کھڑے ہو کر نماز (نفل) پڑھو اور حضور قلب اور پوری توجہ سے نماز ادا کرو، ہر دو رکعت پر سلام پھیرو، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ، ایک بار اور سورہ اخلاص سات بار پڑھو، جماعت کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر کسی سے بات کئے بغیر گھر آکر وتر پڑھو، سونے سے قبل دو رکعتیں اور پڑھو! ہر رکعت میں سورہ فاتحہ، اور سورہ اخلاص ہر ایک سات بار، پھر نماز کے بعد سجدہ کرو، سجدے میں سات بار استغفار، سات مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا اِلٰہَ اِلّا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ اِلّا باللہِ العلیِّ العظیم۔ پڑھو، پھر سجدے سے سر اٹھا کر اچھی طرح بیٹھ کر دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھو یا حَیُّ یا قَیُّومُ یا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام یا اِلٰہَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ یا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا یا رَبِّ یا اللہُ یا اللہُ۔ پھر کھڑے ہو جاؤ اور قیام میں وہی دعا کرو جو پہلے سجدہ میں کی تھی پھر سجدہ میں جاؤ اور وہی دعا مانگو اس کے بعد سر اٹھا کر جس جگہ چاہو قبلہ رُو ہو کر درود شریف پڑھتے ہوئے سو جاؤ! درود شریف برابر پڑھتے رہنا، یہاں تک کہ تم نیند سے مغلوب ہو جاؤ۔ میں نے کہا کہ میری خواہش تو یہ ہے کہ جس ہستی سے آپ نے یہ دعا سنی ہے وہی مجھے بھی اس کی تعلیم دیں۔ حضرت خضرؑ نے کہا کہ تم مجھ پر جھوٹ کی تہمت رکھتے ہو! میں نے کہا: اس خدا کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا! میں آپ پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگاتا! حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا جس جگہ اس دعا کی تعلیم دی جا رہی تھی اور حکم دیا جا رہا تھا میں وہاں موجود تھا پس جس ہستی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی تھی میں نے اس ہستی سے اسے سیکھ لیا۔ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا اچھا مجھے اس دعا کا ثواب سنائیے تب خضر علیہ السلام نے کہا کہ اب تم خود ہی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لینا!! Imp

Imp

ابراہیم نخعیؒ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق دعائیں پڑھیں اور بستر پر لیٹ کر برابر دعا پڑھتا رہا خضر علیہ السلام کی ملاقات اور حضور کے دیدار پاک کی آرزو سے مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ میری نیند اڑ گئی (جاگتے جاگتے اور صبح بھی ہو گئی میں فجر کی نماز پڑھ کر اپنی محراب میں بیٹھا رہا یہاں تک کہ دن چڑھ آیا اس وقت میں نے اشراق کی نماز پڑھی لیکن میں اپنے دل سے ہمکلام تھا کہ اگر آج رات تک زندگی باقی رہی تو سابقہ شب کی طرح ان دعاؤں کو پھر پڑھوں گا۔ یہ خیال کرتے کرتے ہی میں سو گیا نیند میں کچھ فرشتے آئے اور مجھے سوار کر کے اپنے ہمراہ لے چلے اور مجھے لیجا کر جنت میں داخل کر دیا، میں نے وہاں کچھ محل دیکھے ان میں سے بعض یاقوت سرخ، کچھ سبز زمرد کے تھے اور بعض سفید موتیوں کے تھے۔ شہد، دودھ، اور شراب (طہور) کی نہریں بھی دکھائی گئیں، ایک محل میں ایک حسین عورت پر میری نظر پڑی، جو مجھے اشتیاق سے دیکھ رہی تھی اس کے چہرے کے نور سے سورج کی روشنی ماند تھی، اس کی زلفیں اس محل کے اوپر سے زمین تک لٹک رہی تھیں چونکہ فرشتوں نے

Imp

مجھے جنت میں داخل کیا تھا اس لئے میں نے ان ہی سے پوچھا کہ یہ محل کون سے ہیں اور یہ عورت کون ہے اور کس کے لئے ہے؟ انھوں نے کہا کہ تیرے عمل کی طرح جو بھی عمل کرے یہ اس کے لئے ہے۔ فرشتے مجھے جنت سے اس وقت تک باہر نہیں لائے جب تک انھوں نے مجھے جنت کے پھل نہ کھلا دیئے اور وہاں کا شربت نہ پلا دیا۔ اس کے بعد ان فرشتوں نے مجھے اسی جگہ پہنچا دیا جہاں میں بیٹھا تھا' اتنے میں میں نے دیکھا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ستّر انبیاء کے ساتھ فرشتوں کی ستّر قطاروں کے جلو میں تشریف لائے ہیں' ان قطاروں میں سے ہر قطار مشرق سے مغرب تک چلی گئی تھی' حضور تشریف لائے اور سلام علیک سے نوازا اور میرا ہاتھ پکڑ لیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ سے خضر (علیہ السلام) نے اس طرح فرمایا ہے کہ انھوں نے یہ بات حضور والا سے سنی ہے! یہ سن کر حضور نے فرمایا! خضر نے جو کچھ کہا سچ کہا! اور جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں حق ہوتا ہے! وہ اہل زمین میں سب سے بڑے عالم ہیں وہ رئیس الابدال ہیں اور اللہ کے لشکریوں میں سے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جو ایسا عمل کرے گا اس کا کیا ثواب ملے گا۔ حضور نے فرمایا جو کچھ تو نے دیکھا اور جو کچھ تجھے دیا گیا اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ہوگا، تو نے جنت میں اپنی جگہ دیکھ لی۔ جنت کے پھل کھائے' اور جنت کا شربت پیا، فرشتوں اور انبیا کو میرے ساتھ دیکھ لیا اور حوریں بھی دیکھ لیں' (اس سے بڑھکر ثواب اور کیا ہوگا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کوئی شخص میرے عمل کی طرح عمل کرے اور جو کچھ میں نے مشاہدہ کیا' وہ یہ سب کچھ نہ دیکھ پائے تو کیا اس کو ان چیزوں کے بدلے کچھ ثواب ملے گا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے ایسے شخص کے تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہ بخشدئے جائیں گے اللہ تعالیٰ اس پر غضب نہیں فرمائے گا اور نہ اس سے ناخوش ہوگا اگر وہ جنت کو خواب میں نہیں بھی دیکھے گا تب بھی اسکو وہی کچھ ملے گا جو تجھ کو دیا گیا ہے' ایک منادی آسمان سے ندا کرے گا کہ اس عمل کو کرنے والے کے اور اُمت محمدیہ کے مشرق سے لیکر مغرب تک (جہاں جہاں وہ موجود ہیں) تمام مومن مردوں اور عورتوں کے گناہ اللہ تعالیٰ نے بخشدیئے ہیں۔ بائیں جانب کے فرشتے کو اکرام کاتبین میں سے ایک کو) حکم دیا جائے گا کہ آئندہ سال تک اس بندہ کے گناہ نہ لکھنا۔

یہ سنکر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے حضور کے جمال سے مشرف و سرفراز فرمایا اور جنت کی سیر کرائی کیا اس شخص کے لئے بھی اس قدر ثواب ہے۔ حضور نے فرمایا' ہاں! یہ سب انعام اس کو دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ تب تو تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اس طریقے کو سیکھیں اور سکھائیں کیونکہ اس میں بڑی فضیلت اور بڑا ثواب ہے! یہ سن کر حضور نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا اس عمل کو وہی شخص کرے گا جس کو اللہ نے سعید پیدا کیا ہوگا اور اس کو وہی ترک کرے گا جو پیدائیشی طور پر بدبخت ہوگا!

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا عمل کرنے والے کو کیا کچھ اور بھی ملے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے کہ جو شخص یہ عمل ایک رات بھی کرے گا تو اس کے لئے کائنات کی پیدائش سے صور پھونکے جانے کے دن تک آسمان سے برسنے والے ہر قطرے کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی اور زمین سے پیدا ہونیوالے دانوں کے برابر اس کی برائیاں اور بدیاں دور کردی جائیں گی! خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

شب جمعہ میں دو رکعت نماز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی شب جمعہ میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ، آیت الکرسی ایک ایک بار اور سورہ اخلاص پندرہ بار پڑھے، پھر نماز کے آخر میں ہزار مرتبہ (یہ درود) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّی ٥ پڑھے تو وہ میرا دیدار خواب میں ضرور کرے گا یعنی دوسرا جمعہ ہونے سے پہلے اس کو میرا دیدار خواب میں ہو جائے گا اور جس نے مجھے دیکھا اس کے لئے جنت ہے، اس کے گزشتہ اور آئندہ کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

VVVV Imp

نمازِ عشا کے بعد نوافل

VVVV Imp

شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد کی اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جس نے نماز عشاء کے بعد چار رکعت نماز عشائ کے بعد چار رکعت نماز نفل پڑھی گویا مسجد حرام میں شب قدر کا ثواب اس کو حاصل ہو گیا۔

چار رکعت نفل کا ثواب

کعب احبارؒ کا قول ہے کہ جس نے عشاء کے بعد خوب عمدہ قرأت کے ساتھ چار رکعت نفل پڑھے اس کے لئے اتنا اجر ہے جتنا شب قدر کا (گویا اس نے شب قدر میں نماز ادا کی) شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت انسؓ بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص عشاء کے بعد دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص بیس بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو محل بنائے گا جو جنت میں رہنے والوں کو نظر آئیں گے۔

نماز وتر کا وقت

Imp

وتر کی نماز رات کے آخری حصہ میں پڑھنا افضل ہے کیونکہ اس وقت کے قیام کی بڑی فضیلت ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ حضرت نافعؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، ایک شخص نے نماز شب کے بارے میں دریافت کیا، حضورؐ نے فرمایا دو دو رکعت پڑھو جب صبح صادق ہونے کا احتمال ہو تو تیسری رکعت ملا کر وتر پڑھ لیا کرو۔

VVVV Imp

حضرت عمر فاروقؓ آخری رات میں وتر پڑھا کرتے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اوّل رات میں سونے سے قبل وتر پڑھ لیا کرتے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں حضرات سے دریافت فرمایا کہ "وتر کس طرح پڑھتے ہو؟" تو حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا اوّل شب میں سونے سے قبل اور حضرت فاروقؓ نے بتایا کہ آخری رات میں پڑھتے ہیں تو آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے متعلق فرمایا کہ یہ محتاط ہیں اور حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں ارشاد کیا یہ قوی و توانا ہیں۔ روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہوشمند اوّل شب میں وتر پڑھ لیتے ہیں اور قوی و توانا آخری رات میں اور یہی افضل ہے لیکن حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عمل کے باعث بعض لوگوں نے اوّل شب میں وتر پڑھنا افضل قرار دیا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ انھوں نے (اس سلسلہ میں) فرمایا میرا معاملہ یہ ہے کہ میں اوّل شب میں وتر پڑھ لیتا ہوں پھر اگر بیدار ہو گیا تو پھر وتر پڑھ لیتا ہوں۔ (ایک رکعت پڑھ کر وتر کو شفع بنا لیتا ہوں گویا میری

رکعت ایک اجنبی اونٹ کی طرح ہے جس کو میں اس کے ہم جنسوں سے ملا دیتا ہوں۔ حضرت عثمانؓ کا یہ عمل کہ آپ رات بھر میں پورا قرآن پاک ایک ایک رکعت میں ختم کر دیا کرتے تھے، یہ ایک رکعت ہی اُن کی وتر نماز تھی۔

حضرت ابو ہریرہؓ کو سرورِ عالم کی تین ہدایتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے حبیب ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے، ایک یہ کہ سونے سے پہلے وتر پڑھا کروں، دوم ہر ماہ تین روزے رکھوں سوم یہ کہ چاشت کی دو رکعتیں پڑھا کروں۔ جس شخص کو یہ ڈر ہو کہ سونے کے بعد آنکھ نہیں کھل سکے گی اس کو سونے سے پہلے وتر ضرور پڑھ لینا چاہیے۔

نمازِ وتر کے تین طریقے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا نمازِ وتر کے تین طریقے ہیں۔ اگر تم چاہو تو اوّل شب میں پڑھ لو پھر دو دو رکعت نفل پڑھو اور چاہو تو وتر کی ایک رکعت پڑھ کر سو رہو، پھر اگر تم بیدار ہو جاؤ تو ایک رکعت پڑھ کر اس کو شفع بنا دو اس کے بعد دوسرے وتر پڑھ لو، اور اگر دل چاہے تو وتر کو آخری رات کے لیے چھوڑ دو اور تہجد کی نماز کے بعد پڑھ لو!!

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا جس کو اندیشہ ہو کہ آخر شب میں بیدار نہیں ہو سکے گا اس کو چاہیے کہ اوّل شب میں وتر پڑھ کر سوئے اور جس کو پچھلی رات میں اٹھنے کی اُمید ہو وہ وتر کو مؤخر کر دے آخر شب میں پڑھے، کیونکہ آخر شب کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر شب میں وتر پڑھ لیتے تھے اگر آپ کو بیوی سے قربت کی غرض ہوتی تو قربت فرماتے ورنہ جا نماز ہی پر لیٹ جاتے تھے یہاں تک کہ صبح صادق کے وقت بلالؓ حاضر ہو کر نماز (تیار ہونے) کی اطلاع دیتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری رات میں وتر پڑھے ہیں

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری رات میں وتر پڑھے ہیں یعنی اوّل میں بھی، درمیان شب میں بھی اور آخر شب میں بھی! آپ کے وتر کی آخری حد سحر ہوتی تھی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ (کبھی کبھی) وتر اذان کے وقت اور فجر کی دو رکعتیں اقامت کے وقت پڑھ لیتے تھے۔ صحابہ کرامؓ نمازِ عشا پڑھ کر دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر چار پڑھتے تھے پھر جو چاہتا وتر پڑھ لیتا اور جس کی رائے ہوتی وہ سو رہتا (پچھلے پہر اٹھ کر وتر پڑھ لیتا)

وِتروں کو فسخ کر دینا

وتروں کا فسخ کرنا

اگر اوّل شب میں وتر پڑھ لیے ہوں اور پھر تہجد کو بھی اُٹھے تو اوّل شب کے پڑھے ہوئے وتروں کو فسخ کر دے اور از سرِ نو وتر پڑھے یا وتر کو فسخ کیے بغیر جس قدر چاہے نماز ادا کرے، اس سلسلہ میں امام احمد حنبلؒ کی ایک روایت تو یہ ہے کہ وہ وتر کو فسخ نہ کرے (یہ عدم فسخ کی روایت ہے) اور دوسری فضل بن زیاد کی روایت ہے

کہ انھوں نے فرمایا آخر شب میں وتر افضل ہیں ہاں اگر کسی کو سوتے رہنے کا اندیشہ ہو تو اوّل شب میں وتر پڑھ لے پھر اگر آخر شب میں بیدار ہو جائے دو دو رکعتیں (کل چار) پڑھ لے اور وتر نہ پڑھے لیکن دوسری روایت اس روایت کے خلاف ہے۔

فضل بن زیاد کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد حنبلؒ سے دریافت کیا کہ پچھلی رات میں اٹھنے والا کیا سونے سے پہلے پڑھے ہوئے وتر فسخ کر دے انھوں نے فرمایا فسخ نہ کرے لیکن اگر فسخ کر دے اور از سر نو پڑھے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

Imp Imp Imp Imp Imp

حضرت عمرؓ، حضرت اسامہؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو ہریرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ایسا کیا ہے۔ وتر کو فسخ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اوّل شب میں اگر وتر کی ایک رکعت پڑھ کر سو گیا اور پھر آخر شب میں نماز پڑھنے کے لئے بیدار ہو جائے تو پڑھے ہوئے وتر کو فسخ کرنے اور اس کو شفع بنانے کی نیت سے ایک رکعت اور پڑھ کر سلام پھیر دے اس طرح پہلی رکعت جفت ہو جائے گی، اس کے بعد جس قدر چاہے دو دو رکعت پڑھے اور طلوع فجر سے پہلے کسی دوگانہ کو ایک رکعت پڑھ کر وتر بنا دے)

Imp Imp Imp Imp

حضرت عثمان ابن عفانؓ کے عمل سے اس کی وضاحت ہوئی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، ایسا نہ کرے کہ اوّل شب میں پڑھے ہوئے وتر ویسے ہی چھوڑ دے اور پھر مزید وتر پڑھ لے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک رات میں وتر کی دو نمازیں نہیں ہیں۔ البتہ اگر پہلے پڑھے ہوئے وتر چھوڑ دے (فسخ کر دے) پھر جتنی نماز چاہے پڑھے اور آخر میں وتر پڑھ لے تو جائز ہے جیسا کہ اوپر صراحت کی جا چکی ہے۔

Imp Imp Imp Imp

وِتر کی دُعا

وتر کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھا کر یہ دعا پڑھی جائے۔[1]

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَهْدِيْكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ۝	الٰہی ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ ہی سے ہدایت کے اور مغفرت کے طالب ہیں اور ہم تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تیرا بھروسہ رکھتے ہیں اور تمام بھلائیوں پر تیری ثنا کرتے ہیں۔ اور ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے، ہم تیرے خطا کار کو چھوڑتے ہیں اور اس سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ الٰہی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہم دوڑتے ہیں اور شتابی کرتے ہیں، ہم تیری رحمت سے امید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بلاشبہ تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے
اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْ مَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ	الٰہی جن کو تو نے ہدایت عطا فرمائی منجملہ ان کے مجھے بھی ہدایت

---

[1] حضرات حنابلہ کا یہی مذہب ہے، احناف میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے رفع یدین کے بعد دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے۔

فِيْ مَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ مَا أَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِعَفْوِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ وَأَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ ۔

عطا فرما اور جن کو تو نے آرام دیا منجملہ ان کے مجھے بھی آرام عطا فرما اور جن کی تو نے کارسازی کی ان کے منجملہ میرے بھی کام بنا، اس میں برکت عطا کر اور اپنے فیصلہ کی برائی سے مجھے محفوظ رکھ بلاشبہ تو حکم چلاتا ہے تجھ پر حکم نہیں چلایا جاتا۔ بلاشبہ جس کو تو نے دوست بنایا وہ ذلیل نہیں ہوا اور جس کو تو نے دشمن بنایا وہ عزت نہ پا سکا، اے ہمارے پروردگار تو بزرگ و برتر ہے الٰہی میں تیرے غضب سے تیری رضا کی اور تیرے عذاب سے تیری معافی کی اور تجھ سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں۔ الٰہی جیسی تو نے اپنی ثنا فرمائی ویسی ثنا میں کسی حال میں نہیں کر سکتا۔

ان الفاظ کے بعد چاہے تو دعائیہ الفاظ اور اضافہ کرے، اس کے بعد ہاتھوں کو چہرے (منہ) پر پھیرے ایک روایت میں ہے کہ سینے پر پھیرے، اگر ماہ رمضان میں یہ دعا مانگنے والا امام ہو تو دعا کے واحد کے صیغوں کے بجائے جمع کے صیغے استعمال کرے (جیسے اھدنا و عافنا وغیرہ)

نیند کا غلبہ

جو شخص رات میں نماز پڑھ رہا ہو اگر اس پر نیند کا غلبہ ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ وہ سو جائے، کیونکہ بخاری اور مسلم (صحیحین) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کو نماز کی حالت میں نیند غالب ہو جائے تو اس کو سو جانا چاہیئے تاکہ نیند کا غلبہ جاتا رہے اس لئے کہ اونگھنے کی حالت میں نماز پڑھے گا تو ممکن ہے کہ استغفار کے بجائے خود کو برا کہنے لگے۔

عبد العزیزؒ بن جبیبؓ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو دو ستونوں کے درمیان رسی بندھی ہوئی ملاحظہ فرمائی، حضورؐ نے صحابہ کرام سے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ یہ حضرت زینبؓ کی رسی ہے وہ رات کو جب نماز پڑھتی ہیں تو جب سست ہو جاتی ہیں یا ان کا بدن (نیند کے غلبہ سے) ڈھیلا پڑ جاتا ہے تو ہاتھ سے اس کا سہارا لے لیتی ہیں، آپ نے فرمایا اس رسی کو کھول دو۔ جب تک بدن میں چستی رہے نماز پڑھو، اور جب تھک جاؤ یا نیند کا غلبہ ہو تو بیٹھ جاؤ۔

حضرت عروہؓ کا بیان ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں قبیلۂ بنی اسد کی ایک عورت موجود تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا یہ کون ہے، حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یہ فلاں عورت ہے رات کو (عبادت کی وجہ سے) سوتی ہی نہیں، حضورؐ نے فرمایا تم میں جس عمل کی سکت اور طاقت ہے اس کی پابندی کرو، خدا کی قسم تم تھک جاؤ گے، اللہ تعالیٰ نہیں تھکے گا (وہ بدلہ دینے سے نہیں تھکے گا)۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اللہ کو وہی عمل زیادہ محبوب ہے جو ہمیشہ کیا جائے خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو (روز کیا جائے) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کو ان کی طاقت اور توانائی کے مطابق عمل کا حکم دیتے تھے تو وہ عرض کرتے تھے: "یا رسول اللہ ہم آپ کی طرح کس طرح ہو سکتے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کی تمام اگلی پچھلی لغزشیں تو معاف فرما دی ہیں لہٰذا ہمارا عمل سخت اور زیادہ ہونا چاہیئے یہ سنکر حضور والا کے چہرہ مبارک پر ناگواری کے آثار نمایاں ہو جاتے۔ پس جس عبادت گزار پر نیند کا اس قدر غلبہ ہو جائے کہ اس کو نماز اور ذکر سے رکنے (نماز اور ذکر میں رکاوٹ پڑے) تو اس کو چاہیئے کہ سو جائے تاکہ نیند کا غلبہ جاتا رہے اور بعد میں ہشاش بشاش ہو کر عبادت کر سکے، اور جو پڑھے اس کو سمجھے بھی!

بیٹھے بیٹھے سو جانا برا ہے

حضرت ابن عباس رضؓ بیٹھے بیٹھے سو جانے کو برا سمجھتے تھے، حدیث شریف میں آیا ہے، رات میں نیند کی تکلیف نہ اٹھاؤ۔ چنانچہ بعض لوگ عمداً خود کو سونے میں مشغول کر لیتے تھے تاکہ کچھ آرام کر کے رات میں عبادت کر سکیں۔ بعض صلحاً قصداً سونے کو برا جانتے تھے اور جب تک پوری طرح غالب نہیں آ جاتی تھی نہیں سوتے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہب بن منبہ یمنی نے تیس برس تک زمین سے اپنا پہلو نہیں لگایا، آپ کے پاس چمڑے کا ایک سہارا تھا جب نیند سے مغلوب ہو جاتے تو اس پر سینہ رکھکر چند بار جھولتے اور پھر گھبرا کر نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے، وہ فرماتے تھے کہ کسی گھر میں مجھے شیطان کو دیکھنا اتنا ناگوار نہیں گزرتا جتنا بستر کو دیکھنا ناگوار ہے (مراد یہ کہ بستر نیند کی طرف رغبت دلاتا ہے

ابدال کے اوصاف

کسی نے ابدال کے اوصاف دریافت کئے گئے۔ انھوں نے جواب دیا کہ اُن کا کھانا فاقہ ہے، ان کا سونا اس وقت ہوتا ہے جب نیند کا انتہائی غلبہ ہو، وہ ضرورت کے وقت بولتے ہیں اِن کی خاموشی حکمت ہے اور اُن کا علم قدرت ہے۔ بعض صلحا سے دریافت کیا گیا کہ خوفِ خدا رکھنے والوں کے اوصاف کیا ہیں انھوں نے جواب دیا ان کا کھانا بیماروں کا کھانا ہوتا ہے، اور اُن کی نیند ڈوبنے والوں کی نیند ہوتی ہے لیکن کوئی شخص صالحین کے اعمال و احوال کو پیش نظر نہ رکھے بلکہ اُن احوال و اقوال کی جستجو کرنا چاہیئے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اُن کو دیکھو کہ قابلِ اعتماد وہی ہیں خواہ ان کی پیروی میں کوئی شخص ایسی حالت ہی کو کیوں نہ پہنچ جائے جو منفرد ہو۔

بہتر عمل

حضرت اُم سلمہ رضؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمل وہی افضل ہے جو ہمیشہ کیا جائے خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہو۔

علقمہ رضؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ یہ تھی کہ آپ کی نماز ہمیشہ پابندی کے ساتھ ہوتی تھی اس لئے رسول اللہؐ کبھی آدھی رات تک نماز پڑھتے تھے کبھی ایک تہائی رات تک، کبھی آدھی رات سے رات کے ⅔ حصہ تک کبھی صرف چہارم رات تک، کبھی رات کے چھٹے حصہ تک، ان تمام کا تذکرہ سورۂ مزمل میں آیا ہے۔ ایک روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز پڑھو خواہ اس کا وقت اتنا قلیل ہی کیوں نہ ہو جتنا بکری کا دودھ دوہنے کا! اتنی دیر میں کبھی دو رکعتیں ہوتی ہیں اور کبھی چار! حضور والا نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آدمی کے لئے رات میں دو رکعتیں پڑھ لینا دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہے، اگر اُمت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا تو میں رات کی دو رکعتیں ان پر فرض کر دیتا۔ حضورؐ نے یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ قیام شب کی عبادت اُمت پر دشوار نہ گزرے اور عبادت سے اُن کو بیزاری نہ ہو جائے اور وہ اکتا نہ جائیں، ان کے لئے سہولت باقی رہے، حضورؐ نے قیام شب کی ہدایت فرمائی اور اس کا ثواب فضیلت بیان فرما دی تاکہ

وہ صرف فرائض و سنن ہی پر اکتفا نہ کریں

مستحب قیام

ایک تہائی رات کا قیام مستحب ہے اور اس استحباب کا کم تر درجہ چھٹے حصہ تک قیام و عبادت ہے، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام رات کبھی قیام نہیں فرمایا اور نہ آپ تمام رات صبح تک محو خواب رہے ہیں بلکہ رات میں کچھ حصہ قیام ضرور فرماتے تھے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اول رات کی نماز تہجد پڑھنے والوں کے لئے ہے اور آدھی رات کی نماز عابدوں اور زاہدوں کے لئے ہے اور آخر شب کا قیام نمازیوں کے لئے ہے اور صرف نماز فجر کا قیام غافلوں کے لئے ہے۔

یوسف بن مہرانؒ روایت کرتے ہیں کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ عرش کے نیچے مرغ کی شکل کا ایک فرشتہ ہے جس کے پنجے موتیوں کے اور ناخن سبز زمرد کے ہیں، جب تہائی رات گزر جاتی ہے تو وہ بازو پھڑپھڑاتا ہے اور کہتا ہے اے عبادت گزارو اٹھو اور جب صبح صادق ہوجاتی ہے تو بازو پھڑپھڑا کر کہتا ہے اے غافلو اٹھو! (ان سے کہتا ہے جو تہجد کے لئے نہیں اٹھے تھے) ان کا گناہ ان ہی پر ہے!!

شب بیداروں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کی توجہ

بعض اہل عرفان کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ سحر کے وقت شب بیداروں کے دلوں پر نظر فرماتا ہے اور ان کو نور سے بھر دیتا ہے جس کے باعث ان کے دلوں پر روحانی فوائد کا نزول ہوتا ہے اور وہ منور ہو جاتے ہیں پھر یہ روشنی ان منور دلوں سے غافلوں کے دلوں تک پہنچتی ہے

اللہ کے مقبول بندے

ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض صدیقین کو بذریعہ الہام خبر دی کہ میرے کچھ بندے ایسے ہیں جو مجھ سے محبت رکھتے ہیں اور میں بھی ان کو محبوب رکھتا ہوں وہ میرے مشتاق ہیں اور میں ان کا، وہ میری طرف دیکھتے ہیں اور میں ان کی طرف دیکھتا ہوں اگر تم نے بھی ویسا ہی عمل کیا تو میں تم کو بھی محبوب بنا لوں گا اور اگر تم ان کا طریقہ ترک کر دو گے تو میں بھی تم سے منہ موڑ لوں گا، ان صدیقین نے عرض کیا الٰہ العالمین! تیرے اس محبوب بندے کی نشانیاں کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! وہ دن میں نماز کے اوقات (سایوں) کی ایسی حفاظت کرتے ہیں جیسے درندوں سے ڈرنے والا چرواہا اپنی بکریوں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ اور وہ غروب آفتاب کے ایسے مشتاق ہوتے ہیں جیسے پرندے اپنے اپنے گھونسلوں میں جانے کیلئے سورج ڈوبنے کے منتظر ہوتے ہیں، جب رات ہوجاتی ہے تو بستر لگا دیئے جاتے ہیں چارپائیاں بچھا دی جاتی ہیں اور ہر دوست تنہائی میں اپنے دوست سے ملتا ہے اس وقت وہ میرے لئے قیام کرتے ہیں اور میرے لئے اپنے چہرے بچھاتے یعنی سجدہ کرتے ہیں اور وہ میرے کلام کی تلاوت کرکے مجھ سے ہم کلام ہوتے ہیں، اور میرے انعام کا ذکر کرکے عاجزی کا اظہار کرتے ہیں ان میں سے کچھ گریہ و زاری کرتے ہیں اور کچھ خضوع و خشوع! کچھ آہ کرتے ہیں اور کچھ زاری، کچھ قیام و قعود کرتے ہیں اور کچھ رکوع و سجود!

میری طرف سے ان پر سب سے پہلا انعام یہ ہوتا ہے کہ میں اپنے نور سے ان کے دلوں کو منور کرتا ہوں پھر وہ غافل لوگوں کو میری خبر دیتے ہیں۔ دوسری رحمت یہ ہوتی ہے کہ جو کچھ ساتوں آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اگر ان کے پلڑوں میں رکھ دیا جائے تب بھی میں اس کو ان کے لئے بہت تھوڑا اور قلیل سمجھتا ہوں۔ میرا تیسرا انعام یہ ہے کہ میں خود ان کی طرف متوجہ ہوتا

ہوں، اب تم غور کرو کہ میں جن کی طرف متوجہ ہوتا ہوں ان کو میں کیا کچھ دینا چاہتا ہوں۔

تمام شب کا قیام

ساری رات کا قیام تو ان قوی لوگوں کا کام ہے جن پر اللہ تعالیٰ کی عنایت پہلے سے ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت ہمیشہ ان کے شامل حال رہی ہو اور جن کے دلوں پر توفیق الٰہی اور جلال و جمال خداوندی کا نور ہمیشہ پر تو فگن رہا ہو، ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے قیام شب کو اپنی ایسی بخشش و نعمت کا خلعت ان کے لئے بنا دیا ہے کہ وہ ان سے اپنی ملاقات (حشر) تک واپس نہیں لے گا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ آپ پورا قرآن مجید ایک رکعت میں ختم کرتے اور تمام رات گزار دیتے تھے۔ حضرات تابعینؒ میں سے چالیس حضرات کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ رات بھر عبادت میں مصروف رہتے اور فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا فرماتے تھے اور اس حال میں انھوں نے چالیس سال گزار دیئے، یہ روایت صحیح اور بہت مشہور ہے (ان تابعین حضرات میں سعید بن جبیرؒ۔ صفوان بن سلیمؒ۔ ابو حازمؒ۔ محمد بن منکدر (رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین) اہالیان مدینہ سے تھے اور اہل مکہ میں سے فضیل بن عیاض اور وہیب بن منبہ (رحمہما اللہ تعالیٰ) اور کوفے والوں میں سے ربیع بن خثیم، حکم (رحمہما اللہ تعالیٰ) شامیوں میں ابو سلیمان دارانیؒ اور علی بن بکارؒ تھے اور عبادان کے رہنے والوں میں سے ابو عبد اللہ خواصؒ۔ اور ابو عاصمؒ۔ اہل فارس میں حبیبؒ ابو محمدؒ اور ابو جابر سلیمانی۔ مصریوں میں مالکؒ بن دینار اور سلیمانؒ تیمی۔ یزید رقاشی، حبیبؒ ابن ابی ثابت اور یحییٰ بکار (رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین) وغیرہ ایسے بزرگ تھے (رحمہم اللہ و رضی عنہم)

غفلت کے بعد شب بیداری

گنہگار اگر قیام شب کا خواستگار ہو

جس کو غفلت نے گھیر رکھا ہو اور گناہوں میں جکڑا ہو، خطاؤں اور لغزشوں نے اس کو شب بیداری سے محروم کر دیا ہو اور اب اگر وہ اس بات کا خواستگار ہو کہ شب بیداری کر کے سحر کے وقت استغفار کرنے والوں اور عبادت گزاروں کے زمرے میں داخل ہونا چاہتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ سونے کا ارادہ کرتے اور لیٹتے وقت تین مرتبہ استغفار کرے پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر سورہ کہف کی ابتدائی دس اور آخری دس آیتیں پڑھے یعنی آمن الرسول سے آخر تک پڑھے پھر قل یا ایھا الکافرون پڑھ کر سو رہے، یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو وقت پر بیدار فرما دیگا اور قیام شب کا اہل بنا دے گا اور اپنی وسیع رحمت اور مغفرت کے صدقہ میں اس کو شب بیداری کی قوت ہمت عطا فرما دے گا۔ مذکورہ بالا سورتوں کے ساتھ یہ دعا بھی بہتر ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَیْقِظْنِیْ فِیْ اَحَبِّ السَّاعَاتِ اِلَیْکَ وَاسْتَعْمِلْنِیْ الٰہی مجھے ایسے وقت بیدار کر دے جو تجھے محبوب ہو اور مجھے ایسے عمل کی
بِاَحَبِّ الْاَعْمَالِ لَدَیْکَ الَّتِیْ تُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ زُلْفٰی وَ توفیق عطا فرما جو تجھے پسند ہو اور جو مجھے تیرے نزدیک کر کے تیرے
تُبْعِدُنِیْ مِنْ سُخْطِکَ بُعْدًا اَسْأَلُکَ فَتُعْطِیْنِیْ وَ عذاب سے دور کر دے، الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، مجھے عطا فرما!
اَسْتَغْفِرُکَ فَتَغْفِرُ لِیْ وَاَدْعُوْکَ فَتَسْتَجِبْ لِیْ ٥ میں مغفرت چاہتا ہوں مجھے بخشدے، دعا کرتا ہوں اسکو قبول فرما!

اَللّٰھُمَّ لَا تُؤْمِنِّیْ مَکْرَکَ وَلَا تُوَلِّنِیْ غَیْرَکَ وَلَا تَرْفَعْ عَنِّیْ سِتْرَکَ وَلَا تُنْسِنِیْ ذِکْرَکَ فَلَا تَجْعَلْنِیْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ ٥

الٰہی! مجھے اپنے عذاب سے مامون فرما! اپنے سوا کسی دوسرے کے حوالے مت کر، اور مجھ سے اپنا بردۂ عفو نہ چھین اور اپنا ذکر مجھ سے نہ بھلا (میں تیرا ذکر نہ بھولوں) اور مجھے غافلوں میں شامل نہ کر۔

کہا گیا ہے کہ جو شخص سوتے وقت مذکورہ بالا دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے تین فرشتے اس کو نماز کے لئے وقت پر بیدار کر دیتے ہیں اور جب کہ وہ نماز پڑھتا اور دعا کرتا ہے تو دعا پر فرشتے آمین کہتے ہیں اور اگر وہ شخص نہیں اٹھتا تو فرشتے اس کے عوض عبادت کرتے ہیں اور ان کی عبادت کا ثواب اس شخص کے لئے لکھ دیا جاتا ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کو بیداری کی لذت اور مسرت حاصل کرنا چاہتا ہے وہ سوتے وقت یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ ابْعَثْنِیْ مِنْ مَضْجَعِیْ لِذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَصَلَاتِكَ وَاسْتِغْفَارِكَ وَتِلَاوَةِ کِتَابِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ ٥

الٰہی! مجھے میری خواب گاہ سے اٹھا دے، اپنے ذکر کے لئے اپنے شکر کے لئے، اپنی نماز کے لئے اور استغفار اور قرآن مجید کی تلاوت اور بہترین عبادت کے لئے۔

پھر ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھے چاہے تو ۲۵ مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھ لے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت اپنے داہنے ہاتھ پر رخسارِ مبارک رکھ لیتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آج شب وصال الی اللہ ہونے والا ہے، اور اس وقت آپ یہ کلمات زبان مبارک سے ادا فرماتے تھے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ٥ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ مُنْزِلَ التَّوْرَاتِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْفُرْقَانِ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ ذِیْ شَرٍّ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا ٥ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَكَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنِّیَ الدَّیْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ ٥

الٰہی تو ساتوں آسمان اور عرش عظیم کا پروردگار ہے، ہماری ہر چیز کا مالک ہے، توراتِ انجیل اور قرآن مجید کا نازل کرنے والا ہے ہر دانے اور بیج کا پھاڑنے والا ہے۔ میں تیرے یہاں بدوں کی بدی سے امن میں رہنے کی درخواست کرتا ہوں اور ہر اس جاندار کے شر سے جو تیرے قبضہ اور گرفت میں ہے پناہ چاہتا ہوں، اے کہ تو اول سے ہے، تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی اور تو ہی آخر ہے، تیرے بعد کوئی چیز نہیں! تو ظاہر ہے اور کوئی چیز تجھ سے اوپر نہیں، اور تو ہی پوشیدہ ہے اور کوئی دوسری چیز تیرے سوا ایسی پوشیدہ نہیں، مجھ سے میرا قرض دور کر اور مجھے فقر (تنگدستی) سے محفوظ رکھ۔

قیام شب پر مداومت

جس شخص کو اللہ تعالیٰ قیام شب اور نوافل پڑھنے کی نعمت عطا فرماوے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس کی پابندی کرے، بشرطیکہ اس پر قدرت ہو اور کوئی عذر نہ ہو، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت (از قسم نوافل وغیرہ) کی اور پھر تھک کر اس کو ترک کر دیا تو اللہ تعالیٰ کو اس سے نفرت ہو جاتی ہے۔ حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں کہ اگر نیند کے غلبہ یا بیماری کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی رات کو نہیں اٹھتے تھے۔ تو دن میں بارہ رکعتیں ادا فرما لیتے تھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ کو سب سے پیارا وہ عمل ہوتا ہے جو ہمیشہ کیا جائے خواہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ فرض نمازوں کے بعد سب سے زیادہ ثواب تہجد کی نماز کا ہے۔

Imp Imp VVVV Imp VVVV Imp VVVVV Imp

VVVV Imp

تہجد کی دعائیں

مستحب ہے کہ تہجد کی نماز کے لیے اٹھتے ہی کہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ؕ

تعریف ہے اس اللہ کے لئے جس نے مارنے کے بعد مجھے زندہ کیا اور مخلوق کا حشر اسی کی طرف ہے۔

VVVV Imp

اس کے بعد سورۃ آلِ عمران کی دس آیات پڑھے اور مسواک کرے، مسواک کے بعد وضو کر کے یہ دعا پڑھے۔

سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَسْئَلُکَ التَّوْبَۃَ فَاغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ؕ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ صَبُوْرًا شَکُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ یَّذْکُرُکَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَیُسَبِّحُکَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا ؕ

الٰہی! تو پاک ہے اور تو ہی حمد کے لائق ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں تو مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما، بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، الٰہی تو مجھے توبہ کرنے والوں میں کر دے اور پاکوں میں شامل فرما دے۔ اور مجھے صبر کرنے والا اور شکر کرنیوالا بنا دے، اور ان لوگوں میں شامل فرما دے جو تجھے بہت یاد کرنے والے ہیں اور صبح و شام تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔

VVVV Imp Imp Amen VVVV Imp

اس کے بعد آسمان کی طرف سر اٹھا کر یہ دعا پڑھے:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْکَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا

میں شہادت دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اس کا شریک نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اسکے بندے اور رسول ہیں۔ میں تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں اور تیرے غضب سے تیری رضا کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں، میں ہرگز تیری ثنا نہیں کر سکتا جیسی کہ تو نے اپنی ثنا کی ہے، میں تیرا بندہ

Imp VVVV Imp

اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اَنَا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ جَارٍ فِیَّ حُکْمُکَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَاۤؤُکَ هٰذِهٖ یَدَایَ بِمَا کَسَبَتْ وَهٰذِهٖ نَفْسِیْ بِمَا اجْتَرَحَتْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ عَمِلْتُ سُوْٓءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذَنْبَ الْعَظِیْمِ ۝ اِنَّکَ اَنْتَ رَبِّیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ ۝

اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے قبضہ میں ہے، مجھ پر تیرا حکم نافذ ہے، میرے متعلق تیرا فیصلہ سراسر انصاف ہے، میرے یہ ہاتھ اپنے کیے میں گرفتار ہیں اور یہ میری جان اپنے کیے ہوئے اعمال سے وابستہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، بیشک میں غافلوں میں سے ہوں، میں نے برے کام کیے اور اپنی جان پر ظلم کیا، تو میرے گناہ بخشدے، تو ہی میرا رب ہے تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

پھر قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز کو کھڑا ہو اور کہے اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا ۝ پھر دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمد للہ، دس بار لا الٰہ الا اللہ اور دس بار اللہ اکبر کہے اس کے بعد اَللّٰهُ اَکْبَرُ ذُو الْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْعَظَمَةِ وَالْجَلَالِ وَالْقُدْرَةِ ۝ ایک بار پڑھے۔

تہجد میں قیام کی حالت میں دعا

تہجد میں قیام کی حالت میں اگر چاہے تو یہ دعا پڑھے، یہ دعا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے:۔

اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ زَیْنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیُّوْمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَلِقَآؤُکَ حَقٌّ وَّالْجَنَّةُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ وَّالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَّمُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ۔ اَللّٰهُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰهَا وَزَکِّهَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰهَا اَنْتَ وَلِیُّهَا وَمَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَعْمَالِ فَاِنَّهٗ لَا یَهْدِیْ

الٰہی! تو ہی حمد کے لائق ہے تو آسمان و زمین کا نور ہے تو ہی حمد کے لائق ہے تو آسمان و زمین کی تازگی ہے تو ہی حمد کے لائق ہے تو زمین و آسمان کو زینت بخشتا ہے تو ہی حمد کے لائق ہے۔ تو آسمان و زمین کو اور جو کچھ اُن میں ہے اور جو کچھ اُن پر ہے سبکو باقی رکھتا ہے، تو ہی حق ہے اور تیری ہی طرف سے حق ہے جنت حق ہے دوزخ حق ہے، تمام نبی حق ہیں اور محمد مصطفیٰ برحق ہیں، اے خدا تیرے لیے ہی میں اسلام لایا اور تجھ ہی پر ایمان لایا اور تجھ ہی پر توکل ہے۔ میرے تمام معاملات تیرے حوالے ہیں تو ہی حکم فرمانے والا ہے، میرے تمام اگلے پچھلے، پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخشدے، تو ہی پہلے ہے اور تو ہی بعد میں ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اے خدا مجھے تقویٰ اور پاکی نصیب فرما، تو ہی بہترین پاک کرنے والا ہے، تو ہی میرا کارساز ہے تو ہی میرا آقا ہے۔ اے خدا مجھے نیک کاموں کی توفیق عطا کر تیرے سوا کوئی

لَاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَهَا فَاِنَّهٗ لَا یَصْرِفُ سَیِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ۔ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْبَائِسِ الْمِسْكِیْنِ وَادْعُوْكَ دُعَاءَ الْمُفْتَقِرِ الذَّلِیْلِ فَلَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِیًّا وَّكُنْ بِیْ رَءُوْفًا رَّحِیْمًا یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَاَكْرَمَ الْمُعْطِیْنَ ۝

ہدایت دینے والا نہیں ہے، مجھے گناہوں سے پھیر دے، تو ہی گناہوں سے پھیرنے والا ہے میں تجھ سے ان باتوں کا سوالی ہوں کہ میں مسکین و محتاج ہوں اور تجھ سے عاجزی و بے بسی کے ساتھ دعا کرتا ہوں، الٰہی! میں ذلیل فقیر کی طرح تجھے پکار رہا ہوں پروردگار اپنی پکار میں مجھے بدنصیب نہ بنا اور مجھ پر مہربان اور رحیم ہو جا اے وہ ذات جو ہر مسئول (جس سے سوال کیا جائے) سے بہتر اور ہر دینے والے سے زیادہ کریم ہے۔

Imp

تہجد کی تکبیر شیخ ابو منصورؒ نے اپنے والد سے بالاسناد ابو سلمہؒ بن عبدالرحمٰن بیان کیا کہ ابو سلمہؓ نے کہا۔ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے تھے تو تکبیر کس طرح پڑھتے تھے اور نماز کی ابتدا کسطرح فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ تکبیر اور ابتدائے نماز اس طرح فرماتے تھے۔

Imp

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْكَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِیْ لِمَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

یا اللہ! جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کو تو نے ہی پیدا کیا ہے۔ آسمانوں اور زمین کے ظاہری اور باطنی بھیدوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔ بندے جن باتوں میں اختلاف کرتے ہیں ان میں تو ہی حکم کرنے والا ہے۔ جس چیز میں اختلاف کیا گیا ہے تو اس میں مجھے سیدھا راستہ دکھا، بلاشبہ تو جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔

Imp

تہجد کی نماز کا آغاز جب شب کو تہجد کی نماز کے لئے کھڑے ہو تو دو رکعتیں (غیر طویل سورتوں کے ساتھ) پڑھو، نماز سے قبل کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے کیونکہ بیداری کے بعد دل صاف اور افکار سے خالی ہوتا ہے لیکن کھانے پینے کے بعد یہ کیفیت باقی نہیں رہتی اور تاریکی پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے بہتر اور اولیٰ یہی ہے کہ کچھ نہ کھائے جب تک بھوک حد سے زیادہ نہ ہو جائے بصورت دیگر (یعنی سحری) رمضان میں دن میں بھوک پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہو اور تاخیر کرنے سے ختم سحری (طلوع فجر) کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں پہلے ہی کھا لینا مستحب ہے۔

Imp
Imp
Imp
Imp
Imp

تین سو آیات کا وِرد

مستحب ہے کہ سونے سے قبل تین سو آیات پڑھے تاکہ بندہ عبادت گزاروں کے زمرے میں شامل ہو جائے اور اس کا نام غافلوں میں درج نہ کیا جائے، مناسب ہے کہ سورۃ فرقان یا سورۃ الشعراء پڑھے اس لئے کہ ان دونوں سورتوں میں تین تین سو آیات ہیں۔ اگر ان سورتوں کا پڑھنا ممکن نہ ہو تو سورۃ واقعہ، سورۃ نون، سورۃ الحاقۃ، واقعہ (سَاَلَ سَائِلٌ) اور المدثر پڑھے

Imp
Imp
Imp

اور اگر یہ بھی اچھی طرح نہ پڑھ سکتا ہو تو سورۃ الطارق سے آخر قرآن تک پڑھے یہ کل تین سو آیات ہیں۔ اگر تین سو آیات کے بجائے ہزار آیات پڑھے تو بہت ہی افضل ہے، اس کے لئے عظیم اجر ہے اور عبادت گزاروں میں اس کا شمار ہوگا، ایک ہزار آیات کی مقدار سورہ تبارک الذی سے آخر قرآن تک ہے اگر یہ حصہ اچھی طرح یاد نہ ہو تو ڈھائی سو مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے یہ ہزار آیات کے برابر ہوگا، ہر ایک رات میں یہ سورتیں پڑھنا بہتر ہے ان کو کسی حال میں ترک نہ کرے یعنی سورۃ الم سجدہ، سورہ یٰسین، سورۃ حم سورہ دخان، سورہ تبارک الذی اگر ان سورتوں کے ساتھ سورۂ زمر اور سورۂ واقعہ بھی پڑھے تو بہت بہتر ہے۔

معمولات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم استراحت فرمانے سے قبل سورۃ السجدہ، سورہ تبارک پڑھا کرتے تھے ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ سورہ بنی اسرائیل اور سورۃ الزمر پڑھا کرتے تھے ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسبحات پڑھا کرتے تھے (یعنی وہ سورتیں جو سبح سے شروع ہوتی ہیں) اس سورہ میں ایک آیت ایسی ہے جو ایک لاکھ آیتوں سے افضل ہے۔

شب زندہ داری کے لئے معاون چیزیں

شب بیداری کے لئے جو چیزیں معاون ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں، (۱) رزق حلال، (۲) توبہ پر استقامت (۳) عذاب الٰہی کا خوف، (۴) اللہ تعالیٰ کے ثواب کے وعدوں کے حصول کا ذوق و شوق، مشتبہ روزی سے پرہیز (۶) گناہوں سے گریز، (۷) موت کی یاد اور معاد کی فکر، (۸) دنیاوی فکر و غم سے آزادی، (۹) موت کو بکثرت یاد کرنا، (۱۰) آخرت کو فراموش نہ کرنا، (۱۱) اہل دنیا کی محبت سے دل کا خالی ہونا۔

ایک شخص نے حسن بصریؒ سے عرض کیا کہ میں تندرست ہوں۔ توانا ہوں، اور شب بیداری کو بھی محبوب رکھتا ہوں، وضو کے لئے پانی بھی تیار رکھتا ہوں، اس کے باوجود رات بھر سوتا رہتا ہوں اس کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے جواب دیا تمھیں گناہوں نے جکڑ رکھا ہے!

امام ثوریؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک گناہ سرزد ہوگیا جس کی پاداش میں پانچ ماہ تک میں رات کے قیام سے محروم رہا، کسی نے دریافت کیا! حضرت وہ گناہ کون سا تھا؟ فرمایا میں نے ایک شخص کو روتا دیکھ کر یہ خیال کیا تھا کہ یہ شخص ریاکاری سے رو رہا ہے!

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ بندہ ایک گناہ کی پاداش میں دن کے روزے اور رات کے قیام سے محروم رہتا ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ بہت سے ایسے کھانے ہیں کہ جن کی وجہ سے رات کا قیام دشوار ہوجاتا ہے اور بہت سی (حرام) نگاہیں قرآن کی قرأت سے محروم کردیتی ہیں۔ بندہ یقیناً ایسا کھانا کھالیتا ہے یا ایسا کام کر گزرتا ہے جس کی بنا پر سال بھر تک رات کے قیام سے محروم رہتا ہے، بہت جستجو کے بعد اس نقصان کی شناخت ہوتی ہے اور جستجو کی توفیق اس وقت ملتی ہے جب گناہ بہت کم سرزد ہوں

ابو سلیمانؒ فرماتے تھے صرف گناہ ہی کی وجہ سے نمازی کی جماعت فوت ہوجاتی ہے، فرمایا کہ بدخوابی کا ہونا بھی ایک عذاب ہے ناپاک رہنا خدا سے دور رہنے کا موجب ہے۔ قیام لیل اور شب بیداری کو مدد کھانے پینے کی کمی اور معدے کو خالی رکھنے سے بھی پہنچتی ہے۔

عون بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے کچھ لوگ عبادت کیا کرتے تھے جب ان کے سامنے کھانا آتا تو ایک شخص کھڑے ہوکر کہتا کہ زیادہ نہ کھاؤ اگر زیادہ کھاؤ گے تو نیند آجائے گی اور جب نیند کا غلبہ ہوگا تو نمازیں کم پڑھو گے۔ بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ نیند کی زیادتی کثرت سے پانی پینے کی وجہ سے ہوتی ہے، بتایا گیا ہے کہ ستر صدیقوں کی رائے یہی ہے کہ نیند کی زیادتی پانی

بکثرت پینے سے ہوتی ہے۔ شب بیداری کی معاون چیزیں یہ بھی ہیں کہ دل کو موت، قبر اور قیامت کی ہولناکیوں کے غم و الم سے خالی نہ ہونے دیا جائے۔ دل کی زندگی کے لئے شب بیداری ضروری ہے، عالم ملکوت میں غور کرنے اور ان میں تھوڑی دیر قیلولہ کرنے سے شب بیداری میں مدد ملتی ہے۔ بدن کو زیادہ محنت کرکے نہ تھکائے تاکہ شب بیداری میں رخنہ نہ پڑے۔

شب بیداری کے طریقے

قیام شب کی ایک صورت تو یہ ہے کہ اول شب میں قیام کرے اور جب نیند کا زیادہ غلبہ ہو تو سو جائے پھر بیدار ہو کر نماز کو کھڑا ہو جائے، پھر نیند سے مغلوب ہو کر سو جائے پھر آخر شب میں اٹھ کر نماز کو کھڑا ہو جائے، اس صورت سے رات میں دو مرتبہ نیند ہو جائے گی اور دو مرتبہ قیام بھی ہو جائے گا۔ اس طرح رات بھر کی عبادت ہو جائے گی مگر یہ ایک کٹھن اور مشکل کام ہے یہ ان ہی لوگوں کا عمل ہے جو اہل حضور ہیں اور صاحب ذکر و فکر ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب بیداری میں یہی شان تھی۔

جو جابد قوی اور توانا ہو وہی رات میں کئی مرتبہ قیام اور کئی مرتبہ نیند کر سکتا ہے لیکن قیام و خواب کا برابر رکھنا بڑا کمال ہے جو صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا، کسی دوسرے کے لئے ایسا عمل ممکن نہیں اس لئے کہ حضور پر نور کا مبارک قلب ہمیشہ بیدار رہتا تھا اور وحی الٰہی سے آپ کو بیدار کیا جاتا تھا اور سونے سے ممانعت کی جاتی تھی آپ کو کروٹ و حرکت دی جاتی تھی۔ بجز آپ کی ذات پاک کے کسی مخلوق کو یہ وصف حاصل نہیں تھا یہ خصوصیت صرف آپ ہی کی تھی۔

آخر شب میں سونا

قائم اللیل کے لئے آخر شب میں سو جانا دو وجوہ کے باعث مستحب ہے ایک تو یہ کہ صبح کے وقت اونگھ نہ آئے، صبح کا سونا مکروہ ہے اسی لئے اسلاف فجر کی نماز سے قبل سونے سے منع فرماتے تھے اسی لئے سونے والے کو نماز فجر کے بعد سونے کی اجازت دے دی گئی ہے لیکن نماز فجر سے قبل سونا ممنوع ہے، حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد کچھ دیر کے لئے سو جاتے تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ آخری شب میں سونے سے چہرے کی وہ زردی دور ہو جاتی ہے جو بیداری کے باعث پیدا ہو جاتی ہے، اگر نہ سویا جائے تو زردی باقی رہتی ہے اور اس سے بچنا ضروری ہے۔ یہ ایک بہت باریک بات ہے اس میں نفس کی ایک خواہش پنہاں ہے اور ایک شرک خفی پوشیدہ ہے کیونکہ چہرے کی زردی دیکھ کر اس شخص کی طرف لوگوں کی انگلیاں اٹھتی ہیں اس کی نیکی، اس کا زہد اور اس کی شب بیداری، روزہ داری اور خوف کا لوگوں کو یقین ہوگا (لوگ یقین کرلیں گے کہ یہ زاہد شب زندہ دار ہے)۔ ہم اس شرک خفی، اور اس ریا سے اور اس علامت سے جس میں ریا ہو اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ رات میں پانی کم پینا چاہیے، پانی پینے سے نیند آتی ہے اور چہرے پر زردی بھی آجاتی ہے خاص طور سے آخری شب میں اگر ایسا کیا جائے، نیند سے فوراً جاگتے ہی پانی پینا ہی نہیں چاہیے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر شب میں وتر پڑھنے کے بعد دائیں کروٹ سے استراحت فرماتے تھے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور بلالؓ آتے نماز فجر کی اطلاع دیتے تو آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔

وتر کی نماز سے پہلے آرام کرنا

وتر کے بعد صبح کی نماز سے پہلے کچھ دیر کے لئے آرام کرنا (سونا) ہمارے اسلاف کرام کے نزدیک مستحب تھا بلکہ حضرت ابو ہریرہؓ اور آپ کے متبعین تو اس کو سنت سمجھتے تھے۔ اسلاف کرام اس کو اس وجہ سے پسند کرتے تھے کہ اس سے اصحاب مشاہدہ اور اہل حضور کے احوال میں ترقی ہوتی ہے (قربت الٰہی کا حصول ہوتا ہے)۔

ان کو عالم ملکوت کا کشف ہوتا ہے، عالم جبروت (دنیا) کے طرح طرح کے علوم ان پر منکشف ہو جاتے ہیں اور عجیب عجیب حکمتوں سے ان کے دل آگاہ ہوتے ہیں اور اہل ریاضت اور ارباب مجاہدہ کو اس سے سکون حاصل ہوتا ہے، اس لئے فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے تاکہ شبانہ روز کے اوراد و وظائف ادا کرنے والے ان ساعات میں کچھ دیر آرام کرلیں۔

اسی طرح رات کی نماز کے درمیان یعنی ہر دو رکعتوں کے بعد تھوڑی دیر کے لئے بیٹھنا اور ان رکعتوں میں فصل پیدا کرنا مستحب ہے اس جلوس میں سو بار سبحان اللہ پڑھے تاکہ نماز کے لئے قوت حاصل ہو اور اعضائے بدن کو کچھ آرام مل جائے طبیعت کا کسل دور ہو جائے اور تہجد کی نماز کے لئے ذوق و شوق میں کمی نہ آنے پائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے تحت ہے وَمِنَ اللَّیْلِ فَسَبِّحْہُ، وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ یعنی جب کہ رات باقی ہو تو ستاروں کے غائب ہو جانے تک اللہ کی تسبیح بیان کرو۔ دوسری آیت میں اَدْبَارَ السُّجُوْدِ فرمایا ہے یعنی نماز کے پیچھے تسبیح اور پاکی بیان کرو۔

قیام شب کی قضا

اگر نیند یا کسی اور وجہ سے رات کا قیام ترک ہو جائے (نماز ادا نہ کی ہو) تو طلوع آفتاب سے زوال آفتاب (ضحو کبریٰ) کے درمیان اس کی قضا کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ رات کے وقت اس کو وقت پر پڑھا گیا ہے شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے، انھوں نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زوال آفتاب کے بعد ظہر کے فرض سے پہلے چار رکعت نماز کا شمار سحر کی رکعتوں میں ہوتا ہے، حضرت عمرؓ سے ایک حدیث دوسرے الفاظ میں اس طرح مروی ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے رات کا وظیفہ ادا کئے بغیر سوتا رہا یا ادا کرنا بھول گیا پھر نماز فجر سے نماز ظہر تک اس کو پڑھ لیا تو گویا اس نے رات ہی میں پڑھ لی۔

بعض اسلاف کرام کا قول ہے کہ آں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا یہ ہے کہ اگر رات کے اوراد و وظائف فوت ہو جائیں تو زوال آفتاب سے قبل ان کو پڑھ لے تو وہی اجر و ثواب ملتا ہے جو رات کو پڑھنے سے ملتا، اگر زوال سے قبل نہ پڑھ سکا تو ظہر و عصر کے درمیان ان کو پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ خِلْفَۃً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّکَّرَ اَوْ اَرَادَ شُکُوْرًا (اسی خدا نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا قائم مقام کر دیا ہے اس کے لئے جو ذکر اور شکر کا ارادہ کرے)، مطلب یہ ہے کہ اجر و ثواب میں دن رات برابر ہیں ہر ایک فضیلت میں ایک دوسرے کا قائم مقام ہے۔

رات کے اوراد کے پانچ اوقات

اس تمام بیان اور تصریحات کا حاصل یہ ہے کہ وظائف شب پانچ ہیں۔ (۱) مغرب و عشا کے درمیان (۲) عشا سے سونے کے وقت تک (۳) آدھی رات میں (۴) آخری شب میں (۵) سحر کے آخری حصہ میں طلوع فجر سے پہلے یہ پانچواں صرف قراءت قرآن، استغفار، مراقبہ اور عبرت کے حصول کے لئے ہے نماز کے لئے نہیں ہے اس لئے کہ یہ اندیشہ ہے کہیں نماز کے اندر فجر ہو جائے اور اس وقت نماز کی ممانعت ہے اسی لئے نماز شب دو دو رکعت کر کے پڑھے کہ اگر فجر کے طلوع کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ لی جائے اس رکعت کے ملنے سے پچھلی نماز وتر ہو جائے گی۔ ہاں اگر سونے کی وجہ سے نماز وتر، وظیفہ اور نماز تہجد سب کے سب فوت ہو گئے تو وتر کو صبح صادق میں پڑھ لے (اس کی تفصیل وتر کے بیان میں گزر چکی ہے)۔

دن کی عبادت کے پانچ اوقات

دن کی عبادت اور اوراد و وظائف کے بھی پانچ اوقات ہیں۔ (۱) طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک، (۲) چاشت کی نماز زوال آفتاب تک، (۳) بعد زوال آفتاب چار رکعت نماز مگر ایک سلام کے ساتھ (اس کے لئے ثواب یہ ہے کہ آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں)۔ (۴) عصر و ظہر کے درمیان۔ (۵) عصر کے بعد مغرب تک۔

صبح صادق کی عبادت

دن کا پہلا وظیفہ

فجر کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے کے وقت تک ذکر الٰہی کے لئے بیٹھنا مستحب ہے اس وقت میں تلاوت کرے یا ذکر الٰہی میں مصروف ہے، مراقبہ قلبی میں متوجہ ہو، کسی کو دینی تعلیم دے یا کسی عالم کی صحبت میں بیٹھے! اسی طرح کی مشغولیت نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک رکھنا چاہیے، اس لئے کہ ان دو اوقات میں نفل پڑھنے کی ممانعت ہے۔

شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد کی سند کے ساتھ ابو امامہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اگر میں لوگوں کے ساتھ بیٹھا تکبیر و تہلیل میں مصروف رہوں تو مجھے یہ عمل دو غلام آزاد کرانے سے زیادہ محبوب ہے اور نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک اگر میں ذکر و تہلیل کرتا رہوں تو اولاد اسماعیلؑ سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنے رزق کی طلب سے غفلت نہ برتو اور غافل نہ رہو لوگوں نے حضرت انسؓ سے اس کی تشریح چاہی تو فرمایا کہ جب نماز فجر سے فارغ ہو جاؤ تو ۳۳ بار الحمد للہ اور سبحان اللہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھا کرو، ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۳ بار اللہ اکبر اور آخر میں یہ کلمات کہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ
وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ
عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ٥

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔
ملک اسی کے لئے مخصوص ہے اسی کے لئے حمد ہے وہی زندہ
کرتا ہے وہی مارتا ہے، وہ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں، سب نیکی
اسی کے ہاتھ میں ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اسی طرح عصر کے بعد اور سوتے وقت پڑھنا چاہیئے۔

شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد عروہ بن زبیرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ انھوں نے کہا میں نے خود سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ "راہ خدا میں جہاد کے لئے صبح و شام کو نکلنا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے"، ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جس شخص میں جہاد کی قدرت اور استطاعت نہ ہو (وہ کیا کرے)؟ فرمایا مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد وہیں بیٹھا اللہ کی یاد عشاء کی نماز تک کرتا رہے۔ (عشاء کی نماز اسی طرح پڑھ لے) اس کی یہ عبادت (مغرب سے عشاء تک) جہاد کے لئے شام کو نکلنے کی طرح ہے اور جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک بیٹھا خدا کا ذکر کرتا رہے تو اس کا یہ عمل جہاد کیلئے صبح کو نکلنے کی طرح ہوگا۔

شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد کی سند سے ابو امامہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا جو شخص فجر کی نماز کے بعد

Imp دس مرتبہ یہ (دعا) پڑھتا ہے تو اس تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ Imp

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ
الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ
الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

VVVV Imp

اس بندے کے دس درجے بلند کر دیتا ہے اور دس غلاموں کو آزاد کرانے کے برابر ثواب اس کو ملتا ہے اور شرک کے علاوہ
اس روز کا کیا ہوا کوئی گناہ اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ جو بندہ اچھی طرح وضو کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق
منہ دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے وہ تمام گناہ محو فرما دیتا ہے جن کو اس نے آنکھوں سے کیا یا زبان سے کیا؛ جو بندہ حکم خداوندی Imp
کے مطابق ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اللہ اس کے ہاتھوں سے کئے ہوئے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے پھر جب وہ اپنے کانوں اور Imp
سر پہ مسح کرتا ہے تو اس کے وہ تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں جو اس نے کانوں سے سنے تھے پھر جب وہ امر الٰہی کے مطابق دونوں Imp
پاؤں دھوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے وہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے جن کی طرف وہ پاؤں سے چلا تھا، آخر کار وہ نماز کو کھڑا Imp
ہو جاتا ہے تو نماز اس کے لئے محض فضیلت کا باعث بن جاتی ہے (تمام ثواب وضو کے عوض اس کو مل جاتا ہے)۔ Imp VVVV Imp

Imp
جو شخص وضو کی حالت میں یا اللہ کے ذکر کے دوران سو جاتا ہے تو بیداری پر وہ جو کچھ دعا کرتا ہے قبول ہو جاتی ہے، جو
بندہ اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکتا ہے خواہ وہ نشانہ پر لگے یا نہ لگے، اس کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر اس کو ضرور Imp
دیا جاتا ہے اور جس بندے کے اللہ کی راہ میں بال سفید ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو نور عطا فرمائے گا اور جو غلام Imp
آزاد کرے گا تو اس کے ہر عضو کو دوزخ سے بچانے کے لئے اس کا فدیہ بن جائے گا۔ Imp VVVV Imp

امام حسنؓ کا ارشاد

شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت امام حسنؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے خود سنا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جو شخص فجر کی نماز مسجد میں پڑھ کر وہیں بیٹھا طلوع آفتاب تک اللہ کا ذکر
کرتا رہے اور طلوع آفتاب کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر کے دو رکعت نماز پڑھ لے تو ہر رکعت کے عوض اللہ تعالیٰ جنت کے اندر Imp
دس لاکھ قصر مرحمت فرمائے گا اور ہر قصر کے اندر دس لاکھ حوریں ہوں گی اور ہر حور کے دس لاکھ خادم ہوں گے اور اللہ تعالیٰ Imp
کے حضور میں وہ اوابین[1] میں سے ہوگا۔

Imp
حضرت نافعؒ نے بروایت ابن عمرؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر ادا فرما کر اپنی جگہ سے نہیں اٹھتے تھے
یہاں تک کہ اشراق کی نماز کا وقت ہو جاتا (سورج نکل آتا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ جو شخص صبح کی نماز Imp
پڑھ کر اسی جگہ اس وقت تک بیٹھا رہے کہ اس کے لئے اشراق کا وقت ہو جائے تو اس کی فجر کی نماز ایسی ہو جائے گی جیسے کسی کا Imp
مقبول حج اور عمرہ!! یہی وجہ تھی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک وہیں بیٹھے رہتے تھے۔ جب ان سے Imp
اس قیام کی وجہ دریافت کی گئی تو انھوں نے فرمایا میں سنت کی پیروی کرنا چاہتا ہوں۔ Imp VVVV Imp

شیخ ابو نصرؒ نے بالاسناد حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت کے

---

[1] صلوٰۃ الاوابین اس لئے کہا جاتا ہے کہ "یہ خدا کی طرف رجوع ہونے والوں کی نماز ہے"

Imp

ساتھ فجر کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے تک وہیں بیٹھا رہے پھر طلوع آفتاب کے بعد چار رکعتیں مسلسل پڑھے اور پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی، سات بار سورۂ اخلاص، دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد والشمس وضحٰھا ایک بار، تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور والسماء والطارق ایک بار اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ستر فرشتے بھیجے گا یعنی ہر آسمان سے دس فرشتے، ہر فرشتے کے پاس بہشتی خوان اور بہشتی رومال ہونگے یہ فرشتے ان خوانوں میں اس نماز کو رکھ کر رومال سے ڈھانپ کر اوپر لے جائیں گے یہ فرشتے فرشتوں کی جس جماعت کے قریب سے گزریں گے تو وہ فرشتے اس نمازی کے لئے مغفرت طلب کرینگے، جب اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ خوان رکھے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے! تو نے میرے لئے نماز پڑھی اور میری عبادت کی اب تو از سر نو عمل کر، تیرے پچھلے گناہ میں نے معاف فرما دیئے

نماز اشراق

یہی نماز اس روایت کی تشریح ہے جس میں رسول اللہ نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نقل فرمایا تھا "اے بنی آدم! میرے لئے شروع دن میں چار رکعت پڑھ جو آخر دن تک تیرے لئے کافی ہیں"۔

بعض علمائے کرام نے اس ارشاد کو نماز فجر کی سنت و فرض (کی چار رکعتوں) پر محمول کیا ہے، لیکن اس سے نماز اشراق ہی مراد ہے جس کے بارے میں لکھا جا چکا!

صلوٰۃ الاوابین

چاشت کی نماز کا نام صلوٰۃ الاوابین بھی ہے اس کو ہمیشہ پڑھنا چاہیئے یا نہیں اس سلسلہ میں ہمارے علماء (علمائے حنبلی) کے دو قول ہیں ایک مثبت اور ایک منفی! اور اس کی اصل وہ حدیث ہے جس کو ابو نصرؒ نے اپنے والد کی اسناد سے بروایت حضرت ابوہریرہؓ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چاشت کی نماز اوابین کی نماز ہے (خدا کی طرف رجوع کرنے والوں کی) انہی اسناد کے ساتھ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "چاشت کی نماز اکثر داؤد کی نماز ہوتی تھی یعنی حضرت داؤد اکثر چاشت کے وقت نماز پڑھا کرتے تھے۔"

جنت کے ایک دروازے کا نام ضحیٰ ہے!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کا نام ضحیٰ ہے، جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی پکارے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ تاکہ وہ اللہ کی رحمت کے ساتھ اس دروازے سے جنت میں داخل ہوں! امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی خلافت کے زمانے میں لوگ نماز فجر کے بعد چاشت کی نماز کے انتظار میں بیٹھے رہا کرتے تھے اور پھر نماز (چاشت) پڑھ کر مسجد سے نکلا کرتے تھے۔ ضحاک بن قیس حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے ایک زمانہ ہم پر بھی ایسا گزرا ہے کہ آیت یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ ۝ کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا تھا یہاں تک کہ ہم نے لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ اس وقت سمجھ میں آیا کہ اشراق کی نماز یہی ہے۔

ابن ابی ملیکہؒ کی روایت ہے، کہ حضرت عباسؓ سے چاشت کی نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا اس کا ذکر تو کتاب اللہ میں موجود ہے، یہ فرما کر آپ نے یہ آیت پڑھی فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ (اللہ نے حکم دیا ہے کہ گھروں میں اللہ کو یاد کیا جائے اور اس کا نام بلند ہو، ان میں صبح شام

اللہ کی تسبیح پڑھی جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ اس آیت میں حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک تسبیح غدو سے مراد چاشت کی نماز ہے۔ حضرت ابن عباسؓ چاشت کی صرف دو رکعتیں پڑھتے تھے لیکن اس کی مداومت نہیں کرتے تھے بلکہ کبھی کبھی پڑھ لیا کرتے تھے۔ حضرت عکرمہؒ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت ابن عباسؓ صلوٰۃ ضحیٰ (چاشت کی نماز) کیا روزانہ پڑھتے تھے تو انھوں نے کہا کہ وہ ایک دن پڑھتے تھے اور ایک دن چھوڑ دیتے تھے۔ حضرت نخعیؒ نے کہا کہ صحابہ کرامؓ نماز چاشت کی پابندی کو مکروہ جانتے تھے یعنی پڑھتے بھی تھے اور چھوڑ بھی دیتے تھے تاکہ وہ فرض نماز کی طرح نہ ہو جائے۔

نماز چاشت کی رکعتیں

نماز چاشت کم سے کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ اوسطاً آٹھ ہیں، دو رکعتوں کے سلسلہ میں شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد کی اسناد سے حضرت بریدہؓ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انسان میں تین سو ساٹھ جوڑ (جسم کے اندر) ہیں اور ہر جوڑ کا روزانہ صدقہ دینا واجب ہے یہ سن کر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کس کی طاقت ہے کہ اس قدر صدقہ دے سکے! حضورؐ نے فرمایا اگر کوئی شخص ناک کی ریزش مسجد میں دیکھ لے تو اس پر مٹی ڈال دے یا کسی تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹا دے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو چاشت کی دو رکعتیں پڑھ لینا اسکے لئے کافی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب سیدنا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے اوّل یہ کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں، دوم یہ کہ ہر مہینے کے تین دن روزے رکھا کروں اور سوم یہ کہ چاشت کی دو رکعتیں پڑھ لیا کروں۔ نماز چاشت کی چار رکعتیں بھی روایت میں آئی ہیں ایک روایت تو عکرمہؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً بیان کی ہے، دوسری حدیث حضرت معاذہؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز کی چار رکعتیں پڑھیں اور پھر چھ پڑھیں۔

حمید الطویلؒ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ چاشت کی چھ رکعتیں بھی پڑھتے تھے اور آٹھ بھی۔ عکرمہؒ بن خالد ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ فتح مکہ کے دن جب تشریف فرماتے مکہ ہوئے تو آپ نے اعلائے مکہ میں نزول فرما کر چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھیں، میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ یہ کونسی نماز ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ چاشت کی نماز ہے۔ حضرت امام احمد حنبلؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور علماء کے نزدیک چاشت کی آٹھ رکعات ہی مختار ہیں۔ ابو سعید خدریؓ نے رسول اللہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھی ہیں۔ قاسمؒ بن محمدؒ کی روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتی تھیں اور طویل پڑھتی تھیں جب آپ نماز چاشت پڑھتیں تو دروازہ بند رکھتی تھیں۔ اگر کوئی دس رکعتیں پڑھنا چاہے تو دس پڑھے۔ بارہ رکعت کی بھی روایت آئی ہے اور یہی افضل بھی ہے۔ شیخ

ابونصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت انس رضؓ بن مالک سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جو شخص چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھے گا اللہ اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔ شیخ ابونصرؒ نے اپنے والد کی اسناد ہی سے ایک اور روایت حضرت ام المومنین ام حبیبہ سے کی ہے کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص بارہ رکعتیں دن کی پڑھے گا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کو محل عطا فرمائے گا۔

VVVV Imp

حضرت ابوذرؓ کا معمول

شیخ ابونصرؒ ہی نے اپنے والد سے بالاسناد بروایت حضرت ابوذرؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ابوذرؓ دن کے بارہ گھنٹے ہیں تم ہر گھنٹہ کے ایک رکوع اور دو سجدے ادا کرو یہ تمھارے دن بھر کے گناہوں کی تلافی کردینگے، اے ابوذرؓ! جس نے دو رکعات پڑھیں اس کا شمار غافلوں میں نہ ہوگا، جس نے چار پڑھیں اس کا نام ذاکروں میں لکھا جائے گا۔ جس نے چھ رکعات پڑھیں اس کو شرک کے سوا کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اور جس نے بارہ رکعتیں پڑھیں ان کے لئے جنت میں محل تیار کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (یہ بارہ رکعتیں) ایک سلام سے یا جدا جدا؟ آپ نے ارشاد فرمایا اگر یک سلام سے بھی پڑھیں تب بھی کوئی ہرج نہیں ہے۔

VVVVV Imp

چاشت کی نماز کا وقت

VVVV Imp

چاشت کی نماز کے دو اوقات ہیں۔

چاشت کی نماز کے اوقات دو ہیں ایک جائز دوسرا مستحب! جائز وقت طلوع آفتاب سے نماز ظہر تک ہے اور مستحب وقت دن کے گرم ہونے سے زوال تک ہے۔ مستحب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضؓ نے مسجد قبا میں ایک جماعت کو چاشت پڑھتے دیکھا۔ تو فرمایا کاش ان لوگوں کو معلوم ہوتا کہ یہ کچھ اور دیر کرکے نماز پڑھتے تو افضل تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چاشت کا وقت اس وقت ہے جب اونٹ کے بچے کے پاؤں گرم ہونے لگیں۔ بعد زوال چاشت پڑھنا بھی جائز ہے۔ حضرت عوف بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اوسط آسمان سے آفتاب کے ڈھل جانے پر چاشت (ساعت سبحہ) کا وقت ہے یہ نماز عاجزی کرنے والوں کی ہے اس کو سخت گرمی میں پڑھنا افضل ہے۔ اگر ظہر کی نماز تک چاشت کی نماز نہیں پڑھی ہے تو بعد نماز ظہر قضا کرنا مستحب ہے۔

نماز چاشت کی قرأت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز چاشت میں سورۂ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا اور وَالضُّحٰی پڑھے عمر ابن شعیبؒ نے اپنے والد سے بالاسناد روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے چاشت کی بارہ رکعات پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی، تین بار سورۂ اخلاص پڑھی تو ہر آسمان سے ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں جن کے ہاتھ میں سفید کاغذ اور نور کے قلم ہوتے ہیں جو اس نماز کا ثواب تا قیام قیامت لکھتے رہیں گے، قیامت کے دن فرشتے اس کی قبر پر آئیں گے ہر فرشتے کے پاس بہشتی لباس کا جوڑا اور تحفہ ہوگا! فرشتے کہیں گے، اے صاحب قبر! اللہ کے حکم سے اٹھو کیونکہ تم ان میں سے ایک ہو جن کو اللہ نے عذاب سے امن عطا فرما دی ہے۔

Imp

نماز چاشت کے سلسلہ میں روایات ممنوعہ

بعض صحابہ کرامؓ نے نماز چاشت سے انکار کیا ہے، چنانچہ ابن المبارکؒ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا میں جب سے اسلام لایا ہوں میں نے چاشت کی نماز نہیں پڑھی صرف خانۂ کعبہ کے طواف کے دن پڑھی تھی، بلاشبہ یہ بدعت ہے لیکن بدعت حسنہ ہے، لوگوں کی ایجاد کردہ بدعتوں میں یہ سب سے اچھی بدعت ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ چاشت کی نماز کے بارے میں فرماتے تھے، اللہ کے بندے! لوگوں پر ایسا بوجھ نہ ڈالو جو اللہ نے ان پر نہیں ڈالا ہو اگر تم کو ایسا کرنا ہی ہے (نماز چاشت پڑھنا ہے) تو اپنے گھروں میں پڑھا کرو۔

ان اقوال بالا سے (جن میں انکار کیا گیا ہے) نماز چاشت کے اُن فضائل کی تردید نہیں ہوتی جو اوپر بیان کیے جا چکے ہیں ان بزرگوں کا مقصد یہ تھا کہ چاشت کی نماز فرض نماز کی طرح نہ ہو جائے۔ اور لوگوں میں اس کے وجوب کا عقیدہ پیدا ہو جائے علاوہ ازیں تمام لوگ عبادت اور طاعت کے لئے چستی اور آمادگی میں برابر نہیں ہیں اس لئے ان بزرگوں نے انکار کر کے عام لوگوں کا بوجھ ہلکا کر دیا اور طاعت کو آسان کر دینا چاہا۔ حضرت عتبان بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاشانۂ نبوت کے اندر نماز چاشت پڑھی اور صحابہ کرامؓ نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھی (اس حجرۂ مقدس میں) پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب چاشت کی نماز پڑھنا چاہتی تھیں تو وہ دروازہ بند کر لیتی تھیں، حضرت ابن عباسؓ نماز چاشت کو ایک دن پڑھتے اور دوسرے دن ترک کر دیتے (یہ اسی بنا پر تھا)۔

VVV Imp

دن کا تیسرا وظیفہ

ظہر سے پہلے اور ظہر کے بعد کا وقت

تیسرے وظیفہ کا وقت ظہر سے پہلے اور ظہر کے بعد ہے۔ شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ جس نے ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں اور بعد نماز ظہر چار رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے گوشت پر آتش دوزخ کو قابو نہیں پانے دیتا۔ بعض بزرگوں کا قول ہے کہ زوال کے بعد ظہر کی نماز تک آسمان اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اسی بناء پر یہ کہا گیا ہے کہ اس وقت دعائیں مقبول ہوتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ عبادت، دعا اور ذکر الٰہی اس وقت کرنا مستحب ہے۔

VVVV Imp

حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر سے قبل چار رکعتیں ہمیشہ پڑھا کرتے تھے جب حضور والا سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو ارشاد فرمایا کہ سورج ڈھلنے پر جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ظہر کی نماز ہونے تک بند نہیں کیے جاتے اس لئے مجھے یہ نماز (چار رکعات) نماز ظہر سے قبل پڑھنا مجھے پسند ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نماز کی پابندی بہت زیادہ مرغوب تھی؛ انھوں نے فرمایا، نماز ظہر سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعتیں پڑھتے تھے ان رکعتوں میں آپ طویل قیام اور رکوع و سجود خوب اچھی طرح کرتے تھے (اچھی طرح سے مراد طویل وقت ہے)۔

VVVV Imp

چوتھا وظیفہ

چوتھا وظیفہ ظہر اور عصر کے درمیان کی نماز ہے

دن کا چوتھا وظیفہ ظہر اور عصر کے درمیان کی نماز سے مراد ہے۔ شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے Imp
بالاسناد حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس Imp
نے ظہر اور عصر کے درمیانی وقت میں ذکر الٰہی کیا (زندہ رکھا) اللہ اس کے دل کو اس روز زندہ Imp
رکھے گا جس دن تمام دل مر جائیں گے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ظہر و عصر کے درمیانی وقت کو ذکر و عبادت سے زندہ رکھتے تھے Imp
حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ حضور والا مغرب و عشا کے درمیان اور ظہر و عصر کے درمیانی زمانے کی عبادتوں کو Imp
رات کی عبادتوں کے مثل بتایا کرتے تھے اور حضورؐ کی اکثر عبادت گزاری کا طریقہ یہ تھا کہ تنہائی میں ظہر و عصر کے درمیان ذکر میں Imp
مصروف رہتے تھے۔ تمام مخلوق سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے یہ وقت اللہ سے خلوت کا ہے، اس وقت کی Imp
نماز غفلت کو دور کرنے والی ہے۔ ذکر و نماز کے لئے ظہر و عصر کے درمیان مسجد میں بیٹھے رہنا مستحب ہے تاکہ اعتکاف بھی ہو جائے Imp
اور انتظار بھی (نماز عصر کا انتظار) بزرگان سلف کا بھی یہی معمول تھا، لیکن اگر کوئی شخص زوال سے پہلے نہ سویا ہو تو اس Imp
وقت میں سو جائے تاکہ آنے والی رات میں نماز پڑھنے کی سکت آ جائے اس لئے کہ دوپہر سے پہلے کا سونا تو گزشتہ شب Imp
بیداری کی وجہ سے ہوتا ہے اور زوال کے بعد سونا آنے والی رات کے لئے ہے۔ Imp

کتنے گھنٹے سونا مستحب ہے

آٹھ گھنٹے سے زیادہ سونا مستحب نہیں ہے، اگر اس مدت سے کم سویا جائے گا تو نظام جسمانی میں Imp
خرابی پیدا ہو جائے گی، نیند سے بدن کو راحت اور قوت دونوں چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ ابو نصرؒ Imp
اپنے والد سے بالاسناد حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ بارہ رکعتیں Imp
روزانہ ادا کیں اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں محل تیار کر کے دے گا، یعنی دو فجر کے فرض سے پہلے، ظہر سے پہلے چار رکعت، ظہر Imp
کے بعد دو رکعت، عصر سے پہلے دو رکعت اور مغرب کے بعد دو رکعت (کل بارہ رکعتیں ہوئیں) حضرت سعید بن مسیبؓ Imp
نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نمازی عصر سے پہلے چار چار رکعت پڑھتے Imp
رہیں گے ان کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی بخشش کو لازم کر دے گا۔ Imp

اورادِ مذکورہ اور ایک جامع حدیث!

ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ Imp
وسلم نے فرمایا جس نے مغرب کی نماز کے بعد کسی سے بات کئے بغیر چار رکعت نماز ادا کی اس کا درجہ Imp
علیین میں بلند کیا جائے گا اور اس کو ایسا ثواب ملے گا جیسے اس نے شب قدر میں مسجد اقصیٰ کے اندر Imp
ذکر الٰہی کیا اور یہ آدھی رات کے قیام[1] عبادت سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ اللَّیْلِ یَھْجَعُوْنَ Imp
(یہ لوگ رات میں بہت کم سویا کرتے تھے) اور فرمایا تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (وہ اپنے پہلوؤں کو بستروں سے دور Imp
رکھتے ہیں) نیز ارشاد فرمایا۔ وَدَخَلَ الْمَدِیْنَۃَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَۃٍ مِّنْ اَھْلِھَا (وہ شہر میں اس وقت داخل ہوئے جب کہ شہر والے غافل تھے)

---

[1] جبکہ نصف شب کے قیام و عبادت کی تعریف اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمائی ہے تینوں آیات نصف شب کے ذکر کی فضیلت کو ظاہر کرتی ہیں اور اوقات مذکورہ میں اوراد پنجگانہ کی ادائیگی اس نصف شب کے قیام سے بھی بہتر ہے۔

جس شخص نے عشاء کی نماز کے بعد چار رکعتیں پڑھیں اس کا مرتبہ ایسا ہوگا جیسے کسی نے مسجد حرام میں شب قدر کو پالیا اور جو ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور بعد چار رکعتیں پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدن کو آگ پر حرام کر دیتا ہے (دوزخ کی آگ اس کے بدن کو نہیں جلاتی) اور جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتا ہے اس کے لیے دوزخ سے نجات دیدی جاتی ہے۔

حضرت نافعؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فجر کی دو رکعتیں مجھے دنیا اور کائنات دنیا سے زیادہ پسند ہیں۔ ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نمازوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نوافل ادا کرنے کی کس میں طاقت ہے، حضور اس وقت تک انتظار فرماتے تھے جب تک کہ سورج جتنا دائیں جانب ہٹتا اتنا ہی بائیں جانب نہ ہو جاتا تو حضور عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے اور سورج دائیں بائیں برابر ہوتا تو ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور اگر سورج ڈھلنے پر کچھ وقت ہوتا تو ظہر سے پہلے چار اور ظہر کے بعد دو اور عصر کے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے۔

Imp

پانچواں وظیفہ

عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک

عصر کی نماز کے بعد سے آفتاب کے غروب ہونے تک تسبیح و تہلیل، استغفار، اللہ کی قدرت کاملہ کا بغور مطالعہ یعنی مراقبہ، قرآن پاک کی تلاوت اور ذکر الٰہی میں مصروف رہنا چاہیے اس وقت نفل نماز منع ہے۔ غروب آفتاب سے قبل سورہ والشمس وضحٰھا، واللیل اذا یغشٰی سورہ فلق اور سورۃ الناس اس طرح پڑھے کہ دن ختم ہو جائے۔

رحمت الٰہی

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ذکر کے سلسلہ میں فرمایا "اے ابن آدم! فجر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر اور عصر کی نماز کے بعد ایک ساعت میری یاد کر لیا کریں ان دونوں اوقات کے درمیان تجھے پیش آنے والے کاموں کو سر انجام دوں گا۔

Imp

باب ۱۸

نماز پنجگانہ کے اوقات

سنتیں اور ہر نماز کے فضائل

شب معراج میں پچاس نمازیں فرض ہوئیں

فرض نمازیں پانچ ہیں، فجر کی دو رکعتیں، ظہر کی چار رکعتیں، عصر کی چار رکعتیں، مغرب کی تین رکعتیں، عشاء کی چار رکعتیں یہ کل سترہ رکعتیں ہیں[1]۔ شب معراج میں پچاس وقت کی نماز فرض کی گئی تھی پھر تخفیف کی استدعا پر حکمت الٰہی کے تحت پانچ وقت کی کر دی گئیں تاکہ امت محمدیؐ کے لئے تخفیف و آسانی ہو، اللہ تعالیٰ نے پینتالیس کو ساقط کر کے پانچ باقی (نمازوں) کا ثواب پچاس کے برابر رکھا یہ حکم ایسا ہے جیسا جہاد میں ایک مسلمان کا دس کافروں اور مشرکوں کے مقابلہ کا حکم تھا پھر اس کو ساقط کر کے ایک مسلمان کے لئے دو کا مقابلہ باقی رکھا یا جس طرح رمضان کی راتوں میں سو کر اٹھنے کے بعد کھانا پینا اور بیویوں سے قربت کرنا حرام تھا پھر اس حرمت کو ساقط کر کے ماہ رمضان کی تمام راتوں میں فجر صادق تک کھانے پینے (وغیرہ) کی اجازت عطا فرما دی ارشاد فرمایا کُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْاَسْوَدِ ۝ (جب رات کی سیاہی سے جب تک سفید دھاگا ظاہر نہ ہو اس وقت تک کھاؤ پیو)۔

نماز کی فرضیت

اللہ تعالیٰ نے نماز کی فرضیت کے بارے میں حکم دیا یعنی نفس وجوب صلوٰۃ کی دلیل یہ حکم ہے وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ (نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو)۔

اوقات صلوٰۃ

اوقات صلوٰۃ کے سلسلہ میں چند آیات اور احادیث موجود ہیں اس سلسلہ میں آیات یہ ہیں، سُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ اللہ کی پاکی بیان کرو شام کے وقت اور صبح کے وقت اور اسی کے لئے زمین و آسمان پر حمد ہے اور عشاء کی نماز پڑھو اور جب ظہر کرو تو نماز پڑھو، دوسری آیت میں فرمایا اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ مسلمانوں پر نماز وقت مقررہ پر فرض ہے۔ ایک اور آیت میں فرمایا:۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۝ دن کے دونوں طرف (عصر) اور رات کے کچھ اوقات میں نماز قائم کرو۔ ایک اور آیت میں یہ حکم آیا ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ، آفتاب غروب ہونے پر نماز قائم کرو! دلوک کا ترجمہ زوال بھی کیا گیا ہے یعنی زوال کے بعد نماز پڑھو! ایک اور آیت میں آیا ہے۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

---

[1] نماز جمعہ کی دو رکعتیں اس کے علاوہ ہیں۔

وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ٥ یعنی اپنے رب کی تسبیح وتحمید سورج کے طلوع اور غروب سے پہلے کرو اور رات کے کچھ اوقات میں بھی تسبیح بیان کرو اور دن کے کناروں پر بھی تاکہ تم رضائے الٰہی حاصل کرو۔ حضرت قتادہؓ نے فرمایا ہے طلوع آفتاب سے پہلے فجر کی نماز ہے۔ غروب سے پہلے عصر کی اور اوقات شب میں مغرب اور عشا کی نمازیں ہیں اور دن کے کناروں پر ظہر کی نماز ہے۔ نماز کی فرضیت احادیث میں بھی موجود ہے۔

احادیث سے نماز کی فرضیت

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بار جبرئیلؑ نے خانہ کعبہ کے پاس میری امامت کی اور زوال آفتاب کے فوراً بعد مجھے ظہر کی نماز اور دو مثل سایہ ہو جانے پر عصر کی نماز پڑھائی، اور پھر افطار روزہ کے وقت مغرب کی نماز پڑھائی، جب شفق غائب ہو گئی تو عشاء کی نماز پڑھائی اور اس وقت جب روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے یعنی صبح صادق کے وقت مجھے فجر کی نماز پڑھائی۔ دوسرے دن پھر ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس شے کے مثل ہو گیا اور عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر شے کا سایہ اس کا دوگنا ہو گیا اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی جب روزہ دار افطار کرتا ہے۔ عشاء کی نماز اس وقت پڑھائی جب ایک تہائی رات گزر گئی، پھر فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جب اجالا پھیل گیا اس کے بعد میری طرف مخاطب ہو کر کہا، محمدؐ! یہ اوقات نماز آپ سے پہلے پیغمبروں کے ہیں اور دونوں وقت کے درمیان نماز کا وقت ہے۔ یہ حدیث تعین اوقات کی اصل ہے، اس سلسلہ کی اور احادیث بھی ہیں جو اسی حدیث کے ہم معنی ہیں اسی لئے اُن احادیث کو ہم نے بیان نہیں کیا ہے۔

ان اوقات میں سب سے پہلے نماز پڑھنے والے پیغمبر علیہم السلام

ہمارے نبی کریم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ان وقتوں میں سب سے پہلے جنھوں نے نماز ادا فرمائی ان کا ذکر احادیث شریفہ میں موجود ہے چنانچہ ایک انصاری نے سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز فجر کے بارے میں دریافت کیا کہ سب سے پہلے کس نے ادا فرمائی۔ تو آپ نے فرمایا سب سے پہلے حضرت آدم نے اس نماز کو پڑھا ہے اور نماز ظہر کو سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پڑھا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو نمرود کی آگ سے نجات بخشی، عصر کی نماز سب سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس وقت پڑھی جب حضرت جبرئیل نے ان کو حضرت یوسفؑ کی خوشخبری سنائی۔ مغرب کی نماز حضرت داؤد علیہ السلام نے پڑھی جب ان کی توبہ قبول ہوئی اور سب سے پہلے عشاء کی نماز اس وقت حضرت یونس علیہ السلام نے پڑھی جب وہ مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے۔ ان کی حالت ایسی تھی جیسے مرغی کا چوزہ بغیر بال و پر کے ہوتا ہے۔ جب حضرت یونسؑ بطن ماہی سے نکلے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر ان سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور وہ اپنی شان کے مطابق آپ سے حیا فرماتا ہے کہ دنیا میں آپ کو ایسا عذاب دیا اللہ فرماتا ہے کہ کیا اب تم مجھ سے راضی ہو؟ حضرت یونسؑ اسی وقت کھڑے ہوئے اور چار رکعت عشاء کی نماز کی ادا فرمائیں اور بارگاہ رب العزت میں عرض کیا یقیناً میں اپنے رب سے راضی ہوں! میں اپنے رب سے راضی ہوں!

رسول اللہ پر سب سے پہلے فرض ہونے والی نمازیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے فجر اور مغرب کی نماز واجب ہوئی تھی اور اسی کے بارے میں حکم ہوا تھا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ کا یہی مطلب ہے یعنی آپ اپنے رب کی تسبیح صبح و شام کیا کیجئے! یہاں تک کہ آپ کو شب معراج میں

پانچ نمازوں کا تحفہ عطا ہوا۔ ان نمازوں میں سب سے پہلی نماز فجر کی ہے۔ اس کے بعد ظہر ہے لیکن علما نے ان نمازوں میں سب سے پہلے ظہر کی نماز کا تذکرہ کیا ہے اور وہ بر بنائے اتباع سنت ہے حضرت عباسؓ والی حدیث میں ہے کہ "خانہ کعبہ کے پاس جبرئیل نے مجھے ظہر کی نماز پڑھائی"، یہی وجہ ہے کہ علمائے ظہر کی نماز کا وقت پہلے بیان کیا ہے، اس کے یہ معنی نہیں کہ پہلے نماز ظہر فرض ہوگئی تھی، پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ فجر کی نماز سب سے پہلے حضرت آدم نے پڑھی تھی۔ اور آپ انسانوں میں سب سے پہلے نبی تھے جن کو زمین پر بھیجا گیا تھا، اس سے ظاہر و ثابت ہے کہ فجر کی نماز ہی سب سے پہلی نماز ہے جو فرض ہوئی۔

نماز فجر کا وقت

نماز فجر کا ابتدائی وقت طلوع صبح صادق ہے اس وقت مشرق سے صبح صادق کی لو پھٹ کر انتہائی مشرق میں پھیل جاتی ہے اور پھر اونچی ہو کر سارے افق پر چھا جاتی ہے اور پھر پہاڑوں کی چوٹیاں اور اونچے مکانات روشن ہو جاتے ہیں اور اس کا آخری وقت وہ اجالا ہے کہ نماز کا سلام پھیرتے ہی سورج کا کنارہ افق سے نمودار ہو جائے ان دونوں حدود کے مابین فجر کا وقت ہے جو بہت وسیع ہے۔ اس نماز کو صبح کی نماز / فجر کی نماز کہنا مستحب ہے اس کو نماز غداۃ نہ کہا جائے چونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَقُرْآنَ الْفَجْرِ (نماز فجر) اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ (نماز فجر) کَانَ مَشْهُوْدًا فرمایا ہے یعنی فجر کی نماز کے وقت رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اس لئے فجر کی نماز... رات والے روزنامچوں میں بھی لکھ لی جاتی ہے اور دن والے فرشتوں کے دفتر میں بھی۔

نماز فجر کس وقت افضل ہے

بالکل ابتدائی وقت میں جب اندھیرا ہی ہو (تغلیس) نماز فجر پڑھنا افضل ہے اور ہمارے اس قول پر دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وہ قول ہے جس میں انھوں نے فرمایا ہے ـــ کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے زمانے میں عورتیں حضور کے ساتھ نماز فجر آ کر پڑھتی تھیں وہ چادروں میں لپٹی ہوئی واپس چلی جاتی تھیں اور صبح کے اندھیرے میں ان کو کوئی شناخت نہیں کر سکتا تھا۔

ہمارے امام احمد حنبلؓ سے ایک قول اور بھی منقول ہے وہ یہ کہ مقتدیوں کی حالت کو دیکھنا چاہیئے اگر مقتدی روشنی پھیلنے کے بعد آتے ہیں تو پھر خوب روشنی پھیلنے پر نماز افضل ہے تاکہ جماعت میں لوگ زیادہ ہو جائیں اور ثواب بڑھ جائے۔

فجر اول (صبح کاذب) قابل اعتبار نہیں ہے وہ نہ روزہ دار پر کوئی چیز حرام کرتی ہے اور نہ نماز فجر واجب کرتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ فجر دو ہیں، وہ فجر جس سے نماز واجب ہو جاتی ہے اور روزہ دار پر کھانا پینا حرام کرتی ہے وہ ہے جو پہاڑوں پر روشنی پھیلاتی ہے۔

بعض علمانے دونوں فجروں کے حدود اور احوال بیان کئے ہیں کہتے ہیں کہ پہلی فجر (صبح کاذب) شعاع آفتاب کے غلبہ کی ابتدا ہوتی ہے یعنی آفتاب کی روشنی پانچویں زمین کے پیچھے سے نکل کر آسمان کے درمیان پھیل جاتی ہے یہ روشنی رات کے آخری تیسرے حصہ میں ظاہر ہوتی ہے اور پھر سیاہی لوٹ آتی ہے اس لئے آفتاب نیچے والے آسمان کے درمیان روپوش ہو جاتا ہے اور چھٹی زمین اس کے آگے پردہ بن جاتی ہے۔

فجر ثانی یعنی صبح صادق سورج کی شفق پھٹ کر نکلنے کو کہتے ہیں یہ وہ سفیدی ہے جس کے نیچے شفق کی سرخی ہو۔

جو شفق ثانی کہلاتی ہے۔ یہی سرخی آخری رات کے وقت سورج کی کرنوں کا اولین پیش خیمہ ہوتی ہے یعنی وہیں سے کرنوں کے پھوٹنے کی ابتدا ہوتی ہے، اس کے بعد قرص خورشید نکلنا شروع ہوتی ہے، سورج جب اس مسکونہ زمین پر (اٹھ کر) پرتو فگن ہوتا ہے اور اس کی کرنیں نیچے والے آسمان کے دامن سے پھوٹ کر نکلنا شروع ہوتی ہیں تو پہاڑوں سمندروں اور ان ملکوں پر جو اونچے ہیں (یعنی مشرق بعید کے ممالک ہیں) چھا جاتی ہیں۔ اولاً فجر کی شعاعیں طول میں پھیلتی ہیں اس کے بعد عرض میں پھیلنا شروع ہوتی ہیں اور پھر سارے افق پر منتشر ہو جاتی ہیں۔ شفق دو ہوتی ہیں ایک طلوع شمس کے وقت اور ایک غروب شمس کے وقت۔

ظہر کا وقت

ظہر کے وقت کی ابتدا

سورج ڈھلنے پر ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور آخری وقت وہ ہے جب کہ سایہ ایک مثل نہ ہو جائے۔ ظہر اول وقت میں پڑھنا افضل ہے البتہ جماعت میں شرکت سے اگر تاخیر کرنی پڑے تو تاخیر درست ہے، گرمی یا ابر کے باعث بھی تاخیر کرنا درست ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ظہر کی نماز ٹھنڈک میں پڑھو! گرمی کی شدت جہنم کی لپٹ (شعلہ زنی) سے ہوتی ہے، ایک دوسری روایت حضرت بلالؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے ظہر کی نماز تیار ہونے کی اطلاع حضور کو دی۔ حضور نے فرمایا! بلالؓ خنکی ہونے دو کچھ دیر کے بعد میں نے پھر اطلاع دی تو حضور نے پھر فرمایا! خنکی ہونے دو، تیسری بار میں نے اطلاع دی تب بھی حضور نے یہی فرمایا! یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے مجھے نظر آنے لگے، پھر حضور نے فرمایا گرمی کی شدت جہنم کی شعلہ زنی سے ہے گرمی سخت ہو تو (نماز ظہر کے لئے) ٹھنڈک ہونے دیا کرو۔

زوال کی پہچان

نصف النہار اور زوال

زوال سے قبل سورج ٹھہرا ہوا ہوتا ہے اگر ذرا بھی ڈھل جائے تو ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، حدیث شریف میں وارد ہے کہ سورج تسمہ برابر بھی ڈھل جائے تو ظہر کے وقت کا آغاز ہو جاتا ہے اور جب سایہ ہر چیز کا ایک مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو کر عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اگر اس کی شناخت چاہتے ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک لکڑی ہموار زمین پر سیدھی کھڑی کی جائے یا خود ہی سیدھے کسی ہموار اور ٹھیک زمین پر کھڑے ہو جاؤ جہاں تک سایہ پڑ رہا ہے اس کے ختم پر ایک نشان لگا دو یا کوئی لکیر کھینچ دو پھر سائے کے گھٹنے بڑھنے کو دیکھو اگر سایہ کم ہو جائے تو سمجھ لو ابھی زوال کا وقت نہیں ہوا ہے اور اگر گھٹتا بڑھتا نہ ہو بلکہ ایک جگہ ٹھہرا اور قائم ہو تو وہ نصف النہار (ٹھیک دوپہر) ہے اس وقت نماز درست نہیں ہے جب سایہ کچھ بڑھنے لگے تو سمجھ لو کہ سورج ڈھلنا شروع ہو گیا (زوال کا وقت شروع ہو گیا) اب مقررہ نشان یا لکیر کو دیکھو اگر سایہ لکیر سے آگے ایک مثل بڑھ گیا ہے تو یہ ظہر کا آخری وقت ہے اور اگر ایک مثل سے کچھ آگے بڑھ جائے تو وہ عصر کا اول وقت ہوگا۔

اگر سایہ اصل کے دو مثل ہو جائے تو وہ عصر کا آخری وقت ہوگا، اس سے آگے صرف ضرورت اور مجبوری پر وقت نماز کے لئے ہے (یعنی اگر مجبوراً کسی کو نماز ادا کرنا ہے تو اس وقت میں ادا کرے۔ یہی طریقہ اپنے قد سے سایہ کے پہچاننے کا ہے یعنی قد کا سایہ اگر دیکھو کہ وہ گھٹ رہا ہے تو سمجھ لو کہ آفتاب کا ابھی زوال نہیں ہوا اگر سایہ ٹھہر گیا ہے تو نصف النہار کا وقت ہے اگر سایہ بڑھ گیا ہے تو زوال ہو گیا ہے۔ سایۂ مثل کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر قد کی لمبائی سات قدم ہے تو سامنے کی طرف سے سایہ ناپ لو جس قدم پر کھڑے ہو اس کو شمار نہ کرو سایہ اصل کے سوا سات قدم ہو جائے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ظہر کا وقت ہے۔ اگر اس سے بڑھ جائے تو (فقہ حنبلی میں) عصر کا وقت ہو گیا۔

سایۂ اصل کی مزید تشریح

سایۂ اصل کے سلسلہ میں جو کچھ کہا گیا ہے تو اس کا اطلاق موسم سرما اور گرما دونوں پر یکساں نہیں ہے بلکہ موسم کے اعتبار سے کم و بیش ہوتا ہے بموسم گرما کی بہ نسبت موسم سرما میں سایہ زیادہ طویل ہوتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ موسم سرما میں آفتاب عین سمت الراس سے ہو کر نہیں گزرتا بلکہ آسمان کے دامن کی طرف ہٹ کر گزرتا ہے اور موسم گرما میں سایہ کم ہوتا ہے کیونکہ اس موسم میں آفتاب عین سمت الراس (یعنی وسط آسمان) سے گزرتا ہے اس وقت اس کی شعاعیں انسان کے بالکل ٹھیک سر پر پڑتی ہیں۔

آفتاب جس وقت طلوع ہوتا ہے تو وہ آسمان کے افق پر دکھائی دیتا ہے اور اس کا سایہ بہت لمبا ہوتا ہے جوں جوں وہ چڑھتا جاتا ہے سایہ گھٹتا جاتا ہے اور جب وہ وسط آسمان پر پہنچ جاتا ہے تو پھر سایہ ٹھہر جاتا ہے یہی وقت توقف ہے لیکن سورج کی رفتار برابر جاری رہتی ہے اور سورج کا مغرب کی جانب جھکاؤ شروع ہو جاتا ہے اور اصل سایہ میں طول شروع ہو جاتا ہے سورج کے اس آتار (نزول) کو زوال کہتے ہیں۔

جس طرح موسموں کے اعتبار سے سایہ میں کمی اور بیشی ہوتی رہتی ہے اسی طرح شہروں کے محل وقوع کے اختلاف سے بھی سایہ میں کمی و بیشی ہوتی ہے، جو شہر آسمان کے عین وسط میں آتے ہیں جیسے مکہ اور اس کے اطراف کی بستیاں، ان بستیوں میں آفتاب کا سایہ کم پڑتا ہے یہاں تک کہ توقف کے وقت سایہ بالکل نہیں رہتا اور جو ممالک وسط آسمان سے دور ہیں جیسے خراسان اطراف خراسان وغیرہ وہاں موسم سرما اور گرما دونوں میں سایہ طویل ہوتا ہے، ان شہروں میں موسم گرما میں سورج کا اصل سایہ اتنا ہوتا ہے جتنا دوسرے شہروں میں موسم سرما کے اندر۔

مختلف مہینوں میں

زوال کے وقت سایہ

علمائے سلف کی تشریح

علم توقیت کے علمائے سلف نے کہا ہے کہ ماہ حزیران[1] (اساڑھ) میں جب سایہ دو قدم رہ جاتا ہے تو وہ زوال ہو جاتا ہے اور ماہ کانون (پوس) میں اکثر جب آٹھ قدم سایہ ہوتا ہے تو زوال

---

[1] حزیران، آب، ایلول، تشرین اول، تشرین آخر، کانون اول، کانون آخر، نیسان، ایار، تموز، شباط، آذار سن رومی کے مہینے ہیں۔

ہوتا ہے، اور ماہ ایلول (کنوار) میں پانچ قدم سایہ پر زوال ہوتا ہے اور تشرین اوّل (کارتک) میں چھ قدم سایہ پر زوال ہوتا ہے اور تشرین ثانی (اگن) میں سات قدم پر اور کانون اوّل (پوس) میں آٹھ قدم پر اس مہینہ میں دن بہت ہی چھوٹا اور رات بہت ہی زیادہ طویل ہوجاتی ہے۔ اس کے بعد سایہ گھٹنے اور دن بڑھنے لگتا ہے چنانچہ کانون ثانی (ماگھ) کے مہینے میں سات قدم پر زوال ہوتا ہے اور ماہ شباط (پھاگن) میں چھ قدم پر، ماہ آذار (بیساکھ) میں پانچ قدم پر زوال ہوتا ہے اس ماہ میں کچھ دن کے لئے رات دن برابر ہوتے ہیں پھر ماہ ایار (چیت) میں چار قدم پر زوال ہوتا ہے اور ماہ نیسان میں بھی چار قدم پر زوال ہوتا ہے اور ماہ تموز (جیٹھ) میں تین قدم پر اور ماہ آب (ساون) میں اسی طرح دو قدم پر زوال ہوجاتا ہے یہ زمانہ دن کے انتہائی طویل اور رات کے سب سے زیادہ چھوٹے ہونے کا ہوتا ہے اور کم سے کم اصل سایہ پر دن کا زوال ہوتا ہے، دن پندرہ گھنٹے کا اور رات ۹ گھنٹے کی ہوتی ہے، ساون میں زوال تین قدم سایہ پر اور بھادوں میں چار قدم سایہ ہوتا ہے، کنوار کے مہینے میں زوال پانچ قدم سایہ پر ہوتا ہے اور اس زمانہ میں رات اور دن برابر ہوتے ہیں۔

حضرت سفیان ثوریؒ سے مروی ہے کہ آفتاب کا زوال زیادہ سے زیادہ سات قدم پر اور کم سے کم ایک قدم پر ہے
حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب سایہ تین قدم سے پانچ قدم تک ہوتا تھا اور سردی کے موسم میں پانچ قدم سایہ ہونے پر پڑھا کرتے تھے۔

بعض علمائ کی تصریح زوال کے بارے میں

سایہ کے گھٹنے اور بڑھنے کی ایک صورت بعض علماء نے یہ بیان کی ہے کہ جیٹھ کی ۱۹ تاریخ کو ہر چیز کا سایہ اصلی تین قدم ہوتا ہے اور اسی پر زوال ہوتا ہے اس لئے اس دن سورج کا زوال ہر چیز کے ⅔ حصوں پر واقع ہوتا ہے اس کے بعد سایہ گھٹنے لگتا ہے، ہر ۳۶ دن گزرنے پر سایہ بقدر ایک قدم بڑھ جاتا ہے۔ کنوار کی ۱۹ تاریخ کو دن رات پھر برابر ہوجاتے ہیں اس دن زوال آفتاب تین قدم پر ہوتا ہے۔ چودھا دن کے بعد سایہ بقدر ایک قدم بڑھ جاتا ہے۔ پوہ یا پوس کی ۱۹ تاریخ کو رات کا بڑھنا اور دن کا گھٹنا انتہا کو پہنچ جاتا ہے اس دن سایۂ اصل ساڑھے سات قدم ہوتا ہے، یہ سایہ زوال کے وقت کے لئے سب سے زیادہ ہے۔ اس کے بعد چودہ دن گزرنے پر ایک قدم سایہ زیادہ ہوجاتا ہے، سایہ کا گھٹنا اور بڑھنا خزاں اور بہار کے موسم میں ہر چھتیس دن پر ایک قدم ہوتا ہے، موسم بہار میں ہر چودہ دن بعد ایک قدم بڑھتا ہے۔

زوال کی شناخت کا ایک اور طریقہ

ہمارے مشائخ (علمائے حنبلیؒ) نے شناخت زوال کا ایک اور طریقہ بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ قدم انسان کے قد کا ⅐ ہوتا ہے چیت کے پورے مہینے میں تین قدم سایہ پر زوال ہوتا ہے اس مہینے میں عصر کا اوّل وقت ساڑھے نو (۹½) قدم سایہ پر ہوتا ہے (یعنی اصل اور بڑھا ہوا سایہ دونوں کو ملا کر ۹½ قدم) ساون کے پورے مہینے میں ظہر کا اوّل وقت ساڑھے گیارہ قدم ہوتا ہے۔ پورے کنوار میں ظہر کا اوّل وقت چھ قدم سایہ پر اور عصر کا وقت ساڑھے بارہ قدم پر شروع ہوتا ہے۔ ماگھ کے شروع مہینے میں سات قدم کے فاصلہ (سایہ) پر ظہر کا اور ساڑھے تیرہ (۱۳½) قدم پر عصر کا وقت شروع ہوتا ہے اور اس مہینے کے اخیر میں آٹھ قدم سایہ پر ظہر کا اور ساڑھے چودہ قدم سایہ پر عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے، پوس (پوہ) کے مہینے میں ساڑھے دس قدم پر ظہر اور ساڑھے سترہ قدم سایہ (اصل اور

زیادہ) پر عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اگھن میں سات قدم سایہ پر ظہر اور ساڑھے چودہ قدم پر عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے چیت کے مہینے میں چھ قدم پر ظہر اور ساڑھے بارہ (۱۲½) قدم سایہ پر عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ بیساکھ میں ساڑھے چار قدم سایہ پر ظہر اور گیارہ قدم پر عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، جیٹھ میں ساڑھے تین قدم پر ظہر اور ساڑھے دس قدم پر عصر کا وقت شروع ہوتا ہے۔

سال کے بارہ مہینوں میں زوال آفتاب کا یہ ایک اندازہ ہے لیکن ہر بات کی اصل حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے ہماری عقلیں اس کے ادراک سے قاصر و عاجز ہیں۔

ظن و یقین کے غلبہ پر عمل

بیانات و تصریحات مذکورہ بالا سے زوال کی شناخت اور اس کی حد بندی (بارہ مہینوں میں) کوئی آخری و قطعی نہیں ہے یہ سب کچھ شناخت کا ایک ذریعہ ہے لیکن اس سے ہر شخص استفادہ نہیں کر سکتا بلکہ اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس شخص کو زوال کا یقین اور اس پر گمان غالب ہو جائے اس پر اس وقت میں ظہر کی نماز ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ زوال کی شناخت کرنے والے لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں اول وہ لوگ جن پر ان اوقات کا یقینی علم فرض ہوتا ہے، وہ لوگ ہیں جو علم توقیت (گھنٹہ منٹ معین کرنے کا علم) اور ستاروں کی رفتار سے واقف ہوتے ہیں ان ذرائع سے ان کو اوقات کا یقینی علم ہو جاتا ہے، دوم وہ لوگ ہیں جن کا فرض اس سلسلہ میں کوشش کرنا اور اوقات کی شناخت اور اپنے کام کی مقدار یا دوسرے لوگوں کے کام کی مقدار سے نتیجہ حاصل کرنا ہے مثلاً نان بائی کی عادت یہ ہو کہ وہ ظہر کے وقت تک ایک مخصوص وزن کی روٹیاں پکا لیتا ہو اور وہ اس مخصوص مقدار کو پکا لے تو یہ رائے قائم کر لی جائے گی کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ یا ایک آٹا پیسنے والا ظہر تک ایک مخصوص پیمانہ تک غلہ پیس لیتا ہے اور وہ اس دن یہ مخصوص وزن اور پیمانہ غلہ کا پیس لے تو یہ رائے قائم کر لی جائے گی کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ اس طرح طریقہ کار کی مدد سے پیشہ ور وقت کی شناخت کر لیتا ہے اور نماز ادا کر لیتا ہے، اندازہ کار سے وقت کے اندازے کی ضرورت اس لئے پیش اور بھی آئی کہ ابر کے دن سورج نہ ہونے کی وجہ سے وقت کم معلوم ہوتا ہے اور انسان وقت کی صحیح شناخت نہیں کر سکتا[1] اسی طرح وقت کو پہچاننے والے مؤذن کی اذان یا ایسے شخص کی اذان جس نے کسی وقت شناس کی اجازت سے اذان دی ہو انسان وقت کا اندازہ کر لیتا ہے اور) نماز کو کھڑا ہو جاتا ہے، سوم وہ شخص جس کا فرض صرف اپنی فکر و عقل سے اجتہاد کرنا ہے، یہ شخص اس وقت تک نماز کو مؤخر کرتا ہے یعنی اس وقت تک فوت ہو جانے کا حکم نہیں لگاتا جب تک فوت ہو جا کا اس کو گمان غالب نہ ہو جائے مثلاً وہ لوگ جو کسی جگہ بند ہوں یا مقید ہوں جہاں نہ کوئی دلیل وقت پہچاننے کی ہو اور نہ کوئی اطلاع ملنے کی امید اور نہ اذان کی آواز آنے کی توقع تو ایسے لوگ محض اپنے گمان غالب سے نماز ادا کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "میں جب تم کو کسی کام کرنے کا حکم دوں تو جتنا کر سکتے ہو کرو"۔

---

[1] حضرت مصنف رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سورج گھڑی تو موجود تھی لیکن یہ مشینی گھڑیاں نہیں تھیں اسی وجہ سے حضرت مصنفؒ کو وقت کے تعین اور زوال کے اوقات پر اس قدر تفصیلی بحث کرنا پڑی۔ سورج گھڑی عام نہیں تھی کہ اس سے ہر فرد فائدہ اٹھا سکے۔

یقینی طور پر زوال کی شناخت

یقینی طور پر زوال کے وقت کی پہچان مشکل بھی ہے اور دقیق بھی اس کا صحیح اندازہ کوئی نہیں کر سکتا! حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا آفتاب ڈھل گیا؟ انھوں نے جواب دیا نہیں پھر فوراً ہی کہا ہاں! آپ نے دریافت کیا یہ کیا جواب تم نے دیا؟ انھوں نے کہا کہ جب میں نے نہیں کے بعد ہاں کہا اتنی دیر میں آفتاب نے اپنے مدار پر پچاس ہزار فرسخ مسافت طے کرلی! حضور کا جبرئیل سے زوال کے بارے میں سوال کرنا علم الٰہی کے بارے میں تھا۔

بہرحال اگر تم قبلہ رو کھڑے ہو اور گرمی کا زمانہ ہے، سورج تمھاری دائیں ابرو کے اوپر ہو تو سمجھ لو کہ زوال ہوگیا ظہر کی نماز پڑھ لو، اور جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہوجائے تو سمجھ لو کہ عصر کا وقت ہوگیا اور اگر آفتاب بائیں ابرو پر ہو تو... یقین کرلو کہ ابھی زوال نہیں ہوا اور اگر آفتاب دونوں ابروؤں کے وسط میں ہو تو یہ سمجھنا چاہیے کہ آفتاب کے توقف اور قیام کا وقت ہے یعنی اس وقت آفتاب ٹھیک نصف النہار پر ہے، موسم سرما کی ابتدا میں جب کہ دن چھوٹا ہوتا ہے! یہ ممکن ہے کہ حالت مذکورہ میں زوال ہوگیا ہو (یعنی جب آفتاب دونوں ابروؤں کے درمیان ہو اور جاڑے کا موسم ہو) اگر موسم سرما کی ابتدا میں آفتاب دائیں ابرو پر ہو تو ہر موسم میں زوال کا وقت ہوجاتا ہے۔ (خواہ گرمی کا موسم ہو یا سردی کا) بس فرق اتنا ہوگا کہ اگر گرمی ہے تو اول وقت ظہر کا ہوگا اور موسم سرما میں ظہر کا آخری وقت!! اگر آفتاب بائیں ابرو پر ہو تو موسم سرما میں تو زوال کا وقت ممکن ہے لیکن گرما میں زوال کا وقت نہیں ہوسکتا کیونکہ دن بڑا ہوتا ہے، موسم سرما میں اگر آفتاب دونوں ابروؤں کے درمیان میں ہو تو زوال کا وقت یقینی ہے اور اگر دائیں ابرو کی طرف آفتاب مائل ہو تو ظہر کا آخری وقت ہوگا لیکن یہ وقت اہل خراسان و عراق کے لئے ہوگا یعنی ان لوگوں کے لئے جو رکن اسود اور بیت اللہ کے دروازے کی طرف رخ کرکے نماز ادا کرتے ہیں لیکن یمن اور اہل مغرب اور اس کے اطراف میں رہنے والے لوگوں کا وقت اس کے خلاف ہوگا اس لئے کہ وہ رکن یمانی اور کعبہ کی پشت کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے ہیں پس سایہ کا انداز وقت تبدیل ہوجاتا ہے۔

کعبہ کی شناخت

زوال کی شناخت کے بعد اگر کعبہ کی سمت کی شناخت کرنا ہے تو اپنا سایہ اپنی بائیں طرف کرلو اس وقت تمھارا منہ قبلہ رو ہوگا، اس موقع پر اتنا اور جان لو کہ زوال کے وقت کی شناخت مشکل اور بہت دقیق بات ہے یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کو اس قدر تفصیل سے بیان کیا، حضرت ابن مسعودؓ سے مروی حدیث میں زوال کے بارے میں شناخت کی تنبیہہ آئی ہے (یعنی زوال کے وقت کے سلسلہ میں زیادہ کاوش نہ کی جائے۔

عصر کا وقت

عصر کے وقت کا آغاز

نماز عصر کا وقت اس وقت ہوتا ہے کہ سایہ ایک مثل سے بڑھ جائے۔ اور اس کا آخری وقت رہ جاتا ہے کہ سایہ دو مثل ہوجائے اس کے بعد سے غروب آفتاب تک صرف وقت ضرورت ہے، عصر کی نماز اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔

مغرب کا وقت

مغرب کے اوقات آفتاب کے غروب ہوتے ہی مغرب کا وقت ہوجاتا ہے، ڈوبنے کے معنی یہ ہیں کہ قرصِ خورشید کا بالائی کنارا نیچے کو لٹک جائے اور نظروں سے غائب ہوجائے۔ مغرب کے دو وقت ہیں ایک ابتدائی دوسرا انتہائی۔ غروبِ آفتاب مغرب کا اوّل وقت ہے اور مغرب کا آخری وقت شفق کی سرخی غائب ہونے تک ہے۔ صحیح روایت یہی ہے۔

عشاء کا وقت

عشاء کا آغاز جب آسمان پر شفق کی سرخی (غروب کے بعد) بالکل غائب ہوجائے تو عشا کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور وقت فضیلت ایک روایت کے اعتبار سے ایک تہائی رات تک اور دوسری روایت کے لحاظ سے نصف شب تک باقی رہتا ہے۔ البتہ عذر اور ضرورت کا وقت صبح صادق کے نمودار ہونے تک ہے، عشاء کے دو نام ہیں عتمہ اور عشائے آخرہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دیہاتی اس نماز کا نام (عتمہ) رکھنے میں تم پر غالب آگئے تم اس بات میں ان کی مخالفت نہ کرو۔

تہائی رات کے اول یا نصف شب تک عشاء کی نماز میں تاخیر کرنا افضل ہے، عشاء کی نماز کا افضل وقت وہ ہے کہ مغرب کے افق کی سفیدی غائب ہوکر اس کی جگہ سیاہی نے لے لی ہو اس سفیدی کو جس پر تاریکی غالب آگئی دوسری شفق کہتے ہیں لہٰذا چوتھائی یا تہائی یا نصف شب تک تاخیر کرنا چاہیے لیکن یہ احکام (تاخیر) اس شخص کے لئے ہیں جو پڑھنے سے پہلے نہ سوئے (عشاء کی نماز پڑھے بغیر سونا مکروہ ہے) جس کو نیند آجانے کا ڈر ہو اس کے لئے نماز پڑھ کر سوجانا ہی افضل ہے خواہ وہ شروع شب ہی کیوں نہ ہو۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اسی اعتبار سے اوّل شب میں عشاء پڑھنا افضل ہے، لیکن ہم (حنابلہ) تاخیر کی فضیلت کے قائل ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "عشاء کی نماز میں تاخیر کرو"۔

ایک شب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دیر سے نماز (عشاء) کے لئے تشریف لائے تھے اور فرمایا تھا کہ اگر مجھے امت کی دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو ایسے ہی وقت عشاء پڑھنے کا حکم دیتا لہٰذا آپ نے نہ صرف تاخیر فرمائی بلکہ تاخیر کی رغبت بھی دلائی۔

نمازِ پنجگانہ اور سُنن مؤکّدہ

پنجگانہ نماز میں تیرہ رکعتیں سنت مؤکّدہ ہیں (ان کو سنن راتبہ بھی کہتے ہیں)۔ دو رکعتیں نمازِ فجر سے قبل۔

10

دو رکعتیں نماز ظہر سے قبل اور دو اس کے بعد۔ دو رکعتیں نماز مغرب کے بعد، دو رکعتیں نماز عشاء کے بعد اور تین رکعت وتر۔ وتر میں اختیار ہے کہ چاہے تو مغرب کی نماز کی طرح ایک سلام سے پڑھے یا دو رکعت پر سلام پھیر کے فوراً اس کے بعد ایک رکعت ملالے اور یہ افضل[1] ہے۔ وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الاعلیٰ" اور دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھے، فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں قل یٰا یُّھَا الکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قل ھُوَ اللہُ اَحَد پڑھے۔ فجر کی سنتیں گھر پر پڑھکر فرض کے لئے گھر سے نکلنا مستحب ہے۔ فجر کی سنتوں کے بعد ذکر الٰہی میں مشغول رہے اور کسی سے بات نہ کرے (سوائے ضروری بات کے) مغرب کی نماز کی سنتوں میں وہی قرأت کرے جو فجر کی سنتوں میں کی گئی ہے، حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس سے زیادہ بار سنا ہے کہ آپ مغرب کی سنتوں میں قل یا ایھا الکافرون اور سورۂ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ حضرت طاؤسؒ پہلی رکعت میں قل اٰمن الرسول اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔

مغرب کی سنتیں جلد پڑھنا

مغرب کی سنتیں جلد پڑھنا مستحب ہے، حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مغرب کی نماز کے بعد دو رکعتیں جلد پڑھ لیا کرو تاکہ فرض نماز کے ساتھ ملائکہ ان کو بھی اٹھا کر لیجائیں، پس دونوں رکعتیں مختصر پڑھنا مستحب ہیں، ایک اور حدیث میں آیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بات کرنے سے پہلے مغرب کے بعد کی دو رکعتیں پڑھیں فرشتے اس شخص کی یہ نماز علیین میں لیجاتے ہیں۔

ایک ایسی بھی روایت آئی ہے جس سے ان دونوں رکعتوں کا طویل پڑھنا مستحب ثابت ہوتا ہے، حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد والی رکعتیں اس قدر طویل پڑھتے تھے کہ تمام اہل مسجد متفرق ہو جاتے تھے۔ (اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے تھے) حضرت حذیفہؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، مغرب کی نماز کے بعد عشا تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہے پھر گھر کو تشریف لے گئے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مغرب کے بعد کی دو رکعتیں گھر میں پڑھنا مستحب ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد والی دو رکعتیں میرے گھر میں ادا فرماتے تھے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے۔ حضرت سہیل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے، جب امیر المومنین مغرب کی نماز کا سلام پھیرتے تھے تو میں کسی کو بعد کی دونوں رکعتیں مسجد کے اندر پڑھتے نہیں دیکھتا تھا۔ سب لوگ جلد سے جلد مسجد کے دروازے کی طرف جاتے اور اپنے اپنے گھر میں پہنچکر یہ دو رکعتیں ادا کرتے تھے۔

---

[1] فقہ حنبلی" میں افضل ہے۔

نمازِ پنجگانہ کے فضائل

ایک تمثیل

ابو سلمہؓ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غور کرو! اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ بار غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا! نہیں!! حضورؐ نے فرمایا نماز پنجگانہ کا بھی یہی حال ہے، اللہ ان کے ذریعہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ ابو ثعلبہ قرظیؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ رات بھر جلتے ہیں جب صبح کی نماز پڑھ لیتے ہیں تو نماز سے پہلے کے جلانے والے گناہوں کو وہ نماز دھو ڈالتی ہے پھر جب ظہر کی نماز پڑھتے ہیں تو یہ نماز اس وقت سے پہلے کے جلانے والے گناہوں کو دھو ڈالتی ہے اسی طرح جب عصر کی نماز پڑھتے ہیں تو یہ نماز اس سے پہلے کے گناہوں کو دھو ڈالتی ہے یہانتک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح پانچوں نمازوں کو بیان فرمایا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ غلام حارثؓ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ نے مزید پانی وضو کیلئے طلب فرمایا اور وضو کیا اور ارشاد کیا کہ میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو فرماتے دیکھا تھا پھر فرمایا جس نے میرے وضو کی طرح وضو کیا اور کھڑے ہو کر ظہر کی نماز ادا کی اس کے فجر سے لیکر ظہر تک تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے پھر جس نے مغرب کی نماز پڑھی اس کے عصر سے مغرب تک کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اس کے بعد جس نے عشاء کی نماز ادا کی اس کے مغرب سے عشاء تک کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے پھر ممکن ہے کہ وہ بستر پر تمام رات لیٹا رہے لیکن جب صبح کو اٹھ کر اس نے فجر کی نماز پڑھ لی تو عشاء سے فجر تک کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ بیشک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یہ تو نیکیاں ہیں اور باقیات صالحات کس کو کہتے ہیں، آپ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

نماز کے اوصاف

امام جعفر بن محمدؒ نے بروایت اپنے جدِ محترم بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز رب کی خوشنودی، ملائکہ کی محبت، انبیاء علیہم السلام کی سنت، معرفت کا نور، ایمان کی اصل اللہ اور بندے کے مابین شفیع، نمازی کی قبر کا چراغ، قبر میں اس کے پہلو کے لئے بستر، منکر نکیر کے سوال کا جواب اور قیامت تک کے لئے قبر کے اندر ایک غمگسار دوست کی مانند ہے۔

جب قیامت کا دن ہوگا تو نماز نمازی کے اوپر سایہ فگن ہوگی، اس کے سر کا تاج ہوگی، اس کے بدن کا لباس اور اس کو راہ دکھانے کے لئے نور بن جائے گی، یہ نور نمازی کے آگے آگے رواں دواں ہوگا، نماز نمازی اور دوزخ کے درمیان ایک آڑ بن جائے گی، اللہ تعالیٰ کے حضور میں مومنوں کے لئے حجت ہوگی، میزان کو بھاری کرے گی۔ پل صراط سے گزرنے کا واسطہ بن جائے گی، جنت کی کلید ہوگی، اس لئے کہ نماز میں تسبیح بھی ہے اور تحمید بھی، تقدیس بھی ہے اور تعظیم بھی اس میں قرأت بھی ہے اور دعا بھی غرضکہ تمام اعمال سے افضل وقت پر ادا کی جانے والی نماز ہے۔

نماز دین کا ستون ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے " پانچوں نمازیں دین کا ستون ہیں۔ اللہ تعالیٰ بغیر نماز کے دین کو قبول نہیں فرمائے گا

حضرت انسؓ بن مالکؓ نے فرمایا ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ حضور نے فرمایا پانچ نمازیں! اس شخص نے عرض کیا، کیا ان سے اوّل یا بعد کو کچھ اور بھی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جن سے پہلے یا بعد کو اور کچھ نہیں" اس شخص نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ میں اس سے نہ کم کروں گا نہ زیادہ! آپ نے فرمایا اگر اس شخص نے سچ کہا ہے تو یہ جنت میں جائے گا

قیامت میں بندے سے سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا

حضرت تمیم داریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن بندے سے سب سے اوّل نمازوں کا سوال ہوگا، اگر اس کی نمازیں پوری ہوئیں تو پوری لکھی جائیں گی اگر پوری نہ ہوئیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا میرے بندے کے نوافل دیکھو اگر وہ تم کو مل جائیں تو جو کچھ (فرض) اس نے کھوئے ہیں اس کو ان (نوافل) سے پورا کردو۔ حضرت انس بن حکم ضبّیؒ سے روایت ہے کہ ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جب اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو ان سے کہہ دینا کہ ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا کہ حضور والا فرما رہے تھے، قیامت کے دن بندے سے سب سے اوّل فرض نماز کا حساب ہوگا اگر اس نے پوری کر لی ہوگی تو فبہا ورنہ اگر اس کے پاس نوافل ہوں گے تو یہ کمی اُن سے پوری کی جائے گی اور تمام اعمال کا حساب اسی طرح کیا جائے گا!

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے بندے کی نماز کا حساب ہوگا اور سب سے پہلے اس امت (محمدیؐ) پر اللہ تعالیٰ نے نماز ہی فرض کی ہے

مسجد کو جانا، نماز باجماعت ادا کرنا
اور
نماز میں خضوع وخشوع

مسجد میں جانے کی فضیلت اور جماعت

نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جماعت کی نماز اور تنہا نماز میں ستائیس درجہ کا فرق ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب بندہ وضو کر کے مسجد کو جاتا ہے تو اس کے ہر ایک قدم پر اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھتا اور ایک گناہ مٹاتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور جس طرح مدت دراز کے سفر سے کوئی مسافر جب گھر واپس ہوتا ہے تو اس کے گھر والے خوش ہوتے ہیں اسی طرح اس کے مسجد میں آنے پر اللہ تعالیٰ

خوش ہوتا ہے۔

ابو عثمان مہدیؒ سے مروی ہے کہ حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کر کے میرے کسی گھر (مسجد) میں میری ملاقات کے لیے آتا ہے تو میں اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہوں اس لیے کہ جب ملاقات کو کوئی آئے تو آنے والے کی خاطر کرنی واجب ہے۔

سالم بن عبداللہ نے بروایت حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ کے پاس آئے اور کہا جو لوگ رات کی تاریکی میں پیدل چل کر مسجد میں پہنچتے ہیں ان کو قیامت کے دن نور کامل کی بشارت دیدیجئے۔ حضرت ابو الدرداؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کے اندھیرے میں پیدل چل کر مسجدوں میں آتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو نور عطا فرمائے گا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ کا قول ہے کہ میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے کہ باجماعت نماز کو تنہا نماز پر پچیس درجہ فضیلت حاصل ہے۔ نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باجماعت نماز اور تنہا نماز میں ۲۷ درجہ کا فرق ہے (فضیلت میں)

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اے عثمانؓ ابن مظعون جس نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اس کے لئے یہ نماز قبول حج اور قبول عمرہ کے برابر ہو جاتی ہے۔ اے عثمانؓ جس نے ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی اس کو پچیس نمازوں کا ثواب ہے اور اس کے ستر درجے جنت میں بلند ہوں گے۔ اے عثمانؓ جس نے عصر کی نماز باجماعت پڑھی پھر غروب آفتاب تک ذکر الٰہی میں مصروف رہا تو گویا اس نے اولاد اسمٰعیل سے بارہ ہزار غلاموں کو آزاد کیا اور جس نے مغرب کی باجماعت نماز پڑھی اس کے لئے پچیس نمازوں کا ثواب ہے اور اس کے ساتھ جنت عدن میں اس کے ستر درجے بلند ہوں گے۔ اور اے عثمان! جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی گویا اس نے شب قدر میں عبادت کی؛

مسجد میں داخل ہونا

مسجد میں آئے تو اللہ تعالیٰ سے خوف کھاتا اور ڈرتا ہوا خضوع و خشوع کے ساتھ آئے، یہ مستحب ہے، سنجیدگی اور بردباری نمایاں ہو، مسجد میں آنے سے پہلے دنیا کے جن جھمیلوں اور بکھیڑوں میں الجھا تھا ان کو چھوڑ کر حضور خداوندی میں حاضری پر غور کرتا ہوا آئے اور ادب کے ساتھ آئے، ثواب کی رغبت پر عذاب کا خوف طاری ہو، عاجزی، انکساری اور فروتنی نمایاں ہو، خود پسندی، غرور اور تکبر نہ ہو، خود بینی اور خود آرائی موجود نہ ہو صرف خانہ خدا کی طرف توجہ کرنے کی نسبت ہو وہ خانۂ خدا جس کی عظمت کو برقرار رکھنے اور وہاں ذکر خداوندی کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْکَرَ فِیْھَا
اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَ
الْاٰصَالِ ۝ رِجَالٌ لَّا تُلْہِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا
بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ۝

گھروں میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان میں اللہ کو یاد کیا جائے اور
اس کا نام بلند ہو جہاں کچھ ایسے لوگ صبح و شام اس کی پاکی
بیان کرتے ہیں جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی
یاد سے غافل نہیں کرپاتے۔

پس جتنی نماز جماعت کے ساتھ مل جائے پڑھ لے اور جتنی فوت ہوگئی اس کو لوٹا لے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر نماز ہو رہی ہو اور کوئی آئے تو آہستگی سے آئے اور جتنی نماز با جماعت مل جائے پڑھ لے جتنی پہلے ہو چکی ہو اس کو لوٹا کر ادا کرلے۔ اسی حدیث کے دوسرے الفاظ ہیں "اطمینان اور وقار سے چل کر آئے"۔ بندے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی عبادت کی پابندی اور ہمیشہ ادا کرنے پر نہ اترائے۔ یہ خود بینی اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گرا دیتی ہے اور قرب خداوندی سے محرومی کا باعث بنتی ہے اور انسان اپنی اصل حالت کے مشاہدہ سے محروم رہتا ہے، نور بصیرت زائل ہو جاتا ہے، عبادت سے جو لذت حاصل ہوتی ہے اس کا احساس مٹ جاتا ہے اور معرفت کی صفائی اس سے مکدر اور دھندلی پڑ جاتی ہے، اس کے باعث اللہ تعالیٰ بندے کے نامۂ اعمال کو اسکے منہ پر مار دیتا ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ تکبر کرنے والے جب تک توبہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کے عمل قبول نہیں ہوتے۔

حضرت ابراہیمؑ کا ایک واقعہ

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے ایک دفعہ تمام رات عبادت کی جب صبح ہوئی تو شب بیداری پر ان کو حیرت اور تعجب ہوا وہ خود بخود کہنے لگے کہ کتنا اچھا رب ہے اور ابراہیم بھی کتنا اچھا بندہ ہے (ان کو اپنی عبادت پر ناز و تبختر ہوا)۔ جب صبح ناشتے کا وقت آیا تو کوئی شخص شریک طعام ہونے کے لئے نہیں ملا۔ آپ بغیر مہمان کے کھانا نہیں کھاتے تھے مجبوراً وہ سر راہ بیٹھ گئے کہ کوئی راہگیر مل جائے اور ساتھ میں کھالے!! اتنے میں دو فرشتے آسمان سے اترے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف بڑھے آپ نے ان کو مسافر سمجھ کر کھانے کی دعوت دی، ان فرشتوں نے دعوت قبول کرلی آپ نے فرمایا اس قریب کے باغ میں چلو وہاں چشمہ بھی ہے ہم سب وہیں کھانا کھائیں گے چنانچہ سب کے سب باغ میں پہنچے، دیکھا تو چشمہ خشک پڑا ہے۔ حضرت ابراہیم کو یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا اور قول کے مطابق وہاں پانی نہ ہونے پر مسافروں سے شرمندگی ہوئی، فرشتوں نے کہا اے ابراہیمؑ اپنے رب سے دعا کیجیے کہ وہ دوبارہ چشمہ جاری کردے حضرت نے دعا کی لیکن کچھ جواب نہیں ملا آپ کو اس سے اور زیادہ تکلیف ہوئی۔ تب آپ نے فرشتوں سے کہا کہ تم دعا کرو چنانچہ ایک فرشتے نے دعا کی فوراً پانی کا چشمہ جاری ہوگیا پھر دوسرے نے دعا کی تو چشمہ کا پانی اُبل کر سامنے بہنے لگا۔ آخر کار انھوں نے بتایا کہ "ہم اللہ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں اور آپ کو جو شب بیداری اور رات کی عبادت پر کچھ غرور پیدا ہوگیا اس کی وجہ سے آپ کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول نہیں فرمائی"۔ غور کرو کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل سے یہ معاملہ کیا تو دوسروں کی کیا حقیقت ہے، پس بندہ کو یقین رکھنا چاہئے کہ جو کچھ عبادت و طاعت وہ کر رہا ہے۔ سب کچھ توفیق الٰہی ہے اس کا فضل و کرم اس کی مہربانی ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے حضور میں جب کھڑا ہو تو خضوع و خشوع، احترام و ادب اور عجز کے اظہار کے ساتھ کھڑا ہو، اس طرح کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کیا کرو گویا اسے تم دیکھ رہے ہو پھر اگر تم اس کو نہیں دیکھتے تو وہ تو تم کو دیکھ ہی رہا ہے"۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے عیسیٰ جب تم میرے سامنے قیام کرو تو اس طرح کرو کہ تم ڈرتے کانپتے اور اپنے

آپ کو ذلیل سمجھتے ہوئے ہو اور اپنے نفس کو بُرا کہتے ہوئے کہ نفس اس قابل ہے کہ اس کو خوار کیا جائے اور اگر تم مجھ سے دعا کرو تو اس حالت میں کرو تمھارے اعضا لرزش میں ہوں، تمھارا ہر عضو کانپ رہا ہو، اسی طرح ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایسی ہی وحی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی۔

بعض بزرگان سلف کی نمازیں!

ایک روایت میں ہے کہ ابن سیرینؒ جب نماز کو کھڑے ہوتے تو خشیتِ الٰہی سے اُن کے چہرے کا خون خشک ہو جاتا تھا۔ مسلم بن یسارؒ جب نماز شروع کرتے تھے تو پھر ان کی محویت کا یہ عالم ہوتا تھا اور خشیت الٰہی کا اس قدر غلبہ ہوتا تھا کہ کوئی آواز ان کے کانوں میں نہیں پہنچتی تھی۔ عامر بن قیسؒ کا بیان ہے کہ نماز کی حالت میں دنیا کے بارے میں کسی قسم کا خیال اور کسی معاملہ میں غور و فکر کرنے سے دونوں رانوں کے درمیان خنجر گھونپنا میرے خیال میں زیادہ بہتر ہے۔ حضرت سعدؓ بن معاذؓ نے فرمایا میں کبھی ایسی نماز نہیں پڑھتا جس کو ختم کرنے سے پہلے دنیا کا کوئی خیال میرے دل میں آیا ہو۔

شیخ مجاہدؒ فرماتے ہیں حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ایسے ہمہ تن محو ہو جاتے گویا لکڑی کا ایک ستون کھڑا ہے، وہبؒ بن منبہ جب نماز کو کھڑے ہوتے تو معلوم ہوتا کہ شاید وہ جہنم کو اپنی نظروں کے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ عتبہؒ جو ایک غلام تھے جب نماز کو کھڑے ہوتے تو سردی کے موسم میں (خوف الٰہی سے) اُن کے جسم پر پسینہ آجاتا لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ اللہ کے سامنے مجھے اپنے گناہوں پر شرم آتی ہے۔ ایک بار مسلم بن یسارؒ ایک حجرے میں نماز پڑھ رہے تھے اچانک مکان میں آگ لگ گئی۔ محلے کے لوگ گھبرا کر اپنے اپنے گھروں سے نکل آئے اور آگ بجھا دی لیکن مسلم کو اس واقعہ کی مطلق خبر نہ ہوئی اور اس وقت آپ کو یہ تمام باتیں معلوم ہوئیں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے، آپ ہی کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک بار آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے مسجد کا ایک ستون آپ پر گر پڑا، ستون گرنے کی ایسی آواز ہوئی کہ بازار کے لوگ گھبرا کر دوڑے آئے مگر آپ کو اس ہنگامہ کا احساس بھی نہ ہوا۔

عمارؒ بن زبیرؒ نماز میں مشغول تھے، آپ کی جوتیاں سامنے رکھی تھیں ان میں نیا تسمہ پڑا تھا، نماز میں آپ کی نظر اس نئے تسمہ پر پڑ گئی، نماز سے فارغ ہو کر جوتی کو پھینک دیا اور وہ پھر جب تک زندہ رہے جوتی نہیں پہنی۔ ربیعؒ بن خثیم نفل نماز پڑھ رہے تھے، ان کے سامنے ان کا بیس ہزار درہم قیمت کا گھوڑا بندھا تھا۔ کوئی چور آیا اور گھوڑا کھول کر لے گیا۔ جب اس چوری کا حال لوگوں کو معلوم ہوا تو وہ اظہارِ ہمدردی کے لئے آپ کے پاس آئے، آپ نے فرمایا، میں نے چور کو گھوڑا کھولتے دیکھ لیا تھا لیکن میں تو اس وقت ایک ایسے کام میں مشغول تھا جو مجھے گھوڑے سے زیادہ عزیز تھا اس لئے میں چور کی طرف مشغول نہیں ہوا)۔ کچھ دن کے بعد وہی گھوڑا خود بخود آپ کے پاس آگیا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ دھاری کی سیاہ چادر پہنے نماز ادا فرما رہے تھے۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا اس سرخ دھاری نے مجھے نماز کی طرف سے ہٹا کر دوسری طرف لگا دیا (میرا دھیان بٹا دیا)۔

خضوع وخشوع کرنے والوں کی تعریف

اللہ تعالیٰ نے ان بندوں کی جو نماز میں خضوع و خشوع کرتے ہیں اس طرح تعریف فرمائی ہے۔ اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ خَاشِعُوْنَ ہ (وہ لوگ جو اپنی نمازوں میں

خضوع خشوع کرتے ہیں)۔

زہریؒ فرماتے ہیں کہ خشوع کے معنی ہیں نماز میں دل کا قائم رکھنا۔ بعض نے اس کے معنی کہے ہیں "نماز میں انہماک کی مشغولیت کی وجہ سے دائیں بائیں والوں سے بھی بے خبر ہونا۔ حضور والا کا ارشاد ہے کہ نماز تو حقیقت میں خود ایک اعلیٰ مشغلہ ہے"

نمازوں کی حفاظت

اور

مداومت

اوّل وقت میں نماز کی ادائیگی

اعمشؒ نے بروایت شقیق بن سلمہؓ ابن مسعودؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اوّل وقت میں نماز ادا کر لیتا ہے خود اس کی نماز جگمگاتی ہوئی اور تاباں بن کر آسمان پر اٹھائی جاتی ہے اور عرش پر پہنچ جاتی ہے اور وہ قیامت تک نمازی کے لئے استغفار کرتی رہتی ہے اور اور کہتی ہے کہ جیسی حفاظت تو نے میری کی ہے اللہ تیری حفاظت بھی اسی طرح کرے۔ اور جب بندہ وقت کے خلاف نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز میں نور نہیں ہوتا جب وہ آسمان کی طرف بڑھتی ہے تو ایک پھٹے ہوئے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس کے منہ پر مار دی جاتی ہے اس وقت نماز کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے بھی اسی طرح ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عمدہ اور مکمل وضو کیا اور کامل قرآت، اور صحیح رکوع و سجود کیا تو نماز کہتی ہے اللہ تعالیٰ تیری حفاظت اسی طرح کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی اس کے بعد اس کو آسمان پر اٹھا لیا جاتا ہے اس میں نورانیت ہوتی ہے اور وہ روشن ہوتی ہے اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ بارگاہِ الٰہی تک پہنچ جاتی ہے اور اپنے نمازی کے لئے سفارش کرتی ہے اور اگر نمازی نے رکوع و سجود اچھی طرح ادا نہیں کیے تو نماز کہتی ہے جس طرح تو نے مجھے برباد کیا اللہ تعالیٰ تجھے بھی اسی طرح برباد کرے پھر جب اس کو اوپر لیجایا جاتا ہے' تو نور کے بجائے اس میں تاریکی ہوتی ہے اور جب وہ آسمان تک پہنچتی ہے تو آسمان کے دروازے اس کے لئے بند کر دیئے جاتے ہیں اور پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر مار دی جاتی ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کونسا عمل سب سے اچھا ہے فرمایا وقت پر نمازیں ادا کرنا' والدین کی اطاعت کرنا اور اللہ کی راہ میں جہاد۔ ابراہیمؒ بن ابی محذور مؤذن نے اپنے والد سے اپنے دادا کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ" اول وقت نماز کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے اور درمیانی وقت کی نماز اللہ تعالیٰ کے رحم کے حصول کا ذریعہ ہے اور آخر وقت کی نماز اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

وقت ٹال کر نماز پڑھنا فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ ہ (ان نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں)۔

حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا خدا کی قسم نمازیوں کی خرابی کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنی نمازوں کو ان کے اوقات ٹال کر پڑھا اس سے مراد بالکل چھوڑ دینا نہیں ہے۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ ہ کا مطلب پوچھا تو فرمایا ”وہ وقت سے دیر کر کے نماز پڑھتے ہیں۔“

حضرت براء بن عازب نے اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا میں لفظ غَیًّا کے بارے میں فرمایا کہ غَیًّا جہنم کی ایک وادی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس میں وہی لوگ جائیں گے جنھوں نے اپنی نمازوں کے اوقات کھو دیئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ نے نماز کا ذکر فرمایا اور ارشاد کیا کہ جو نماز کی نگہداشت کرے گا اس کے لئے نماز، نور اور حجت اور قیامت کے دن نجات کا ذریعہ ہوگی اور جو اس کی نگہداشت نہیں کریگا اس کے لئے نماز نہ نور ہوگی اور نہ حجت، نہ دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہوگی، وہ دوزخ کے اندر فرعون وہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

حارث رضؓ نے حضرت علی رضؓ بن ابی طالب کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کو حقیر سمجھے گا اللہ تعالیٰ اس کو پندرہ سزائیں دے گا۔ چھ قسم کے عذاب مرنے سے پہلے، تین مرتے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلتے وقت!

چھ دنیاوی عذاب چھ دنیاوی عذابوں میں پہلا عذاب یہ ہے۔ غافل نمازی کو صالحین کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا۔ (۲) اس سے زندگی کی برکت دور کر دی جائے گی۔ (۳) اس کے رزق سے برکت دور ہو جائے گی۔ (۴) اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ (۵) اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (۶) وہ نیکوں کی دعاؤں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

مرتے وقت کا عذاب ایسے نمازی کو مرتے وقت جو تین عذاب ہوتے ہیں یہ ہیں۔ (۱) وہ پیاسا مرتا ہے اگرچہ اس کے حلق میں سات دریا الٹ دیئے جائیں۔ (۲) اس کی موت اچانک ہوگی، (توبہ کی مہلت ہی نہیں ملے گی)۔ (۳) اس کے کاندھوں پر دنیاوی لوہے، لکڑی اور پتھروں کا بوجھ ڈالا جائے گا جس سے وہ بوجھل ہو جائے گا۔

قبر کے تین عذاب قبر کے تین عذاب یہ ہیں۔ (۱) قبر اس پر تنگ کر دی جائے گی۔ (۲) قبر میں زبردست اندھیرا ہوگا (۳) منکر نکیر کے سوالوں کا جواب نہیں دے سکے گا۔

قبر سے نکلنے پر تین عذاب قبر سے نکلنے پر یہ تین عذاب ہوں گے۔ (۱) اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا (۲) اس سے حساب بہت زیادہ سخت ہوگا۔ (۳) اللہ تعالیٰ کے دربار سے اس کی واپسی دوزخ کی طرف ہوگی۔ (اگر اللہ معاف فرما دے تو خیر)۔

نماز کی عظمت اور شان

نماز کی بزرگی اور اس کی عظمت و شان بہت عظیم ہے، اس کے تمام احکام بھی عظمت والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خصوصیت کے ساتھ نماز ہی کا حکم دیا، نبوت کی پہلی وحی میں اس کا حکم دیا اس کے بعد ہر عمل سے پہلے نماز کے بارے میں حکم دیا اس سلسلہ میں بکثرت آیات ہیں، ایک آیت میں ارشاد فرمایا اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ۝ (جو کتاب بذریعہ وحی آپ کے پاس بھیجی گئی ہے اس کی تلاوت کیجئے اور نماز قائم کیجئے)۔ دوسری آیت میں فرمایا۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ۝ بیشک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے) ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُکَ ۝

اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی نماز کی پابندی کیجئے۔ ہم تم سے رزق کے طالب نہیں، رزق تو ہم ہی تم کو دیں گے۔ VVVV Imp

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو مخاطب فرما کر تمام طاعتوں میں صبر اور صلوٰۃ سے مدد لینے کا حکم فرمایا ہے:- یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ۝ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ (مسلمانو! صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگو، بلاشبہ اللہ کی مدد صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔ ایک اور مقام پر اس طرح ارشاد فرمایا:-

وَاَوْحَیْنَا اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءَ الزَّکٰوۃِ ۝

ہم نے وحی کے ذریعہ ان کو اچھائیاں کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا۔ VV Imp

اس آیت میں اولاً اللہ تعالیٰ نے مجملاً لفظ "خیرات" فرمایا جس کے تحت تمام اچھائیاں اور نیکیاں کرنا اور گناہوں سے بچنا آجاتا ہے پھر سب سے الگ نماز قائم کرنے کا اور پڑھنے کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا۔

نماز کی اولیت اور اہمیت

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے تشریف لے جاتے وقت بھی اپنی اُمت کو نماز کی وصیت فرمائی تھی اور ارشاد کیا تھا، اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو! نماز کے معاملہ میں اور باندی غلاموں کے معاملہ میں! حدیث میں وارد ہے کہ یہ نبی کی آخری وصیت اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت اپنی... اُمت کو آخری حکم بھی ہوا تھا۔ پس رسول اللہ اور آپ کی اُمت پر بھی سب سے پہلا فرض ہے کہ سب سے آخری وصیت حضور والا کی یہی تھی، وہ اسلامی عمل جس کو بندہ ساتھ لے جائے گا یہی ہے اور قیامت کے دن جس عمل کی سب سے پہلے پرسش ہوگی وہ بھی یہی ہے۔ نماز اسلام کا ستون ہے اگر یہ ضائع ہوگئی تو نہ دین رہا نہ اسلام۔ VV Imp

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا تمہارے دین سے جو چیز سب سے پہلے گم ہوگی وہ امانت ہے اور دین کی آخری گم ہونے والی چیز نماز ہے۔ بلاشبہ لوگ نماز میں پڑھیں گے لیکن نماز میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا (ان کی نمازیں کامل نہیں ہوں گی)۔

VVVV Imp

نماز کی فرضیت کے منکر کا حکم

اگر کوئی شخص نماز کی فرضیت کا منکر ہے اور نماز ترک کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور اس کا قتل واجب ہو جاتا ہے (امام احمدؒ کے مذہب میں) اگر فرضیت کا عقیدہ رکھتا ہے لیکن بے پروائی اور سستی کے باعث نماز چھوڑ دی ہے، نماز کے لئے اس کو بلایا گیا مگر اس نے نہیں پڑھی اور اس نماز کے بعد والی نماز کا وقت بھی تنگ ہو گیا اس وقت یہ شخص بھی کافر ہو جائے گا، اور دونوں صورتوں میں اس پر مرتد کا حکم ہوگا، تین روز تک اس سے توبہ کرائی جائے گی اگر وہ توبہ نہ کرے گا تو اس کو تلوار سے قتل کر دیا جائے گا اس کا مال ضبط کر کے بیت المال میں داخل کر دیا جائے گا اور اس کے جنازے کی نماز نہیں پڑھی جائے گی نہ مسلم قبرستان میں اس کو دفن کیا جائے گا۔

بے نمازی کا شرعی حکم

امام احمدؒ کی دوسری روایت میں ہے کہ بے نمازی کو جس نے سستی اور غفلت کی بنا پر نماز نہیں پڑھی فوراً قتل کرنا واجب نہیں ہے جب تک وہ تین نمازوں کو ترک کر کے چوتھی نماز کا وقت بھی اس نے تنگ کر دیا، تو ایسے شخص کو شادی شدہ زانی کی طرح حد شرعی میں قتل کر دیا جائے گا مگر اس کا حکم مسلمانوں کے مُردوں جیسا ہوگا یعنی اس کا مال اس کے وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کو قتل نہیں بلکہ قید کیا جائے گا اور اس وقت تک قید میں رکھا جائے گا جب تک وہ توبہ کر کے نماز نہ پڑھے ورنہ تمام عمر قید میں رہے گا اور قید ہی میں مر جائے گا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ وہ کافر نہ ہوگا مگر حد شرعی میں اس کو تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ ایسے شخص کے کافر ہونے کا ثبوت ان آیات و احادیث سے ملتا ہے جو اوپر مذکور ہو چکی ہیں۔ یہاں مزید تائیدی روایات اور پیش کی جاتی ہیں۔

ترکِ صلوٰۃ کے سلسلہ میں مزید روایات

حضرت جابرؓ بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے اسلام اور کفر و شرک کے درمیان ترک صلوٰۃ کے سوا کوئی اور فرق نہیں ہے عبد اللہ بن زیدؓ نے اپنے والد کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان ترک صلوٰۃ (حد فاصل) ہے جس نے نماز ترک کی وہ کافر ہو گیا۔

امام جعفرؒ بن محمدؒ نے اپنے والد کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا” وہ سجدے میں ٹھونگیں مار رہا ہے یعنی سجدے میں پیشانی رکھ کر فوراً اٹھا لیتا ہے اور پھر سجدے میں سر رکھ دیتا ہے“ (اس کا بیٹھنا اعتدال پر ہے اور نہ وہ قاعدہ سے سجدہ کرتا ہے) حضورؐ نے فرمایا اگر یہ اس حالت میں مر جائے تو محمدؐ کے دین پر نہیں مرے گا

عطیہ عوفیؒ نے حضرت ابو سعید حذریؓ کا قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی نے قصداً نماز ترک کی تو اس کا نام دوزخیوں کے ساتھ دوزخ کے دروازے پر لکھا جائے گا (جو اس میں داخل ہوں گے)۔

حضرت انسؓ بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! خبردار کوئی شخص عشاء کی نماز پڑھے بغیر نہ سوئے کیونکہ ایسے شخص سے (جو نماز پڑھے بغیر سو گیا) فرشتے کہتے ہیں تیری آنکھوں سے نیند کا خمار نہ جائے اور تیری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو اللہ تجھے دوزخ اور جنت کے درمیان روک دے جیسا کہ تو نے ہم کو روک رکھا ہے۔

باب ۱۹

نماز کے آداب، مستحبات، نماز کے مکروہات امامت، امام کے اوصاف، مقتدی اور مؤذن

آدابِ نماز

45

پینتالیس مکروہ باتیں

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ پینتالیس باتوں کو مکروہ جانتے تھے، ان میں سے کچھ فرض نمازوں سے متعلق ہیں جن کو قصداً بغیر ضرورت کرنا ممنوع و مکروہ ہے اور وہ یہ ہیں۔ (۱) قصداً کھنکھارنا۔ (۲) کسی طرف مشغول ہونا۔ (۳) قصداً چھینکنا۔ (۴) آسمان کی طرف منہ اٹھانا (حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف نگاہ فرمایا کرتے تھے لیکن جب آیت کریمہ وَالَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ ٥ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرِ اقدس جھکا لیا)۔ (۵) اپنی سجدہ گاہ سے نظروں کو ہٹانا۔ (۶) ٹھوری کو سینے سے ملانا۔ (۷) کپڑے ٹھیک کرنا۔ (۸) انگڑائی لینا۔ (۹) لمبے لمبے سانس لینا۔ (۱۰) آنکھیں بند کرنا۔ (۱۱) دائیں بائیں... کنکھیوں سے دیکھنا (حضرت عقبہ بن عامرؓ نے آیۃ کریمہ اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلٰوتِھِمْ دَائِمُوْنَ) کی تفسیر میں فرمایا کہ دائمون سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے میں اِدھر اُدھر نہیں دیکھتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کی حالت میں اِدھر اُدھر توجہ کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو حضور نے فرمایا یہ شیطانی جھپٹ ہے جو آدمی کو نماز سے ہٹا کر دوسری طرف لے جاتی ہے۔ منقول ہے کہ ایک دن طلحہ بن مصرف عبد الجبار بن وائل کے پاس آئے اس وقت وہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، طلحہؒ نے ان سے سرگوشی میں کچھ باتیں کیں پھر چلے گئے تو عبد الجبار بن وائل نے کہا کہ تمھیں معلوم ہے کہ طلحہ بن مصرف نے کیا کہا؟ انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں نے کل نماز میں تم کو اِدھر اُدھر توجہ کرتے دیکھا تھا یہ مکروہ ہے۔ VVVVV Imp

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا۔ بندہ جب نماز شروع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف توجہ فرماتا ہے اور وہ بندہ سے اس وقت تک توجہ نہیں ہٹاتا جب تک بندہ خود اپنا منہ نہ پھیر لے یا دائیں بائیں جھانکے !! Imp

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ بندہ جب تک نماز کی حالت میں رہتا ہے تین رحمتیں اس کے شامل حال رہتی ہیں ایک یہ کہ آسمان سے اس کے سر پر نیکیوں کی بوچھاڑ ہوتی رہتی ہے دوسرے یہ کہ فرشتے نمازی کے قدموں سے آسمان تک اسے گھیرے میں لئے رہتے ہیں، تیسرے یہ کہ منادی ندا کرتا ہے کہ اللہ اس کی نماز کی گواہی دیتا ہے۔ اگر نمازی کو یہ معلوم ہوتا کہ وہ کس کی بارگاہ میں مناجات کر رہا ہے تب وہ کسی اور طرف کبھی توجہ نہ کرتا۔

VVVV Imp

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز کی حالت میں اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ ہے۔ بعض علماءؒ فرماتے ہیں کہ نماز میں کسی اور طرف توجہ کرنے سے نماز قطع ہو جاتی ہے کیونکہ اس طرح نماز کی بے حرمتی اور آداب کی پائمالی ہوتی ہے۔

کتے کی طرح نماز میں بیٹھنا اور امام کی حرکات سے پہلے حرکت کرنا۔ سجدے میں دونوں باہیں زمین پر بچھانا، سینہ زانو سے ملانا، سجدے میں بغلوں کو پہلوؤں سے ملانا بھی مکروہ ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضورؐ جب سجدہ فرماتے تھے تو دونوں بازوؤں کو خوب کشادہ رکھتے تھے اسی طرح سجدہ میں ہاتھ کی انگلیاں پھیلا کر الگ الگ رکھنا بھی منع ہے، ملا کر رکھنا چاہیئے اسی طرح رکوع میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے علاوہ کہیں اور رکھنا بھی منع ہے، پیر پر پیر رکھنا بھی ممنوع ہے۔ تہبند یا پائجامہ لٹکانا، دانتوں کو کریدنا، ایک یا دو دانہ کے برابر غذا کو نگل جانا بھی منع ہے، زبان سے کچھ نکالنا اور پھر نگل لینا، پھونک مارنا، تھوکنا بھی منع ہے، سجدے کے لئے کنکریوں کو ہموار کرنا بھی ممنوع ہے، عرض پر چلنا، تشہد کے اندر ساتھی سے بلند آواز سے کچھ کہنا، دائیں بائیں کھڑے ہوئے شخص کو پہچاننا، آنکھ یا ہاتھ سے اشارہ کرنا، ڈکار لینا، یا کوئی چیز حلق سے باہر آ رہی ہو اس کو حلق کے اندر اتارنا کھانسنا، ناک سنکنا، کپڑوں کو دیکھنا، پیشانی سے مٹی صاف کرنا اور سجدے کے مقام کو جھاڑنا یہ تمام باتیں منع ہیں۔ اگر امام ہو تو سلام پھیرنے کے بعد محراب میں بائیں جانب رُخ بدلے بغیر بیٹھا رہنا بھی مکروہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز کی طرف نظر بھی نہیں فرماتا جو بدن کے ساتھ اپنے دل کو حاضر نہ رکھے۔

نماز میں دوسری چیزوں سے شغف منع ہے۔

حضورؐ نے ایک شخص کو نماز کی حالت میں داڑھی سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا! اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی ہوتا۔ حسن بصریؒ نے ایک شخص کو دیکھا وہ کنکریوں سے کھیل رہا ہے اور کہتا جاتا تھا الٰہی! میرا نکاح حوروں سے کرا دے، حسن بصریؒ نے کہا تو بہت برا خطاب کرنے والا ہے تو کھیلتا بھی جاتا ہے اور نکاح کا بھی خواستگار ہے۔ عبدالرحمٰنؒ بن عبداللہ نے حضرت عبداللہ کا قول بیان کیا ہے کہ جو لوگ نماز کی حالت میں نظریں اوپر اٹھاتے ہیں وہ اس سے باز آ جائیں ورنہ ان کی بینائی چھین لی جائے گی۔ حضرت اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ دو شخص نماز میں مصروف ہوتے ہیں لیکن ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے، ایک دل کی گہرائیوں سے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دوسرا کھیل اور غفلت میں مبتلا ہوتا ہے۔

نماز کا ثواب

صحیح حدیث میں وارد ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نمازی جسقدر نماز میں انہماک رکھتا ہے اسی کے مطابق نماز کا ثواب نصف حصہ سے دسویں حصہ تک اس کو دیتا ہے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ "کسی نمازی کو چار سو گنا، کسی کو دو سو گنا، کسی کو ڈیڑھ سو گنا، کسی کو پچاس گنا، کسی کو ستائیس گنا، کسی کو دس گنا، اور

---

[1] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے لئے چوتھائی کسی کے لئے اس سے بھی کم اور اسی طرح زیادہ ثواب کا ذکر فرمایا، یہ مدارج حضور قلب کے مطابق بیان کرنے مقصود تھے۔

کسی کو ایک ہی نماز کا ثواب ملتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی نمازی کی چار سو نمازیں ہوتی ہیں کسی نمازی کی دو سو نمازیں، کسی کی ڈیڑھ سو نمازیں، کسی کی ستر نمازیں اور ایک نماز کے عوض پچاس نمازوں کا ثواب اور ایک نماز کے عوض ستائیس نمازوں کا ثواب اور ایک نماز کے بدلے دس نمازوں کا ثواب اور ایک نماز کے عوض صرف ایک نماز ہوتی ہے۔ جس کے لئے چار سو نمازیں رکھی گئی ہیں وہ شخص ہے جو کعبہ میں امام کے ساتھ جماعت کی نماز ادا کرتا ہے اور تکبیر اولی کبھی قضا نہیں ہوتی، وہ شخص جس کے لئے دو سو نمازیں رکھی گئی ہیں وہ شخص ہے جو نماز کے احکامات جاننے کے بعد لوگوں کی امامت کرتا ہے اور جو موذن ہے اس کے لئے ڈیڑھ سو نمازیں رکھی گئی ہیں۔ جو شخص مسواک کرتا ہے اور پورا وضو کرکے جامع مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے اور تکبیر تحریمہ کبھی فوت نہیں ہونے دیتا اس کی ستائیس نمازیں رکھی گئی ہیں۔ جو شخص جماعت کے ساتھ بعد کو آکر ملتا ہے (لاحق ہوتا ہے) اور اس کی تکبیر تحریمہ فوت ہوجاتی ہے اس کے لئے دس نمازوں کا ثواب ہے اور جو شخص تنہا بغیر جماعت کے نماز پڑھتا ہے اس کی صرف ایک نماز لکھی جاتی ہے اور وہ جس کی نماز بالکل نہیں ہوتی وہ شخص ہے جو نماز پڑھتا ہے مگر مرغ کی طرح سجدے میں ٹھونگ مار لیتا ہے، رکوع و سجود پورا نہیں کرتا اس کی نماز اس کے منھ پر پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر ماردی جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح تو نے نماز کی نگہداشت نہیں کی اسی طرح اللہ تیری نگہداشت نہ کرے۔

نماز کے اولیں آداب

ہر نمازی پر واجب ہے کہ پہلے نماز کی نیت کرے اور قبلہ رو کھڑے ہوکر خانۂ کعبہ کا تصور کرے اور سجدے کی جگہ پر نظر رکھے اور یقین کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہے اور اس میں شک و شبہ نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے۔ اللہ کا یہی ارشاد ہے:۔

وَالَّذِیْ یَرَاكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السَّاجِدِیْنَ ہ

اور جب تم کھڑے ہوتے ہو اور سجدہ کرنے والوں کے ساتھ حرکت کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ تم کو دیکھتا ہے۔

نماز کی ترکیب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا اس کو دیکھ رہے ہو کیونکہ اگر تم اس کو نہیں دیکھتے تو وہ تو بلاشبہ تم کو دیکھتا ہے۔

فرض نماز کی نیت کرے، ادا یا قضا کا تعین کرنا اولیٰ ہے، کانوں کی لو یا شانوں تک ہاتھ اٹھانا (اس کی تفصیل پہلے لکھی جاچکی ہے) ہاتھ اٹھاتے وقت اپنی انگلیوں کو کھلا ہوا رکھے (یہ دونوں روایتیں امام احمدؒ سے منقول ہیں) اس کے بعد تکبیر کہے گویا وہ پردہ اٹھانے جو اس کے اور اللہ کے درمیان پڑا تھا اور اس مقام پر پہنچ جائے جہاں دوسری طرف توجہ کرنا اور کسی دوسرے کام میں مشغول ہونا کسی طرح جائز نہیں کیونکہ اس وقت بندہ کو یقین ہوتا ہے میں اس معبود کے سامنے ہوں جو میری ہر ایک حرکت کو دیکھ رہا ہے اور جو خیال دل میں گزرتا ہے اس سے واقف ہے اور وہ اس راز سے بھی واقف ہے جو اندرونی پردے میں لپٹا ہوا ہے، پس اپنی سجدہ گاہ (سجدہ کرنے کی جگہ) پر نظر جمائے رہے دائیں بائیں نہ دیکھے اور اپنے سر کو آسمان کی طرف نہ اٹھائے۔

ثنا پڑھتے وقت حضورِ قلب

جب سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ[1] پڑھے تو اس وقت یہ سمجھے کہ میں ایسی عظیم ہستی سے مخاطب ہوں جو سننے والا قبول کرنے والا، ہر شئے کو دیکھنے والا ہے اور بال برابر شئے بھی اس سے پوشیدہ نہیں ہے اور نہ کسی حصۂ جسم کی حرکت اس سے مخفی پوشیدہ ہے، اسی طرح جب اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد کے طالب ہیں۔ الٰہی ہم کو سیدھا راستہ دکھادے) پڑھے تو سمجھے کہ کیا کہہ رہا ہے اور جانے کہ وہ کس سے خطاب کر رہا ہے خضوع و خشوع کے باوجود اس بات کا خیال رکھے کہ کہیں اس چیز میں سہو و نسیان نہ ہو جائے جس کے لئے کھڑا ہے اور جس کی طرف متوجہ ہے، سورہ فاتحہ میں گیارہ تشدیدوں کا خیال رکھے۔ الفاظ کی ایسی غلطی سے بچے جس سے معنی میں تبدیلی آجاتی ہے کیونکہ سورۂ فاتحہ کی قرأت فرض ہے اور یہ نماز کا ایک رکن ہے اس کے ترک سے نماز فاسد ہو جاتی ہے لفظی نگہداشت کے ساتھ یہ بھی سمجھتا رہے کہ میں پُل صراط پر کھڑا ہوں جس کے دائیں جانب جنت اپنے تمام صفات کے ساتھ موجود ہے اور بائیں طرف جہنم اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ ہے۔ نمازی کو سمجھنا چاہیئے کہ نماز ہی کے ذریعے مجھے وہ ثواب ملنے والا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے بشرطیکہ نماز درست ہو اور سمجھے کہ اسی کے ذریعہ مجھے دوزخ کے اس عذاب سے پناہ ملے گی جس سے اللہ نے ڈرایا ہے، ان تمام باتوں پر دل سے یقین رکھے۔ اور عقل کو حاضر رکھے، ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی عقیدہ رکھے کہ یہ نماز رخصت کرنے والے کے مانند ہے اس میں کسی قسم کا شبہ اور شک نہ لائے کہ یہ نماز بارگاہ الٰہی میں پیش ہوئی ہے، صحیح نماز وہی ہوگی جو اللہ کے نزدیک صحیح ہوگی۔ سورہ فاتحہ کے بعد کوئی پوری سورت پڑھنا افضل ہے یوں کسی سورۃ کے آخر یا اوسط یا ابتدا سے جو کچھ یاد ہو وہ بھی پڑھ سکتا ہے لیکن جو کچھ پڑھے پوری طرح سمجھ کر پڑھے درست اور صحیح مخارج کے ساتھ قرأت کرے۔ نمازی اگر امام کے پیچھے ہے تو خاموشی سے اس کی قرأت سنے اور آیات میں نصیحتیں اور تنبیہیں ہیں ان سے اثر لے، احکام الٰہی پر چلنے اور ممنوعات سے باز رہنے کا پختہ ارادہ کرے یہاں تک کہ قرأت ختم ہو جائے۔ قرأت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے دم لینے کے لئے (چند ثانیہ) خاموش کھڑا رہے تاکہ رکوع کی تکبیر اور قرأت باہم مل نہ جائے، پھر کانوں کی لو یا مونڈھوں کے مقابل تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر (رکوع) کہے تکبیر ختم ہو جائے تو ہاتھ نیچے گرادے اور رکوع میں چلا جائے، رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھلی رکھے۔ اور ہتھیلیوں میں گھٹنوں کو بھر لے (گھٹنوں کی چپنیاں ہتھیلیوں کی گرفت میں آجائیں) بغلوں اور کلائیوں پر زور دے۔ پیٹھ ہموار رکھے۔ سر کو جھکانے کی حد تک جھکائے اونچا نہ رکھے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع فرماتے تھے تو ایسا فرماتے کہ پشت مبارک پر اگر پانی کا ایک قطرہ بھی ہوتا تو وہ بھی اپنی جگہ قائم رہتا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر رکوع کی حالت میں پشت مبارک پر پانی سے بھرا ہوا پیالہ رکھ دیا جاتا تو وہ بھی اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا۔ رکوع میں پہنچ کر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کم سے کم تین بار کہے، حضرت حسن بصری فرماتے ہیں سات بار یہ پڑھنا مکمل تسبیح ہے، پانچ بار پڑھنا متوسط اور تین بار پڑھنا اولیٰ، اس تسبیح کے بعد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتا ہوا سر

---

[1] الٰہی تو پاک ہے، تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ تیرا نام برکت والا ہے، تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے

کو اٹھائے اور ہاتھ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو جائے، پھر سجدے کو جھکے۔ زمین پر پہلے گھٹنے، پھر ہاتھ پھر پیشانی اور ناک رکھے اور نہایت اطمینان کے ساتھ سجدہ بجالائے۔ بدن کے ہر حصے کو قبلہ رُخ رکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ بندہ سات اعضاء پر سجدہ کرتا ہے، سجدہ میں جس عضو کو بگاڑ دے گا وہی عضو اس نمازی کے لئے بددعا کرے گا، سجدے کی حالت میں جسم کو زیادہ نہیں پھیلانا چاہیئے بلکہ رہیے باہوں کو نہیں بچھانا چاہیئے، دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اور ہتھیلیاں زمین پر مونڈھوں کے مقابل بالکل اسی طرح رکھے جس طرح تکبیر قیام کے وقت رکھا تھا۔ ہاتھوں کو سر کے برابر رکھے، انگلیوں کو کشادہ نہ کرے اور ان کا رُخ قبلہ کی طرف رکھے دونوں بازوؤں کو پہلو سے الگ رکھے، رانوں کو پنڈلیوں سے اور پیٹ کو زمین سے الگ رکھے پھر رکوع کی طرح سجدے میں تین بار سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی پڑھے اس کے بعد تکبیر کہتا ہوا سر اٹھائے، بائیں پاؤں پر بیٹھے اور داہنے پاؤں کو کھڑا اپنی گود کی طرف دیکھتا ہوا تین بار "رَبِّ اغفِرلِی" پڑھے پھر دوسرا سجدہ کرکے پھر تکبیر کہتا ہوا اوّل سر کو اٹھائے پھر ہاتھوں کو پھر زانوؤں کو، ہاتھوں کو گھٹنوں پر سہارا دے کر پاؤں کی انگلیوں کے بل پر کھڑا ہو جائے، ایک قدم کو دوسرے قدم سے بڑھانا یہ مکروہ ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اسی طرح دوسری رکعت پوری کرے۔

جب پہلے تشہد کے لئے بیٹھے تو بائیں پاؤں پر بیٹھے داہنا پاؤں کھڑا رکھے لیکن اس کی انگلیوں کا رخ کعبہ کی طرف کرے، بایاں ہاتھ بائیں (ران) زانو پر اور داہنا ہاتھ دائیں زانو (ران) پر رکھے، انگشت شہادت سے اشارہ کرے، درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر دونوں پچھلی انگلیوں کو بند رکھے (نہ پھیلائے)۔ تشہد پڑھنے میں آخر وقت تک انگلیوں پر نظر رکھے (احادیث شریف میں آیا ہے کہ کوئی نمازی حالت نماز میں کسی چیز سے نہ کھیلے، اس لئے کہ وہ اپنے رب سے ہمکلام ہے)۔ یہ انگلی شیطان کو بھگانے کا ہتھیار ہے۔ پھر تشہد میں یہ پڑھے۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلوٰۃُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ
وَبَرَکَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَینَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِینَ ۰ اَشھَدُ اَنّ لَا اِلٰـہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ ۰

اس کے بعد تکبیر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور صرف سورہ فاتحہ پڑھے اور رکوع و سجدہ کرے پھر اسی طرح چوتھی رکعت پڑھ کر تشہد کے لئے بیٹھ جائے اور تشہد پڑھ کر (جس طرح بتایا گیا ہے) یہ درود شریف پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیتَ عَلٰی اِبرَاھِیمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبرَاھِیمَ اِنَّکَ
حَمِیدٌ مَّجِیدٌ ۰ اَللّٰھُمَّ بَارِک عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکتَ عَلٰی اِبرَاھِیمَ، اِنَّکَ حَمِیدٌ
مَّجِیدٌ ۰

ہمارے امام حنبل سے ایک روایت آئی ہے کہ لفظ ابراہیم کے ساتھ "آلِ ابراہیم" بھی کہے یعنی اس طرح کہے:۔

---

[1] دو ہاتھ۔ دو پاؤں۔ دو گھٹنے اور ایک پیشانی۔

[2] احناف جو درود شریف پڑھتے ہیں اس میں "آل ابراہیم" کے الفاظ دو بار استعمال ہوتے ہیں۔

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ ہ اور دوسری جگہ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ پڑھے۔ نمازی کے لئے مستحب ہے کہ چار چیزوں سے پناہ مانگے اور یوں کہے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ہ

یارب! میں تیری پناہ لیتا ہوں دوزخ کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے دجّال مسیح کے فتنے سے اور زندگی اور موت کی آزمائشوں سے۔

اور اس کے بعد یہ دعا مانگے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ ہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَئَالَكَ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ عِبَادُكَ الصَّالِحُوْنَ ہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَ مَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ وَ عَمَلٍ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَ مَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ وَ عَمَلٍ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ہ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ہ رَبَّنَا اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ہ

الٰہی، جن چیزوں سے میں آگاہ ہوں، ان تمام کی تجھ سے بھلائی چاہتا ہوں اور جن سے آگاہ نہیں اُن کی بھی، اور میں ان تمام برائیوں سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں جن کو میں جانتا ہوں یا نہیں جانتا۔ الٰہی تیرے نیک بندوں نے تجھ سے جو چیز طلب کی ہے میں تجھ سے اس کی بھلائی کی درخواست کرتا ہوں اور جس چیز سے تیرے نیک بندوں نے پناہ مانگی ہے میں اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ میں تجھ سے بہشت کا طالب ہوں اور وہ قول و عمل چاہتا ہوں جو مجھے بہشت سے قریب کرتے ہیں دوزخ کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اس قول و عمل سے جو مجھے دوزخ سے قریب کردے، اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور دوزخ کے عذاب سے بچا، الٰہی ہمارے گناہ بخشدے اور ہماری برائیاں دور فرمادے ہم کو نیکوکار لوگوں سے ملادے، اے ہمارے رب تو نے جو کچھ اپنے پیغمبروں کو عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے وہ ہمیں عطا فرمادے، قیامت کے دن ہم کو ذلیل و خوار نہ فرما بیشک تو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اس سے زیادہ بھی اگر دعا مانگے تو جائز ہے ہاں اگر امام ہو تو طویل دعا مقتدیوں کو گراں گزرنے (ضعف و بیماری کے باعث) تو تالیف قلب اور دلجوئی کی خاطر دعا میں اختصار کرنا مستحب ہے اس کے بعد سلام پھیردے، اپنے لئے، اپنے والدین کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرے، ان تمام کاموں اور باتوں میں اپنی نماز کے بارے میں ڈرتا رہے کہ وہ بارگاہِ خداوندی پیش ہونے والی ہے، نماز کا حکم اور اس کی دعوت دینے والا اللہ تعالیٰ ہے نماز کا ثواب بھی وہی عطا کرنے والا ہے اور اگر نماز خراب ہوجائے (صحیح ادا نہ ہو) تو سزا دینے والا بھی وہی ہے۔

نماز سے فارغ ہو جانے کے بعد اپنے علم کے مطابق اس پر غور کرے اگر علم اس بات کی شہادت دے کہ نماز تمام خرابیوں سے پاک و صاف ہے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے کہ اسی نے توفیق عطا فرمائی اور اگر علم شہادت دے کہ نماز میں کچھ خرابی واقع ہو گئی ہے تو توبہ و استغفار کرے اور بعد والی نماز میں اس غلطی و کوتاہی سے دور ہونے کی کوشش کرے۔

مقبول و مردود نماز کی نشانیاں

مقبول نماز کی بھی کھلی ہوئی نشانیاں ہیں اور مردود نماز کی بھی! مقبول نماز کی علامت یہ ہے کہ نماز نمازی کو تمام بےحیائیوں اور بدکاریوں سے روک دے اور نمازی خیر، نیکی اور کثرت طاعت کی طرف مائل ہو جائے اور درستی اعمال کی کوشش کرے ثواب کے کاموں کی طرف اس کی رغبت ہو جائے برائیوں سے باز آ جائے، گناہوں اور خطاؤں کو برا سمجھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ (نماز برائیوں اور گناہوں سے روکتی ہے)۔ ہم نے جو کچھ بیان کیا اس میں امام منفرد اور مقتدی سب شریک ہیں۔ نماز کی شرائط اور واجبات و مسنونات کا ذکر ہم اولاً کر چکے ہیں۔

امام
اور اس کی خصوصیات

امام کے اوصاف

جب تک یہ باتیں (اوصاف) امام میں موجود نہ ہوں اس شخص کا امام ہونا جائز نہیں ہے۔ (۱) اس شخص کو خود امامت کی خواہش نہ ہو لیکن اس صورت میں کہ دوسرا آدمی اس منصب کو انجام دینے والا موجود ہو (اگر موجود نہ ہو تو خواہش کرنا درست ہے)۔ (۲) جب اس سے افضل شخص امامت کے لئے موجود نہ ہو تو بھی خود آگے نہ بڑھے، (۳) حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا "لوگوں کی امامت کوئی شخص کرے اور اس سے افضل شخص اس کے پیچھے موجود ہو تو ایسے لوگ ہمیشہ پستی میں رہیں گے"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میری گردن مار دی جائے تو میری نظر میں اس بات سے بہتر ہے کہ میں ایسی جماعت کی امامت کروں جس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود ہوں، (۴) امام قاری ہو دین کی باتیں سمجھتا ہو، سنت سے خوب آگاہ ہو، حدیث شریف میں آیا ہے کہ اپنا دینی معاملہ تم اپنے فقیہوں کے سپرد کر دو اور قاریوں کو اپنا امام بناؤ۔ ایک دوسری حدیث اس سلسلہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری امامت وہ لوگ کریں جو تم میں بہتر ہوں وہ اللہ کی بارگاہ میں تمہارے نمائندے ہیں۔ حضور نے یہ تخصیص اس لئے فرمائی ہے کہ دیندار امام اور علم و فضل رکھنے والے لوگ اللہ کو جاننے اور اس سے ڈرنے والے ہوتے ہیں وہ اپنی نماز اور اپنے مقتدیوں کی نماز کو سمجھتے ہیں اور وہ نماز کو خراب کرنے والی باتوں سے گریز کرتے ہیں وہ خود اپنا اور اپنے مقتدیوں کا بار اٹھاتے ہیں۔ قاری قرآن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد بے عمل قاری نہیں ہیں بلکہ باعمل حافظ ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اس قرأت کا زیادہ حقدار وہ ہے جو اس پر عمل کرتا ہے اگر وہ اس کو پڑھتا نہ ہو یعنی

حافظ و قاری نہ ہو۔ جو قاری قرآن پر عمل نہیں کرتا اور حدودِ الٰہی کی پرواہ نہیں کرتا نہ اللہ تعالیٰ کے فرائض پر عمل کرتا ہے اور نہ اس کی ممنوعات سے بچتا ہے اللہ بھی اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ایسا شخص عزت و کرامت کا مستحق ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس نے قرآن کی حرام کردہ چیزوں کو حلال جانا وہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتا لوگوں کو جائز نہیں کہ ایسے شخص کو امام بنائیں۔ امامت کے لائق وہی ہے جو سب سے زیادہ عالم ہونے کے ساتھ اس پر عمل بھی کرے اور اس کو خدا کا خوف بھی ہو۔ ۴) امام لوگوں کی عیب جوئی اور غیبت سے اپنی زبان کو روکے۔ دوسروں کو نیکی کا حکم دے اور خود بھی اس پر عمل کرے، دوسروں کو برائی سے منع کرے اور خود بھی باز رہے، نیکی اور نیک لوگوں سے محبت رکھے۔ بدی اور بدوں سے نفرت کرے، اوقات نماز سے واقف ہو اور ان کی پابندی کرے، اپنے حال کی اصلاح کرتا رہے، مشتبہ روزی سے بچتا ہو (پاکیزہ شکم ہو) حرام باتوں سے اجتناب کرتا ہو، فعل حرام سے اپنے ہاتھوں کو روکنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے سوا دوسری چیزوں کی کم کوشش کرے۔ دنیا کی طلب اس میں نہ ہو، حلیم ہو، صابر اور شر سے چشم پوشی و اعراض کرنے والا ہو۔ لوگ اگر اس پر نکتہ چینی کریں تو صبر کرے اور خدا کا شکر ادا کرے، برے کاموں سے آنکھوں کو بند رکھے۔ ہر کام علم اور بردباری سے انجام دے۔ سترِ عورت سے اپنی آنکھوں کو بچائے۔ اگر کوئی جاہل اس کے ساتھ برائی سے پیش آئے تو اس کی برائی کو برداشت کرے اور کہہ دے "اَللّٰہُمَّ سَلَامًا"۔ لوگ اس کی طرف سے آرام پائیں (لوگوں کو اس سے تکلیف نہ پہنچتی ہو) لیکن وہ خود اپنے نفس کی طرف سے بےچین ہو، نفسانی خواہشات سے اپنی آزادی کا خواہاں ہو اور ان سے اپنے نفس کی رہائی کی کوشش کرتا ہو وہ ہمیشہ اس بات کو محسوس کرتا ہو کہ امامت جیسے عظیم کام کو اس کے سپرد کر کے اس کی آزمائش کی گئی ہے، امامت کا درجہ بہت بزرگ اور عظیم ہے۔ امام کے پیش نظر ہمیشہ امامت کی عظمت اور مرتبت رہنا چاہیئے۔

امام کو لازم ہے کہ بیکار گفتگو نہ کرے، امام کی حالت دوسرے لوگوں کی حالت سے بالکل جداگانہ ہے، جب وہ محراب میں کھڑا ہو تو اس وقت اس کو سمجھنا چاہیئے کہ میں انبیاء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے مقام پر کھڑا ہوں اور رب العالمین سے کلام کر رہا ہوں۔ نماز کے ارکان پورے پورے ادا کرنے کی دل سے کوشش کرے اور جن لوگوں نے امامت کی یہ رسی اس کے گلے میں ڈالی ہے یعنی اس کو امام بنایا ہے اُن کی نماز کی تکمیل کی بھی کوشش کرے۔ نماز مختصر پڑھے اس غرض سے کہ تمام ارکان پورے ادا ہو جائیں۔ جو لوگ اس کے پیچھے کھڑے ہیں ان کا خیال کرے کہ ان میں کمزور اور ضعیف لوگ بھی شامل ہیں اس لئے اپنے آپ کو کمزور و ناتواں لوگوں میں محسوب کرے۔

اللہ تعالیٰ امام سے خود اس کے بارے میں اور دوسرے لوگوں (مقتدیوں) کے متعلق باز پرس فرمائے گا، اپنی اس امامت کی ذمہ داری پر تاسف کرے، سابقہ خطاؤں، گناہوں اور تلف کردہ اوقات پر ندامت کا اظہار کرے۔ اپنے آپ کو مقتدیوں سے برتر نہ سمجھے اور اسی طرح کم درجہ لوگوں سے اپنے کو برتر نہ گردانے، مگر کوئی شخص اس کی برائی کرے تو اسے برا نہ سمجھے اگر اس کی غلطی ظاہر کرے تو نفسانی خواہش کے پیش نظر ہٹ دھرمی اور ضد نہ کرے۔ اس بات کو پسند نہ کرے کہ لوگ اس کی تعریف کریں۔ تعریف اور مذمت دونوں کو برابر سمجھے۔ امام کا لباس صاف ستھرا اور خوراک پاک ہو اس کے لباس سے تبختر اور

برائی ظاہر نہ ہوتی ہو، اس کی نشست میں غرور کی جھلک نہ ہو کسی جرم کی سزا میں اس پر اسلامی حد جاری نہ کی گئی ہو (سزا یافتہ نہ ہو)۔ لوگوں کی نظر میں متہم نہ ہو۔ کسی بھائی کی حاکموں سے لگائی بجھائی نہ کرتا ہو، لوگوں کے رازوں کا تحفظ کرے، (پردہ دری نہ کرے) کسی بھائی سے کینہ نہ رکھے۔ امانت۔ تجارت اور مستعار چیزوں میں اس نے خیانت نہ کی ہو۔ خبیث کمائی والا امامت کا اہل نہیں ہے، جس کے دل میں حسد، کینہ اور بغض ہو اس کو بھی امام نہ بنایا جائے، وہ کسی کے عیب کی تلاش میں ہو، اور امت محمدیہ کو فریب دینے والا، مغلوب الغضب، نفس پرست اور فتنہ پرور شخص کو بھی امام نہیں بنانا چاہیئے۔

امام کیلئے مزید شرطیں

امام کے لئے ضروری ہے کہ فتنہ پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے نہ فتنہ کو تقویت پہنچائے بلکہ باطل پرستوں کے خلاف اہل حق کی مدد کرے ہاتھ سے ممکن نہ ہو تو زبان سے، اگر زبان سے بھی ممکن نہ ہو تو دل سے ان کی مدد کا خواہاں ہو، اللہ کے معاملہ میں کسی برا کہنے والے کے برا کہنے کا خیال نہ کرے۔ اپنی تعریف کو پسند نہ کرے نہ اپنی مذمت کا برا مانے، اپنے لئے دعا میں تخصیص نہ کرے بلکہ جب دعا کرے تو اپنے لئے اور تمام لوگوں کے لئے عام طور پر دعا کرے۔ اگر تنہا اپنے لئے دعا کرے گا تو دوسروں کے ساتھ خیانت ہوگی۔

اہل علم کے سوا کسی کو کسی پر ترجیح نہ دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مجھ سے متصل دانشور اور ذی فہم لوگ کھڑے ہوں، اسی طرح امام کے پیچھے یعنی اگلی صف میں ایسے ہی لوگوں کو ہونا چاہیئے۔ دولت مند کو اپنے قریب اور غریب کو حقیر جان کر دور کھڑا نہ کرے۔ ایسے لوگوں کی امامت نہ کرے جو اس کی امامت کو پسند نہیں کرتے، اگر مقتدیوں میں کچھ لوگ اس کی امامت کو پسند اور کچھ ناپسند کرتے ہیں تو ناپسند کرنے والوں کی تعداد اگر زیادہ ہے تو امام کو محراب چھوڑ دینا چاہیئے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مقتدیوں کی ناگواری اور ناپسندیدگی کی وجہ حقانیت اور علم و آگہی پر ہو اگر ناگواری کا باعث جہالت، باطل پرستی، نادانی اور فرقہ وارانہ تعصب، نفسانی خواہش پر مبنی ہو تو پھر مقتدیوں کی ناگواری کی پرواہ نہ کرے اور ان کی وجہ سے نماز پڑھانا ترک نہ کرے، اگر قوم میں اس بنا پر فتنہ و فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہو تو البتہ کنارہ کش ہو جائے اور محراب کو چھوڑ دے اور اس وقت تک محراب کے پاس نہ جائے جب تک لوگ آپس میں صلح نہ کرلیں اور اس کی امامت پر راضی نہ ہو جائیں۔

امام جھگڑنے والا، زیادہ قسمیں کھانے والا اور لعنت کرنے والا نہ ہو، اس کو برائی کی جگہ اور تہمت کے مقام پر جانا مناسب نہیں اس کو چاہیئے کہ صالحین کے علاوہ کسی سے میل ملاپ نہ رکھے، امام کو لازم ہے کہ فتنے اور فساد اٹھانے والوں سے گناہ اور گناہگاروں سے، سرداری اور سرداروں سے محبت نہ کرے، اگر لوگ اسے ایذا پہنچائیں تو اس پر صبر کرے اور اس کے عوض ان سے محبت کرے اور ان کی بھلائی کا طالب اور خیر خواہی کی کوشش کرتا رہے۔

امامت کیلئے جھگڑا کرنا منع ہے!

امامت کے لئے جھگڑا نہیں کرنا چاہیئے اور اگر کوئی دوسرا شخص اس بار کو اس کی جگہ اٹھانا چاہتا ہے تو اس سے اس معاملے میں نہ جھگڑے، اکابرین ملت اور صالحین سلف کے بارے میں منقول ہے کہ انھوں نے امام بننے سے گریز کیا ہے اور اپنی بجائے انھوں نے امامت کے لئے ایسے لوگوں کو بڑھا دیا جو بزرگی اور تقویٰ میں ان کے برابر نہیں تھے، اس طرز عمل سے ان کا مدعا یہ تھا کہ خود ان کا بوجھ ہلکا ہو جائے وہ اس بات سے ڈرتے تھے کہ کہیں امامت میں ان سے کوئی قصور و کوتاہی نہ ہو جائے۔

حاکمِ وقت کی اجازت ضروری ہے۔

اگر حاضرین میں حاکمِ وقت موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر امامت کے لیے آگے نہ بڑھے اسی طرح جب کسی گاؤں میں یا قبیلہ میں پہنچے تو وہاں کے لوگوں کی اجازت سے بغیر امامت نہ کرے، اسی طرح کسی قافلہ یا سفر میں بہت سے لوگوں کے ساتھ ہو جانے کا اتفاق ہو تو ساتھیوں کی اجازت کے بغیر ان کی امامت نہ کرے، نماز لمبی نہیں پڑھانا چاہیئے بلکہ مختصر پڑھانا چاہیئے مگر ارکان پورے ادا کرے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی امام ہو تو نماز کو مختصر کرے کیونکہ اس کے پیچھے بچے بوڑھے اور کام کرنے والے لوگ بھی کھڑے ہوتے ہیں" ہاں اگر نماز تنہا پڑھے تو پھر جتنی چاہے لمبی پڑھے۔ حضرت ابو واقد رض روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو بہت ہی مختصر نماز ہوتی اور جب بہ نفسِ نفیس ادا فرماتے تو سب سے زیادہ لمبی نماز ہوتی۔

امام کا دل اور زبان سے نیت کرنا۔

امام کو چاہیئے کہ دل سے نیت کئے بغیر نہ نماز شروع کرے اور نہ تکبیر تحریمہ کہے اگر زبان سے بھی نیت کے الفاظ کہہ لے تو زیادہ اچھا ہے۔ امام کو چاہیئے کہ پہلے دائیں بائیں دیکھ کر صفیں درست کرلے اور مقتدیوں سے کہے سیدھے کھڑے ہو جاؤ، اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے، ٹھیک کھڑے ہو جاؤ اللہ تم سے راضی ہو، درمیان کے خلا کو پُر کرنے کے لئے حکم دے کہ شانہ سے شانہ ملا کر کھڑے ہو جاؤ، صفوں کی کجی سے نماز میں نقص پیدا ہوتا ہے، شیطان لوگوں کے ساتھ صفوں میں گھس کر کھڑے ہو جاتے ہیں، حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "صفیں جوڑ لیا کرو، شانے سے شانہ ملا لیا کرو۔ اور درمیانی خلا، کو پُر کر لیا کرو تاکہ بکری کے بچوں جیسے شیطان تمھارے درمیان گھس کر نہ کھڑے ہو جائیں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو سرکارِ دوعالم تکبیر کہنے سے پہلے دائیں بائیں کے لوگوں کو شانے برابر رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ کوئی شخص آگے پیچھے نہ ہو ورنہ دونوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ حضور نے ایک روز (نماز کے وقت) دیکھا کہ ایک شخص کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا ہے حضور نے ارشاد فرمایا تم کو اپنے مونڈھے برابر کر لینا چاہیئے ورنہ اللہ تعالیٰ تمھارے دلوں میں پھوٹ ڈال دے گا۔

مسلمؒ اور بخاریؒ کی متفق علیہ روایت ہے کہ سالم بن جوزؓ نے حضرت نعمان بن بشیرؓ سے سنا کہ انھوں نے فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اپنی صفیں سیدھی رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمھارے چہروں میں فرق پیدا کر دے گا۔ ایک اور حدیث میں حضرت قتادہؓ نے حضرت انسؓ بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفوں کو سیدھا رکھنا تکمیل نماز میں سے ہے (یعنی تکمیل صلوٰۃ کا ایک حصہ ہے)۔

حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو محض صفیں سیدھی کرنے پر مقرر کر رکھا تھا۔ جب تک وہ شخص صفوں کے ہموار ہونے کی اطلاع آپ کو نہیں دیتا تھا آپ تکبیر (تحریمہ) نہیں کہتے تھے حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز کا بھی یہی معمول تھا، ایک روایت میں ہے کہ حضرت بلالؓ (مؤذن رسول اللہ) صفیں ہموار کراتے تھے اور ایڑیوں پر کوڑے مارتے تھے تاکہ لوگ ہموار کھڑے ہو جائیں بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ یہ خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اقامت کے وقت نماز شروع کرنے سے پہلے انجام دیا کرتے تھے اس لیے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے

حضور والا کے بعد کسی امام کے لئے کبھی اذان نہیں دی۔ صرف ایک دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب کہ آپ ملک شام سے واپس آئے تھے تو حضرت صدیق اکبرؓ اور دوسرے صحابہؓ نے عہدِ نبوی کی یاد اور اشتیاق میں حضرت بلالؓ سے درخواست اذان کی تھی تو آپ نے اذان دی تھی، اذان میں جب آپ کلمہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رسول اللہ پر پہنچے تو رک گئے اور آگے کچھ نہ کہہ سکے، حضور والا کی محبّت اور آپ کے عشق و محبت میں بیہوش ہو کر گر پڑے، مدینہ کے انصار و مہاجرین میں ایک کہرام پڑ گیا یہاں تک کہ محبت رسولؐ میں جوان عورتیں بھی پردے سے باہر نکل آئیں، اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا لوگوں کی ایڑیوں پر دُرّے مارنا رسول اللہؐ کے زمانۂ مبارکہ میں تھا۔

امام محراب میں بالکل اندر نہ کھڑا ہو

امام کو جائز نہیں ہے کہ محراب کے بالکل اندر گھس کر کھڑا ہو اور پیچھے والے لوگوں کی نظروں سے چھپ جائے بلکہ اس کو محراب سے قدرے باہر کھڑا ہونا چاہیئے، امام احمد سے دوسری روایت یہ ہے کہ طاقچہ (محراب امام) کے اندر کھڑا ہونا مستحب ہے' البتہ ان کو یہ جائز نہیں کہ وہ مقتدیوں سے اونچی جگہ کھڑا ہو اگر ایسا کرے گا تو ایک قول کے مطابق نماز باطل ہو جائے گی۔ امام کے لئے مناسب ہے کہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد زیادہ دیر تک محراب میں نہ ٹھہرے بلکہ باہر نکل کر سنتوں کے لئے کھڑا ہو جائے یا محراب کے بائیں جانب کھڑے ہو کر سنتیں ادا کرے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام نے جس جگہ کھڑے ہو کر فرض نماز پڑھائی ہے' اس جگہ سنتیں اور نفل نہ پڑھے۔ البتہ مقتدی کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر سنتیں اور نفل پڑھ لے چاہے تو اِدھر اُدھر ہٹ کر بھی پڑھ سکتا ہے

قرأت کے اوّل و بعد سکوت

امام کو دو بارہ وقفہ کرنا چاہیئے۔ ایک بار تو نماز کے شروع میں اور دوسری بار قرأت کے بعد رکوع سے پہلے کہ اس وقفہ میں اس کو دم لینے کا موقع مل جائے گا اور قرأت سے جو جوش پیدا ہوا تھا وہ سکون سے بدل جائے، اور قرأت کا اتصال رکوع کی تکبیر سے بھی نہیں ہوگا، حضرت سمرہ بن جندبؓ سے مروی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح منقول ہے۔

امام کو چاہیئے کہ اپنے سامنے سترہ (آڑ) رکھے لیکن سترہ اتنے فاصلہ پر نہیں رکھنا چاہیئے کہ اس کے درمیان سے کالا کتا، گدھا یا عورت گزر سکے' ان کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے' حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ کا یہی مسلک ہے لیکن آپ ہی سے ایک دوسری روایت یہ ہے کہ عورت اور گدھا سامنے سے گزر جائے تو نماز میں نقصان واقع نہیں ہوتا"

رکوع کی تسبیح

رکوع میں جائے تو تین بار وہ تسبیح پڑھے جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں' تسبیح پڑھنے میں عجلت نہ کرے بلکہ بہت آہستگی اور جم کر الفاظ ادا کرے کیونکہ اگر امام اس تسبیح کو عجلت سے پڑھ لیگا تو مقتدی اس کو نہ پا سکیں گے اور اس صورت میں مقتدی امام سے سبقت لے جائیں گے اور اُن کی نماز فاسد ہو جائے گی اور ان کا گناہ امام کی طرف لوٹے گا (امام پر ہوگا)۔ اسی طرح رکوع سے سر اٹھا کر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہہ کر ٹھیک ٹھیک کھڑا ہو جائے اور بلا عجلت کے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے تاکہ مقتدی بھی اتنی دیر میں کہہ لیں۔ اگر اس کے ساتھ مِلْأَ السَّمَاءِ وَ مِلْأَ الْأَرْضِ وَ مِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ کہے تو بھی جائز ہے' اس سلسلہ میں ایک حدیث آئی ہے۔ حضرت انسؓ بن مالکؓ نے فرمایا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے سر مبارک اٹھا کر اتنی دیر تک (سجدے سے) توقف فرماتے کہ یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ بھول گئے۔ اسی طرح سجدے میں اور دونوں سجدوں کے درمیان قعدہ میں وقفہ کرے اور اس شخص کے کہنے کا کچھ خیال نہ کرے جو یہ کہتا ہے کہ اس صورت میں مقتدی امام سے پہلے بعض ارکان ادا کرے گا۔ اور فعل مقدم کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ جب لوگ امام کے وقفہ کو دیکھیں گے اور سمجھ لیں گے کہ امام ہمیشہ یہ وقفہ کرتا ہے تو وہ سمجھ لیں گے کہ دونوں سجدوں کے درمیان وقفہ امام کی عادت ہے اس لئے پھر وہ بھی ٹھہرا کریں گے اور امام سے پہلے عمل نہیں کریں گے۔

نماز سے پہلے مقتدیوں کو تنبیہ کرنا

امام کو یہ حکم دینا کہ نماز شروع کرنے سے پہلے مقتدیوں کو خبردار کردے کہ امام سے مسابقت بڑا گناہ ہے (اس کو مفصلاً ہم آئندہ اوراق میں بیان کرینگے) پس امام کے اس توقف اور سکون سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی بلکہ اس کے برعکس عام اصلاح ہو جائے گی اور نمازیں مکمل ہوں گی۔ حدیث شریف میں آیا ہے امام ہر اس نمازی پر نگراں ہے جو اس کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے اور اس سے اس کی رعیت (یعنی مقتدی) کے بارے میں سوال کیا جائے گا اس طرح بھی آیا ہے کہ امام مقتدی کی نماز کا محافظ و نگہبان ہے اس لئے امام پر مقتدیوں کی خیر خواہی اور بھلائی لازم ہے

مقتدی کا گناہ امام کا گناہ ہے

امام اپنی نماز کو مکمل، عمدہ اور محکم بنائے یہ اس پر فرض ہے تاکہ مقتدیوں کی نماز کا اس کو بھی ثواب ہے ورنہ اگر نماز میں خرابی اور کوتاہی کرتا رہے گا تو جیسا گناہ مقتدیوں کو ہوگا ویسا ہی اس کو بھی ہوگا۔

اِقتَدا کے آداب

اقتدا کی نیت

امام کی پیروی کے لئے نیت کرنا واجب ہے۔ مقتدی کو امام کے دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیئے بشرطیکہ تنہا ہو، نہ امام کے آگے کھڑا ہو نہ بائیں ہاتھ کو، اگر مقتدیوں کی جماعت ہو (یعنی چند افراد ہوں) تو سب کو امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیئے۔ اگر اکیلا مقتدی حسب شرط امام کے دائیں جانب کھڑا ہو کر تکبیر کہہ چکا تھا کہ دوسرا مقتدی بھی آ گیا تو وہ بھی اس کے ساتھ تکبیر میں شریک ہو جائے اور پھر دونوں امام کے پیچھے جا کر ایک صف میں کھڑے ہو جائیں ایسی صورت میں جب دوسرا آدمی تکبیر کہہ چکے تو امام اپنے ہاتھ سے دونوں کو اپنے پیچھے کر دے امام خود آگے نہ بڑھے ہاں اگر پیچھے جگہ نہ ہو تو بصورت مجبوری آگے بڑھ جائے۔

جماعت کا شگاف پر کرنا

اگر جماعت کھڑی ہو اور بعد کو کوئی شخص آئے اور اس کو جماعت کے اندر کہیں پر خلا نظر آئے تو اس میں داخل ہو جائے ورنہ صف کے پیچھے امام کے دائیں رخ پر کھڑا ہو جائے اپنے ساتھ ملانے کے لئے کسی نمازی کو صف میں سے نہ کھینچے اس طرز عمل سے آپس میں بغض و عداوت پیدا ہوتی ہے علاوہ ازیں جس شخص کو صف بنانے کے لئے کھینچا گیا ہے اس کی نماز ہمارے نزدیک (حنبلی مذہب میں) فاسد ہو جاتی ہے اس لئے کوشش کرکے

صف میں داخل ہو جائے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دے۔ اگر مقتدی ایسے وقت میں مسجد میں داخل ہوا ہے کہ امام رکوع میں ہے تو دو تکبیریں کہے ایک تکبیر تحریمہ اور دوسری تکبیر رکوع! اگر ایک تکبیر کہی لیکن نیت دونوں تکبیروں کی کر لی تب بھی درست ہے، اگر مقتدی ایسے وقت پہنچا ہے کہ امام تشہد میں ہو تو نماز کی نیت کر کے تکبیر کہہ کر تشہد کے لئے بیٹھ جانا مستحب ہے تاکہ جماعت کی فضیلت سے محروم نہ رہے، جب امام سلام پھیرے تو اسی تکبیر کو بنا بنا کر اپنی باقی نماز پوری کرے

امام سے سبقت نہ کرنا

مقتدی کے لئے لازم ہے کہ اپنے کسی فعل میں امام سے سبقت نہ کرے اور نہ تکبیر میں نہ رکوع میں نہ سجود میں اور نہ سر اٹھانے میں جہاں تک ممکن ہو ہر رکن امام کے بعد ادا کرے، اس سلسلے میں بہت سی احادیث آئی ہیں اور صحابہ کرامؓ کے بھی بہت سے اقوال ہیں:۔

حضرت براءؓ بن عازب فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو جب تک آپ جبین مبارک سجدے میں نہ رکھتے ہم اپنی کمروں کو نہ جھکاتے تھے (سجدے میں جانے کے لئے نہ جھکتے تھے) اور جب آپ رکوع کے بعد تکبیر کہہ کر اپنا سر مبارک زمین پر نہ رکھ دیا کرتے تھے اس وقت تک ہم آپ کے پیچھے ہی قیام کی حالت میں کھڑے رہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کیا اس کو ڈر نہیں لگتا کہ کہیں اللہ اس کے سر کو گدھے کے سر میں تبدیل نہ کر دے۔ دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام تم سے پہلے رکوع کرتا ہے اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال میں ہے کہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے اور اس وقت تک ہم سجدے ہی میں ہوتے تھے۔ حضرت انسؓ بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص امام سے پہلے اپنا سر سجدہ سے اٹھاتا ہے کیا اس کو ڈر نہیں لگتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر سے بدل دے یا خنزیر کے سر کی طرح بنا دے، حضرت ابوہریرہؓ سے جو روایت ہے اس میں خنزیر کا ذکر نہیں ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے ایک شخص کو امام سے پہلے ارکان ادا کرتے دیکھکر فرمایا تو نے نہ تنہا نماز پڑھی ہے نہ امام کی اقتدا کی ہے اور جس نے امام سے پہلے رکن ادا کئے وہ نہ تنہا نماز پڑھتا ہے نہ امام کے ساتھ، ایسے ہی لوگوں کی نمازیں نہیں ہوتیں۔ اسی طرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو امام سے سبقت کرتے دیکھ کر فرمایا تو نے نہ تنہا نماز پڑھی اور نہ امام کے ساتھ، پھر اس کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

امام متابعت کی غرض وغایت کے لئے مقرر کیا جاتا ہے

ابوصالحؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "امام کو اسی لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی متابعت کی جائے لہٰذا جب وہ تکبیر کہے تب تم بھی تکبیر کہو جب وہ رکوع کرے تب تم بھی رکوع کرو جب وہ سجدہ کرے اس وقت تم بھی سجدہ کرو، جب وہ سر اٹھائے تم بھی سر اٹھاؤ، جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تب تم ربنا لک الحمد کہو جب امام بیٹھے (جلسہ کرے) تب تم بھی بیٹھو"

حضرت ابو عبداللہ احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک رسالہ میں اپنی اسناد کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی ایک روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ہماری نماز سکھائی ہے اور نماز میں ہم جو کچھ پڑھتے ہیں وہ بھی ہم کو بتا دیا حضورؐ نے فرمایا جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، جب قرأت کرے تو خاموشی کے ساتھ متوجہ ہو کر سنو۔ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین کہے تو تم مقتدی آمین کہو اللہ تمہاری دعاؤں کو قبول فرمائے گا اور جب امام تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو[1] جب رکوع سے سر اٹھا کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم سر اٹھا کر اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو۔ اللہ تمہارا قول سنے گا! جب وہ تکبیر کہے اور سجدہ کرے تو تم تکبیر اور سجدہ کرو، جب وہ سجدے سے سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ اور اس کے بعد تکبیر کہو، حضورؐ نے اس مقام پر فرمایا بس! یہ تمہارے اعمال امام کے افعال کے ساتھ ہیں۔ اسی طرح جب امام قعدہ کرے تو تم اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ ۔ پڑھو یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاؤ۔

ہمارے امام حضرت ابو عبداللہؒ احمد بن شعبانؒ نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا ہے (اللہ ہمارا خاتمہ ان کے عقیدے پر کرے اور ان کے ساتھ ہم کو محشور فرمائے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ تم بھی تکبیر کہو اس کے معنی اور اس سے مراد یہ ہے کہ جب امام تکبیر کہہ چکے اور اس کے الفاظ ختم ہو جائیں تو اس کے بعد تم تکبیر کہو عوام نماز کو ایک معمولی بات سمجھ کر پرواہ نہیں کرتے، حدیث کو نہیں سمجھتے چنانچہ جب امام تکبیر شروع کرتا ہے تو وہ بھی تکبیر شروع کر دیتے ہیں اور یہ غلطی ہے۔ جب تک امام تکبیر سے فارغ نہ ہو جائے اور اس کی آواز ختم نہ ہو جائے اس وقت تک مقتدیوں کا تکبیر کہنا جائز نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کا یہی مطلب ہے۔

Imp

امام کو تکبیر کہنے والا اسی وقت کہا جا سکتا ہے جب وہ پوری تکبیر کہہ دے پس جب وہ اللہ اکبر کہہ چکے تو مقتدیوں کو تکبیر کہنا چاہیے امام کے ساتھ ساتھ کہنا درست نہیں ہے اور یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے خلاف ہے مثلاً تم کہو کہ جب فلاں شخص نماز پڑھے گا تو میں اس سے کلام کروں گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں اتنی دیر انتظار کروں گا کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائے اس کا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا کہ وہ شخص نماز بھی پڑھتا رہے اور بات بھی ہوتی رہے۔ یہی اس فرمانِ نبویؐ کا کہ "جب امام تکبیر کہے تب تم بھی کہو"، مطلب ہے۔

بعض کم فہم امام تکبیر کو لمبا کر دیتے ہیں اور مقتدی کی تکبیر اس کے ساتھ یا بعد میں ختم ہوتی ہے تو اس صورت میں مقتدی امام کا تابع نہیں ہوگا اور جو شخص امام سے پہلے تکبیر کہہ لے اس کی نماز نہیں ہوتی (پس اس شخص کی نماز بھی نہیں ہوگی)، اس لئے کہ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس شخص نے امام سے پہلے نماز شروع کر دی۔

اسی طرح حضور کے فرمان کا کہ "جب امام سر اٹھائے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" کہو" مطلب یہ ہے کہ جب تک امام سر اٹھا کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ نہ کہہ چکے اور اس کی آواز ختم نہ ہو جائے مقتدی سر کو نہ اٹھائیں۔ اور اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ نہ کہیں، اسی طرح اس ارشاد والا کے کہ "جب امام تکبیر کہے اور سجدہ کرے تو تم تکبیر کہو اور سجدہ کرو" کے معنی بھی یہی ہیں کہ مقتدی اس وقت تک کھڑے رہیں

---

[1] اِذَا کَبَّرَ الْاِمَامُ فَکَبِّرُوْا (حدیث شریف)

Imp Imp Imp

جب تک امام تکبیر کہتا ہوا سجدہ کو جھکے اور پیشانی زمین پر رکھ دے (اس وقت یہ تکبیر کہیں اور سجدہ کریں) حضرت براء بن عازبؓ نے یہی تشریح کی ہے اور یہی تشریح، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے موافق ہے کہ "امام تم سے پہلے رکوع کرتا ہے اور تم سے پہلے سجدہ کرتا اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔" اور اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا تھا کہ "امام جب تکبیر کہے اور سر اٹھائے تو تم اپنے سر اٹھاؤ اور تکبیر کہو۔" اس کا بھی مطلب یہی ہے کہ مقتدی اس وقت تک سجدہ میں رہیں کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے اور تکبیر کہہ چکے اور اس کی آواز ختم ہو جائے تو اس کی پیروی کریں اور سجدہ سے سر کو اٹھائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان فتلک بتلک (یہ مقتدی ان اماموں کے ساتھ ساتھ ہیں) یعنی قیام کی حالت میں تم اتنا انتظار کرو کہ امام تکبیر کہہ چکے اور رکوع میں پہنچ جائے اور رکوع کی حالت میں یہ انتظار کرو کہ امام رکوع سے سر اٹھا لے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہہ چکے اور اس کی آواز ختم ہو جائے تب تم اپنا سر رکوع سے اٹھاؤ اور ربنا لک الحمد کہو۔" الغرض حضور کا فرمان مذکورہ ہر حرکت کو شامل ہے۔ تم پوری نماز امام کی اسی طرح پیروی کر کے مکمل کرو اور خوب سوچ سمجھ کر اس پر عمل کرو!

امام سے مسابقت کے باعث نماز قبول نہیں ہوگی

قیامت کے دن بہت سے ایسے لوگ ہوں گے جن کی نمازیں قبول نہیں ہوئیں کیونکہ رکوع، سجود اور قعود و قیام میں انھوں نے امام سے مسابقت کی ہوگی! حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ نماز تو پڑھیں گے مگر حقیقت میں نماز نہیں پڑھیں گے ممکن ہے کہ وہ زمانہ یہی ہو کیونکہ اس زمانے میں بیشتر لوگ امام سے افعال نماز میں سبقت کرتے ہیں اور اس طرح وہ نماز کے ارکان و واجبات اور مسنونات کو ضائع کر دیتے ہیں۔

ترکِ واجبات وآداب نماز پر تنبیہہ کرنا ضروری ہے

اگر کوئی شخص کسی شخص کو نماز کے واجبات و آداب میں کوتاہی کرتا ہوا دیکھے تو اس پر واجب ہے کہ اس کو بتائے اور سمجھائے تاکہ وہ آئندہ نماز درستی کے ساتھ ادا کرے اور ناقص ادا کردہ نمازوں کی تلافی کر کے استغفار کرے اور دیکھنے والا ایسا نہیں کرے گا تو کرنے والے کا شریک قرار دیا جائے گا اور اس کا بار اور گناہ اس پر بھی ہوگا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جاہل کی وجہ سے عالم کی تباہی ہوگی کیونکہ عالم جاہل کو نہیں سکھاتا۔" اس سے یہ لازم آیا ہے کہ نہ جاننے والے کو بتانا اور سکھانا عالم پر واجب ہے اسی لئے حضور سرورِ کائنات نے اس کو تباہی سے ڈرایا ہے۔ جو واجب اور فرض کا ترک کرنے والا ہوتا ہے وہی وعید کا مستحق ہوتا ہے۔

خطاکار کی اصلاح

حضرت بلالؓ بن سعد سے حدیث مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "گناہ جب تک چھپا رہتا ہے اس وقت تک گناہ کرنے والے کے سوا کسی اور کو ضرر نہیں پہنچتا اور جب سامنے آجاتا ہے (ظاہر ہو جاتا ہے) اور اس کی اصلاح نہیں کی جاتی تو اس کا نقصان عام لوگوں کو پہنچتا ہے کیونکہ لوگوں پر یہ لازم ہے کہ جس سے گناہ سرزد ہو رہا ہے اس کو روکیں اور گناہ کی اصلاح کریں، لیکن وہ خاموش رہتے ہیں اس سے اس گناہ کی خرابی اور اس کا وبال بڑھ جاتا ہے۔ اور سب لوگ اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ اور اس طرح بدکاروں کی بدکاری میں نیکوکار بھی شریک ہو جاتے ہیں۔ اگر انھوں نے روکا اور نصیحت کی تو یہ شرکت ختم ہو جاتی ہے۔"

حضرت ابن مسعودؓ کا قول

Imp

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی کو نماز میں غلطی اور کوتاہی کرتے دیکھا اور اس کو اس غلطی سے نہیں روکا تو وہ گناہ میں اس کا شریک ہوگا: دیکھنے والا اگر منع نہ کرے تو وہ شیطان لعین کی موافقت کرتا ہے اس لئے کہ شیطان بھی تو برائی سے منع نہیں کرتا بلکہ ترغیب دیتا ہے اور اس نیکی و تقویٰ سے روکتا ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو)

مسلمانوں کو نصیحت کرنا ہر ایک پر واجب ہے

Imp

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ دوسرے مسلمان کو نصیحت کرے کیونکہ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ مسلمانوں کا دین کمزور ہو جائے اور اسلام دنیا سے مٹ جائے اور تمام مخلوق عصیاں میں مبتلا ہو جائے، پس کسی ذی فہم کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ شیطان کے کہنے پر چلے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ کَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِّنَ الْجَنَّۃِ۔

اے اولاد آدم! کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تم کو فتنے میں اسی طرح ڈال دے جس طرح تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوایا تھا

دوسرا ارشاد ربانی ہے۔ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَہٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ

یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے، تم اسے اپنا دشمن جانو شیطان اور اس کی ذریت تو تم کو اسی طرف بلاتی ہے کہ تم دوزخیوں میں سے ہو جاؤ۔

علما کی خاموشی کا نتیجہ

نماز، روزہ اور دیگر عبادات میں جو کمی اور کوتاہی پائی جاتی ہے یہ سب کچھ علماء اور فقہا کی خاموشی کا نتیجہ ہے چونکہ انہوں نے وعظ و پند کو ترک کر دیا ہے اور دین کی تعلیم دینا اور آداب سکھانا چھوڑ دیا اس کی وجہ سے عبادتوں میں جو نقص پیدا ہوتا ہے اولاً اس کی ابتدا جاہلوں سے ہوتی ہے اور اس کے بعد یہ عالموں اور فقیہوں میں بھی پھیل جاتی ہے اور پھر تمام برائیاں ان ہی کی طرف منسوب ہو جاتی ہیں اور سب لوگ یہی کہنے لگتے ہیں کہ یہ سب قصور علما کا ہے۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ ایک مرد مسلمان اگر کسی شخص کو ایک یہودی یا ایک مسلمان کا ایک جبّہ یا ایک روٹی بھی چراتے دیکھتا ہے تو چیخ اٹھتا ہے اور چور چور پکارتا ہے اس کو برا کہتا ہے لیکن وہی شخص اگر کسی کو نماز پڑھتے وقت نماز کے ارکان و واجبات کو چوری کرتے یعنی ان کو چھوڑتے دیکھتا ہے اور اس کی نظروں کے سامنے مقتدی امام سے سبقت کرتا ہے تو خاموش رہتا ہے کچھ بھی نہیں کہتا، نہ اس کو روکتا ہے نہ اس کی اصلاح کرتا ہے بلکہ اس کے معاملے کو ناقابل توجہ سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے۔

سب سے بڑا چور

Imp

حدیث شریف میں آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز میں سے کچھ چراتا ہے وہ بدترین چور ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نماز کی چوری کیسے کر سکتا ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا رکوع و سجود کو پورا ادا نہ کرنا نماز کی چوری ہے۔ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تم کو بتاؤں کہ لوگوں میں سب سے بدترین چور کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیے وہ کون ہے؟ حضورؐ نے فرمایا جو نہ رکوع

Imp

پورا کرتا ہے اور نہ سجدہ مکمل کرتا ہے !!

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ نماز ایک پیمانہ ہے جو پورا دے گا اس کو پورا دیا جائے گا بدلہ، اور جو کم دیگا تو جانتے ہی ہو کہ کم دینے والوں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے ! "وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِيْنَ" فرمایا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن علی یا علی بن شیبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان نمائندوں میں سے ایک تھا جو حضور کی خدمت گرامی میں اپنے قبیلے کی طرف سے حاضر ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف التفات نہیں فرماتا جو رکوع و سجدہ میں اپنی کمر سیدھی نہیں رکھتا !

اعادۂ نماز کا حکم

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے ایک شخص آیا اور نماز پڑھ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا ! حضور نے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا لوٹ کر جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے حقیقت میں نماز نہیں پڑھی ! اس شخص نے پھر اسی طرح نماز پڑھی جیسے پہلے پڑھی تھی ! پھر حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کیا۔ حضور نے پھر ارشاد فرمایا نماز پڑھ لو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی اس شخص نے تین بار ایسا ہی کیا اس کے بعد حضور سے عرض کیا کہ میں نماز کا علم اچھی طرح نہیں رکھتا آپ مجھے نماز سکھا دیجئے ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اچھی طرح وضو کرلو ! پھر قبلہ رو ہو کر تکبیر کہو پھر قرآن میں سے جو کچھ یاد ہو پڑھو پھر رکوع کرو جب ٹھیک طرح رکوع کرلو تو سر اٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو، ٹھیک ٹھیک سجدہ کرنے کے بعد بیٹھ جاؤ جب نشست ٹھیک ہو جائے تو دوسرا سجدہ کرو اور پھر اسے سجدہ کرنے کے بعد سر اٹھا کر ٹھیک طرح بیٹھ جاؤ اور اسی طرح نماز پوری کرو !

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت رفاعہؓ بن رافع نے فرمایا ہے ہم رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے قبلہ رو ہو کر نماز پڑھی اس کے بعد وہ خدمت والا میں حاضر ہوا اور سلام پیش کیا، حضور نے اس سے فرمایا دوبارہ جاکر نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی، حضور نے اس کو یہ حکم دو تین مرتبہ دیا آخر اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ! حتی الامکان تو میں نے نماز میں کوئی کمی نہیں کی ! مجھے نہیں معلوم کہ آپ مجھ سے کس طرح نماز ادا کرانا چاہتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا بغیر کامل وضو کے کسی کی نماز نہیں ہوتی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اپنے چہرے کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ، سر کا مسح کرو ٹخنوں تک پیر دھوؤ، اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سبحانک اللھم پڑھو پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جاؤ۔ دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنے پر رکھو یہاں تک کہ اعضا اپنی حالت پر ٹھہر جائیں، پھر رکوع سے اٹھتے ہوئے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہو اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ ریڑھ کی ہڈی سیدھی ہو جائے پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدے میں جاؤ، اسی طرح آپ نے نماز کی چاروں رکعتیں ادا کرنے کی تشریحی حالت بیان فرمائی اس کے بعد فرمایا ایسا کئے بغیر تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوگی۔

غور کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور رکوع و سجود کو پورا کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرما دیا کہ اس کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی، علاوہ ازیں حضور والا نے ایک شخص کو ناقص نماز پڑھتے دیکھا تو آپ خاموش نہ رہے بلکہ اس کی اصلاح فرما دی پس اگر وقت ضرورت بیان حکم کی تاخیر جائز ہوتی اور ناواقف کی تردید اور اس کی تعلیم کا ترک درست ہوتا تو حضور م

خاموشی اور سکوت اختیار فرماتے اور اس سے قبل صحابہ کرامؓ نے مفصلاً جو کچھ بتا چکے تھے اسی پر اکتفا فرماتے اور ناقص نماز پڑھنے والے سے درگزر فرماتے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شدت کے ساتھ اس شخص سے نماز کا اعادہ کرایا اور صحیح نماز کی تعلیم دی اس سے صاف ظاہر ہے کہ جاہل کو بتانا (تعلیم دینا) واجب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین مجلس کو بھی تائید فرمادی کہ اگر وہ کسی کو اس طرح نماز پڑھتے دیکھیں تو اسی طرح (اس کی اصلاح) کریں اور اپنے ساتھیوں کو بھی بتادیں اور سکھادیں تاکہ احکام شرع کی تعلیم قیامت تک اسی طرح جاری و ساری رہے۔

موذن کے آداب

موذن پر واجب ہے کہ اذان میں دونوں شہادتوں کی ادائیگی میں اپنا تلفظ درست رکھے شین کو سین نہ کہے، اوقات کو پہچانتا ہو۔ فجر کی اذان کے سوا دوسری نمازوں کی اذان وقت سے پہلے نہ دے اذان دینے کی اجرت نہ لے بلکہ صرف ثواب کے لئے اذان دے۔ اللہ اکبر اور اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اور اشہد ان محمدا رسول اللہ کہتے وقت قبلہ کی طرف منہ رکھے اور حیّ علی الصلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح کہنے کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرے مغرب کی اذان دے تو اذان واقامت کے درمیان تھوڑی دیر کو بیٹھ جائے۔

جنابت کی حالت میں یا بے وضو رہ کر اذان دینی مکروہ ہے۔ اقامت کے بعد صفوں کو چیرتا ہوا پہلی صف میں جاکر کھڑا ہونا منع ہے، مناسب تو یہی ہے کہ جہاں اذان دی ہے اسی جگہ اقامت کہے لیکن اس میں اگر دشواری ہو مثلاً اذان منارہ پر چڑھ کر دی تھی۔ یا خارج مسجد کسی جگہ اذان دی تھی تو وہاں سے اتر کر نماز کی جگہ پہنچ کر اقامت کہے۔

نماز میں خضوع وخشوع

خشوع وخضوع، عاجزی، انکساری، خوف وخشیت الٰہی اور رغبت وشوق کے ساتھ نماز ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ نماز میں نمازی کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہو، مناجات، قیام، رکوع اور سجود کی حالت میں یہ جانے کہ اللہ کے سامنے کمر بستہ رہنا ہے اس لئے اپنے دل کو دنیاوی تصورات سے خالی کرے اور ادائے فرض کی سرگرم کوشش کرے معلوم نہیں کہ اس نماز کے بعد بھی دوسری نماز پڑھ سکیگا یا نہیں یا دوسری نماز سے پہلے ہی اس کو موت کا پیام آجائے گا لہٰذا اپنے رب کے سامنے امید وبیم کی حالت میں غمگین اور خوف زدہ کھڑا ہو، نماز قبول ہونے کی امید لگائے رہے اور رد کئے جانے سے ڈرتا رہے، نماز قبول ہوگئی تو سعادت حاصل ہوگئی اور اگر لوٹادی گئی تو بدبختی اور بدنصیبی کا سامنا ہوگا۔

اے وہ مسلمان جو نماز میں اور دوسرے اعمال میں نور اسلام سے منور ہے تیرا اندیشہ بہت عظیم ہے، نماز ہو یا دوسرے فرائض خداوندی سب میں رنج وغم اور خوف وخطر تجھ سے بہت ہی قریب ہے اس لئے کہ تجھے نہیں معلوم کہ تیری کوئی نماز یا کوئی نیکی قبول بھی ہوئی یا نہیں۔ تیرا کوئی گناہ معاف بھی ہوا یا نہیں لیکن اس پر بھی ہنستا ہے، خوش ہوتا ہے تو غفلت میں پڑا ہے، دنیا کی چند روزہ زندگی کی خاطر اپنی دائمی اور ابدی زندگی سے غافل ہے، اس کائنات کو کچھ علم نہیں کہ تمہارا انجام کیا ہوگا۔ ایک سچے امین اور مخبر کے پاس سے یہ یقینی خبر آچکی ہے کہ تجھے دوزخ پر سے ضرور گزرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِنْ مِنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا (تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو دوزخ پر نہ اترے) اور تجھے اس کا یقین نہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ تیری طاعت قبول نہ کرلے اس وقت تک تجھ کو سب سے زیادہ گریہ کرنا اور غم میں مبتلا رہنا چاہیئے۔ پھر تجھے یہ بھی تو معلوم

نہیں ہے کہ تیری شام کے بعد صبح بھی ہوگی یا نہیں اور تیری صبح کے بعد شام آئے گی یا نہیں اور تجھے جنت کی بشارت ملے گی یا دوزخ کی: تیری اس حالت کا اقتضا تو یہ تھا کہ تجھے نہ بیوی بچوں سے خوشی حاصل ہوئی اور نہ مال و منال سے۔

انسان بڑی بھول اور ایک عظیم غفلت میں ہے

تمھاری اس غفلت اور بھول پر بڑا تعجب ہے کہ دن اور رات کی ہر گھڑی تمھاری زندگی کم کر رہی ہے، تم کو موت کی طرف ہنکایا جا رہا ہے پس موت سے ڈر اور اس عظیم خطرے سے جو تجھ پر چھایا ہوا ہے غافل مت ہو، موت کا مزہ بالآخر تمھیں چکھنا ہے۔ تمھیں سب کچھ چھوڑ کر خالی ہاتھ اس دنیا سے جانا ہے، ممکن ہے صبح یا شام موت تیرے گھر پر ڈیرے ڈال دے اور اس کا رُخ تیرے مکان کی جانب ہو جائے آخر سب کچھ چھین کر تجھے یہاں سے نکالا جانا ہی ہے۔ پھر تیرا رُخ خواہ دوزخ کی طرف ہو یا جنت کی طرف (اس کی تجھے خبر نہیں) دوزخ کی حقیقت اس کے عذاب کی مقدار اور طرح طرح کے عذابوں کا جاننا اور سمجھنا ناممکن ہے۔ وہ تحریر کے احاطے اور روایت کے دائرے میں نہیں آسکتے!

جنت کا طلبگار اور دوزخ سے فراری

ایک نیک بندے کا قول ہے کہ میں حیران ہوں کہ دوزخ کے عذاب سے بھاگنے والا کس طرح سوتا ہے اور جنت کے طلبگار کو نیند کس طرح آتی ہے۔ خدا کی قسم تو اگر دوزخ سے فرار اور جنت کی آرزو دونوں سے خالی ہے تو پھر تو عذاب پانے والے بدنصیبوں کے ساتھ تباہی میں مبتلا ہوگا اور تیری بدبختی عظیم ترین بدبختی ہوگی اور تیرا غم اور تیری گریہ و زاری بہت طویل ہوگی اور اگر تجھے یہ دعویٰ ہے کہ تو دوزخ سے فرار چاہتا ہے اور جنت کا خواہاں ہے تو ہوشیار ہو کہ آزدنیں تجھے فریب میں مبتلا نہ کردیں۔

کوشش اور کاوش سے کام لے نفس اور شیطان سے ہمیشہ ڈرتا رہ، ان دونوں کے نفوذ کی جگہ بہت ہی باریک ہے۔ یہ زبردست لٹیرے ہیں اور ان کی مکاریوں میں خباثت ہی خباثت ہے، پس دنیا سے خبردار رہ کہیں یہ اپنی زیبائش سے تجھے نہ موہ لے، کہیں تجھے یہ اپنے بے مایہ سرو سامان سے، جھوٹ سے اور سرسبزی و شادابی سے فریب میں مبتلا نہ کردے کہ

دنیا دھوکا دیتی ہے اور ضرر پہنچاتی ہے

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "دنیا دھوکا دیتی ہے، گذران سے اور مضرت رساں ہے"۔ اللہ جل وعلا کا ارشاد ہے فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا کہیں تم کو دنیاوی زندگی فریب میں نہ ڈالے۔ کہیں فَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ذرہ فریب دینے والا شیطان تمھیں اللہ کے ساتھ فریب میں مبتلا نہ کردے۔

پس اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو!! نماز اور دوسرے احکام کی اطاعت کرو، ممنوعات سے بچو ظاہری اور باطنی گناہوں کو چھوڑ دو، اللہ نے قسمت میں جو کچھ لکھ دیا ہے اور جتنا رزق مقدر کر دیا ہے اس پر راضی اور شاکر رہو، اپنے رب کے اوامر و مناہی کے پابند رہو اور اس کے فرمانبردار بن جاؤ" جس کام کے ارتکاب سے منع کیا ہے اس حکم سے نہ بھاگو، ممنوعات سے بچو، تمھاری مرضی کے خلاف رزق کی جو تقسیم کی گئی ہے اور بہت سے ایسے کام ہیں جن کو تم پسند نہیں کرتے ان کے مصالح تم کو معلوم نہیں اور ان کا انجام تم سے پوشیدہ ہے، ان کا اجر تم پر ظاہر نہیں پس تم اللہ کی تدبیروں پر اعتراض کرکے اس کی ناخوشی کے سزاوار مت بنو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

بسا اوقات تم کسی چیز کو برا جانتے ہو حالانکہ تمھارے لیے بہتر ہی ہے اور بسا اوقات تم کسی شے کو اچھا سمجھتے ہو حالانکہ وہ تمھارے لیے بری ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ سب حقائق کا عالم ہے اور تم نہیں جانتے

Imp

تم ہمیشہ اپنے مولا کے فرماںبردار اور اس کے فیصلے پر راضی اور اس کی بھیجی ہوئی مصیبت پر صابر اور اس کی نعمتوں کے شکر گزار رہو۔ اس کے نام سے اس کی نعمتوں اور اس کی قدرت کی نشانیوں کا ذکر کر کے اس سے دعا کرو اور اس کے فعل اور اس کی مشیت اور اس کے انتظام پر نکتہ چینی نہ کرو! اس وقت تک اس پر عمل پیرا رہو کہ موت آجائے! نیک لوگوں کے ساتھ مرنا اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تمھارا حشر ہو، رب العالمین کی رحمت اور اس کے کرم سے تم کو بھی جنت میں داخلہ مل جائے۔

Amen یا اللہ

خواص کی نماز

اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی نماز

اللہ تعالیٰ کے خاص بندے جو دل کو بیدار رکھتے اور خضوع و خشوع اور مراقبہ کرتے، دلوں کی ... محافظت کرتے اور خداوند تعالیٰ کے مقرب ہیں ان کی نماز کی حقیقت اور ہے، ایک روایت میں ہے کہ حضرت یوسف بن عصامؒ خراساں کی کسی جامع مسجد میں پہنچے آپ نے دیکھا کہ وہاں ایک بہت بڑا مجمع حلقہ بنائے بیٹھا ہے۔ انھوں نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ کسی نے ان کو بتایا کہ یہ شیخ حاتمؒ کا حلقہ ہے اور اس وقت وہ زہد و تقویٰ اور بیم و امید کے موضوع پر باتیں کر رہے ہیں، یوسفؒ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ چلو ان سے نماز کے بارے میں کچھ پوچھیں اگر انھوں نے ٹھیک ٹھیک جواب دیا تو ہم بھی وہاں بیٹھ کر ان کا وعظ سنیں گے (ورنہ نہیں) چنانچہ یوسفؒ ان کے پاس پہنچے سلام کیا اور کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے ہم کو چند مسائل دریافت کرنا ہیں، حاتمؒ نے کہا پوچھئے کیا پوچھنا ہے یوسفؒ نے کہا کہ میں نماز کے بارے میں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ حاتمؒ نے فرمایا کہ معرفت نماز کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہو یا آداب نماز کے بارے میں؟ یوسفؒ نے کہا کہ میرا سوال آداب نماز کے بارے میں ہے۔

Imp

آداب نماز

حاتمؒ نے فرمایا: آداب نماز یہ ہیں کہ حکم کے مطابق تم اٹھو، ثواب کی امید کر کے مسجد کو چلو، پھر نیت کر کے عظمت کے ساتھ تکبیر کہو، ترتیل کے ساتھ قرآن پاک پڑھو، خشوع کے ساتھ رکوع کرو، عاجزی کے ساتھ سجدہ کرو، اخلاص کے ساتھ تشہد پڑھو اور رحمت کے ساتھ سلام پھیرو!

Imp Imp Imp Imp

معرفت نماز

یہ سن کر یوسفؒ کے احباب نے کہا کہ اب تو معرفت نماز کے بارے میں ان سے دریافت کرنا چاہیے چنانچہ یوسفؒ نے معرفت نماز کے بارے میں حاتمؒ سے دریافت کیا انھوں نے فرمایا کہ معرفت نماز یہ ہے کہ جنت کو اپنے دائیں جانب اور دوزخ کو اپنے پیچھے، پل صراط کو اپنے پیروں تلے اور میزان کو آنکھوں کے سامنے سمجھو! اور یقین رکھو کہ خدا کو دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو یہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔ یوسفؒ نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کتنے عرصے سے اس طرح نماز ادا کر رہے ہیں؟ انھوں نے فرمایا بیس سال سے یہ سن کر یوسفؒ نے اپنے ساتھیوں سے

Imp Imp Imp Imp

کہا کہ اٹھو! تاکہ ہم اپنی پچاس برس کی نمازوں کو دوبارہ ادا کریں۔ یوسفؒ نے حضرت حاتمؒ سے یہ بھی سوال کیا کہ آپ نے معرفت نماز کی یہ تعلیم کہاں سے حاصل کی انھوں نے فرمایا اُن کتابوں سے جو آپ نے ہمارے استفادہ کے لیے لکھی ہیں!

ابوحازمؒ کی وضاحت

اسی طرح کا ایک واقعہ ابوحازمؒ المرج کا ہے۔ ابوحازمؒ کا بیان ہے کہ میں سمندر کے ساحل پر تھا ایک صحابیؓ سے ملاقات ہوئی، صحابیؓ نے فرمایا ابوحازمؒ کیا تم اچھی طرح نماز پڑھنا جانتے ہو؟ میں نے کہا میں فرائض اور سنتوں کو اچھی طرح جانتا ہوں! اس کے علاوہ اچھی طرح نماز پڑھنے کے اور کیا معنی ہیں؟ صحابیؓ نے فرمایا: ابوحازم بتاؤ! ایک فرض کے لئے کھڑے ہونے سے قبل کتنے فرائض ہیں؟ میں نے کہا چھ فرض ہیں؟ انھوں نے دریافت کیا کہ وہ کیا ہیں؟ میں نے کہا (۱) طہارت۔ (۲) ستر عورت (ستر پوشی)، (۳) نماز کے لئے پاک جگہ کا انتخاب، (۴) نماز کے لئے کھڑا ہونا۔ (۵) نیت کرنا (۶) اور قبلہ رو ہونا۔ انھوں نے دریافت کیا کہ کس نیت کے ساتھ گھر سے مسجد کی طرف جاتے ہو؟ میں نے کہا رب سے ملاقات کرنے کی نیت کے ساتھ، انھوں نے کہا کہ کس نیت کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتے ہو؟ میں نے کہا عبادت و بندگی کی نیت سے، پھر دریافت کیا کہ کس نیت سے عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہو؟ میں نے کہا بندگی کی نیت سے! اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کرتے ہوئے!

صحابیؓ نے پھر دریافت کیا کہ ابوحازمؒ کن چیزوں کے ساتھ قبلہ کی طرف منہ کرتے ہو، میں نے کہا تین فرائض اور ایک سنت کے ساتھ! پوچھا وہ کیا ہیں؟ میں نے جواب دیا، قبلہ رو کھڑا ہونا فرض ہے، نیت فرض ہے اور تکبیر تحریمہ فرض ہے (یہ تین فرائض ہوئے) اور تکبیر تحریمہ میں دونوں ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ صحابیؓ نے پوچھا کتنی تکبیریں فرض ہیں اور کتنی سنت؟ میں نے کہا چورانوے (۹۴) تکبیریں ہیں اور ان میں صرف پانچ تکبیریں فرض ہیں باقی سب سنت ہیں، انھوں نے دریافت کیا کہ نماز کس چیز سے شروع کرتے ہو؟ میں نے کہا تکبیر سے! انھوں نے پوچھا نماز کی برہان کیا ہے؟ میں نے کہا قرأت! پوچھا نماز کا جوہر کیا ہے؟ میں نے کہا اس کی تسبیحات! انھوں نے پوچھا نماز کی زندگی کیا ہے؟ میں نے کہا خضوع و خشوع! انھوں نے پوچھا خشوع کیا ہے؟ میں نے کہا سجدہ گاہ پر نظر جمائے رکھنا، انھوں نے دریافت کیا نماز کا وقار کیا ہے؟ میں نے کہا سکون و اطمینان انھوں نے پوچھا کہ وہ فعل کونسا ہے جس کی بنا پر نماز کے سوا ہر فعل منع ہو جاتا ہے؟ میں نے کہا تکبیر تحریمہ! انھوں نے پوچھا نماز کو ختم کرنے والی کون سی چیز ہے؟ میں نے کہا سلام پھیرنا! انھوں نے دریافت کیا کہ اس کی خصوصی علامت کیا ہے؟ میں نے کہا نماز ختم کرنے کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھنا۔

صحابیؓ نے دریافت کیا ان سب کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا نیت! انھوں نے کہا نیت کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا یقین! انھوں نے کہا یقین کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا توکل! انھوں نے کہا توکل کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا خوفِ خدا! انھوں نے کہا خوفِ خدا کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا امید، دریافت کیا کہ امید کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا صبر! انھوں نے کہا صبر کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا رضا، انھوں نے پوچھا رضا کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا اطاعت، انھوں نے پوچھا اطاعت کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا اقرار، انھوں نے پوچھا اقرار کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ کی ربوبیت اور اس کی وحدانیت کا اقرار، انھوں نے دریافت کیا کہ یہ سب باتیں تم کو کہاں سے معلوم ہوئیں؟ میں نے کہا علم کے ذریعے سے! انھوں نے پوچھا علم کہاں سے حاصل کیا؟ میں نے کہا سیکھنے سے، انھوں نے کہا کہ سیکھنے کا ذریعہ کیا تھا؟ میں نے کہا عقل! انھوں نے پوچھا

عقل کہاں سے آئی؟ میں نے کہا عقل دو قسم کی ہے، ایک عقل وہ ہے جس کو صرف اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے دوسری وہ جس کو انسان اپنی لیاقت سے حاصل کرتا ہے۔ جب دونوں جمع ہو جاتی ہیں تو دونوں ایک دوسرے کی مددگار بنتی ہیں۔ انھوں نے پوچھا یہ سب چیزیں تم کو کہاں سے حاصل ہوئیں؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے! اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو ایسی توفیق بخشے جس سے وہ راضی ہو۔

ان تمام سوالات و جوابات کے بعد صحابی نے مجھ سے کہا خدا کی قسم! تم نے جنت کی کنجیاں تو مکمل کر لیں اب یہ بتاؤ کہ تمھارا فرض کیا ہے اور فرض کا فرض کیا ہے؟ اور وہ کونسا فرض ہے جو فرض کی طرف لے جاتا ہے؟ فرض میں سنت کیا ہے؟ وہ کونسی سنت ہے جس سے فرض پورا ہو جاتا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں۔ فرض کا فرض طہارت ہے، دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو ملا کر (چلو بنا کر) پانی لینا ایسا فرض ہے جو دوسرے فرض تک پہنچاتا ہے اور پانی سے انگلیوں کا خلال کرنا ایسی سنت ہے جو فرض میں داخل ہے، اور وہ سنت جس سے فرض کی تکمیل ہو جائے ختنہ کرانا ہے، یہ سن کر صحابی نے فرمایا ابو حازم! تم نے اپنے اوپر حجت تمام کر لی اب کچھ باقی نہیں ہے لیکن اتنا اور بتا دو کہ کھانا کھانے میں تم پر کیا فرض ہے اور کیا سنت ہے؟ میں نے ان سے کہا کہ کیا کھانا کھانے میں بھی فرض و سنت ہوتے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں اس میں چار فرض ہیں چار سنتیں ہیں اور چار باتیں مستحب ہیں۔

کھانا کھانے میں فرائض وسنن اور مستحبات

فرمایا فرض تو یہ باتیں ہیں! ابتدا (شروع کرتے وقت) بسم اللہ کہنا۔ (۲) اللہ کی حمد کرنا۔ (۳) شکر بجا لانا۔ (۴) پہچاننا کہ جو کھانا اللہ نے دیا ہے وہ حلال ہے یا حرام۔ بائیں ران پر زور دیکر بیٹھنا، (ٹیک لگانا۔ تین انگلیوں سے کھانا، لقمہ خوب چبانا آخر میں انگلیاں چاٹنا۔ یہ چار سنتیں ہیں، پہلے دونوں ہاتھ دھونا۔ لقمہ چھوٹا لینا، اپنے سامنے سے کھانا اور اپنے ہم طعام کی طرف کم دیکھنا، یہ چاروں مستحبات یا تہذیبی امور ہیں۔

باب ۲۰

نمازِ جمعہ، نمازِ عیدین، نمازِ استسقا نمازِ کسوف و خسوف، نمازِ خوف نماز میں قصر، نمازِ جنازہ و دیگر مسائل

VVVVV IMP

نمازِ جمعہ نمازِ جمعہ کی فرضیت کی دلیل باری تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ؕ

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد (نماز) کے لئے جلد جاؤ اور خرید و فروخت کو ترک کردو۔ Imp

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن کی نماز فرض کی ہے، ایک دوسرا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے بلا عذر تین جمعہ ترک کردیئے اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ جس شخص پر پانچوں نمازیں فرض ہیں اس پر جمعہ بھی فرض ہے بشرطیکہ وہ وطن میں ہو یا وہ ایسے شہر اور ایسی بستی میں مقیم ہو جہاں چالیس عاقل و بالغ اور آزاد افراد رہتے ہوں۔ اگر کوئی شخص ایسے گاؤں میں رہتا ہو جہاں چالیس مرد نہ ہوں لیکن اس گاؤں میں نمازِ جمعہ کی اذان کی آواز دوسری بستی یا شہر سے سنائی دیتی ہو یا شہر ایک فرسنگ (فرسخ) کے فاصلے پر ہو تو ایسی جگہ جمعہ ادا کرنا واجب ہے، بغیر عذر کے جمعہ چھوڑنا جائز نہیں! ہاں عذر کی صورت میں جمعہ کو ترک کرنے اور باقی دوسری نمازوں کی جماعت ترک کرنے میں معذور سمجھا جائے گا، مثلاً کوئی شخص بیمار ہو یا شرکتِ جمعہ کی وجہ سے مال کے ضائع ہو جانے کا ڈر ہو یا کسی عزیز کی موت کا ڈر ہو کہ اس کی عدم موجودگی میں وہ مر جائے گا یا پیشاب یا پاخانہ کی سخت حاجت ہو یا کھانا موجود ہو اور سخت بھوکا ہو یا حاکم کی طرف سے گرفتاری کا اندیشہ ہو قرض خواہ کا ڈر ہو کہ وہ نہ چھوڑے گا یا یہ ڈر ہو کہ جمعہ کی نماز میں شریک ہونے پر جو مال مل سکتا ہے وہ نہ مل سکے گا یا نیند کا اس قدر غلبہ ہو کہ نمازِ جمعہ کا وقت گزر جائے، بارش، کیچڑ یا شدید طوفان مانع ہو۔ (یہ سب کی سب عذر شرعی کی صورتیں ہیں)

VVVVV Imp

جمعہ کی رکعتیں جمعہ کی (فرض) دو رکعتیں ہیں جو خطبہ کے بعد امام کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، اگر جمعہ کی نماز نہ ملے تو چاہے تنہا چاہے جماعت کے ساتھ نمازِ ظہر (کی چار رکعتیں) پڑھ لے۔

جمعہ کی نماز کا وقت

نماز کا وقت زوال سے اوّل وقت ہے جس میں نماز عید ادا کی جاتی ہے[1] لیکن بعض علماء کا قول ہے کہ جمعہ کی نماز دن کے پانچویں پہر میں ادا کرنا چاہیئے، (جمعہ کا وقت پانچویں ساعت ہے) انعقاد جمعہ کی شرط یہ ہے کہ جماعت میں ایسے چالیس آدمی موجود ہوں جن پر جمعہ فرض ہے ایک روایت میں تین آدمی بھی آئے ہیں۔

قرأت مسنونہ

سنت ہے کہ قرأت میں جہر کیا جائے اور سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ جمعہ اوّل رکعت میں اور سورہ منافقون دوسری رکعت میں پڑھی جائے۔ کیا جمعہ کی نماز کے لئے حاکم اسلام (خلیفہ وقت) کی اجازت کی ضرورت ہے اس کے جواب میں دو اقوال ہیں یعنی مثبت اور منفی۔ شرائط جمعہ میں دو خطبے بھی داخل ہیں۔ جمعہ سے پہلے کوئی سنت (ادا کرنا) لازم نہیں ہے لیکن نماز جمعہ کے بعد کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ چھ رکعتیں سنت ہیں اس کو بعض صحابہ کرام رضؓ نے رسول خدا سے روایت کیا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ سے پہلے بارہ رکعت اور نماز جمعہ کے بعد چھ رکعت پڑھنا مستحب ہے۔

جب منبر کے پاس اذان ہو جائے تو خرید و فروخت بند کر دینا چاہیئے اس لئے کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۝ (اے ایمان والو! جب جمعہ کی نماز کے لئے تم کو (اذان سے) پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی جانب جلدی چلو اور خرید و فروخت چھوڑ دو) یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اذان تھی۔ (حنبلی مسلک میں) ہمارے نزدیک جمعہ کے دن یہ اذان واجب ہے اور دوسری نمازوں کے لئے فرض کفایہ ہے۔ منارہ پر چڑھ کر اذان دینے کا حکم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں عام مصلحت کے پیش نظر نیز ان لوگوں کی اطلاع کے لئے جو شہروں سے دور آبادیوں سے باہر بستے تھے دیا تھا، لیکن یہ پہلی اذان خرید و فروخت کو باطل نہیں کرتی۔

چار رکعت مستحب

مستحب ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی اگر وقت میں گنجائش ہو تو چار رکعت پڑھے، ہر رکعت میں پچاس پچاس مرتبہ سورۂ اخلاص، سورہ فاتحہ کے بعد پڑھے۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ چار رکعت پڑھے گا اپنا گھر جنت میں اپنی زندگی میں ہی دیکھ لے گا۔ (اس کو زندگی ہی میں جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جائے گا)۔

دو رکعت نماز

مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھے، اس سے قبل نہ بیٹھے جیسا کہ ہم اس سے قبل فضائل جمعہ میں بیان کر چکے ہیں، جامع مسجد میں جانے اور دیگر متعلقات جمعہ اس سے پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

---

[1] احناف کے یہاں اس کا وقت پانچویں پہر سے شروع ہوتا ہے یعنی زوال کے بعد۔

عیدین کی نماز

عیدین کی نماز فرض کفایہ ہے

عیدین (عید الفطر و عید الاضحیٰ) کی نماز فرض کفایہ ہے کسی بستی میں اگر کچھ لوگ پڑھیں اور کچھ نہ پڑھیں تو نہ پڑھنے والوں کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے لیکن اگر بستی کے تمام لوگ اس نماز کے ادا نہ کرنے پر متفق ہو جائیں تو اس صورت میں امام وقت کو ان سے جنگ کرنا چاہیئے یہاں تک کہ سب توبہ کر لیں!

عید کی نماز کا وقت

عیدین کی نماز کا وقت اول وہ ہے جب آفتاب بلند ہو جائے اور زوال پر وقت نماز ختم ہو جاتا ہے۔ عید الضحیٰ کی نماز اول وقت پڑھنا مستحب ہے کہ لوگوں کو قربانی کا وقت مل جائے، ہاں عید الفطر کی نماز میں تاخیر کرنا مستحب ہے

عید کی نماز کے شرائط

عیدین کی نماز کے شرائط یہ ہیں کہ وطن میں ہو، نمازیوں کی مقررہ تعداد (تین یا چالیس یا پچاس) موجود ہو اور نماز جمعہ کی طرح اس نماز کے لئے بھی حاکم اسلام کی طرف سے اجازت ہو۔ امام احمد رضؓ سے ایک دوسری روایت اس طرح آئی ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے، تمام شرطوں کا پایا جانا ضروری نہیں ہے۔ یہی مذہب امام شافعیؒ کا ہے

عید کی نماز میدان میں پڑھنا مستحب ہے، اولیٰ یہ ہے کہ نماز شہر سے باہر پڑھی جائے، جامع مسجد میں بلا عذر پڑھنا مکروہ ہے، صبح سویرے ہی عید کی نماز کو جانا، عمدہ لباس زیب تن کرنا اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔ عید کی نماز میں عورتوں کی شرکت بھی ممنوع نہیں ہے۔ عیدگاہ کو پیدل جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا مستحب ہے، اس کی علت ہم عیدین کے فضائل میں بیان کر چکے ہیں۔ عید کی نماز کے لئے "الصلوٰۃ جامعۃ" کے ذریعہ یا یہ کہہ کر ندا کی جا سکتی ہے کہ "نماز تیار ہے"!

عید کی نماز کس طرح پڑھی جائے۔

عید کی نماز کی دو رکعتیں ہیں پہلی رکعت میں سُبحَانکَ اللّٰھُمَّ اور اعوذ باللہ کے درمیان سات تکبیریں (معہ تکبیر تحریمہ) اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہی جائیں اور ہر تکبیر میں ہاتھ اٹھائے جائیں اور اللّٰہ اکبر کبیرًا والحمد للّٰہ کثیرًا و سبحان اللّٰہ بکرۃً واصیلًا کہا جائے۔ پہلی رکعت میں جب تکبیروں سے فارغ ہو جائے تو اعوذ باللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھی جائے اور اس کے بعد سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ پڑھے، اگر پہلی رکعت میں سورۂ قٓ والقرآن المجید تو دوسری رکعت میں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ پڑھے، امام احمد رضؓ سے یہی منقول ہے۔ اگر ان سورتوں کے علاوہ اور دوسری سورتیں پڑھے تو وہ بھی جائز ہے

کیا تکبیروں کے بعد اعوذ کے ساتھ سبحانک پڑھے یا تکبیر تحریمہ کے بعد ہی مزید تکبیروں سے پہلے پڑھے؟ جواب ہے کہ یہ دونوں

---

[1] حنفی مذہب میں پہلی رکعت میں تعوذ سے پہلے صرف تین تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرآت کے بعد رکوع سے پہلے تین تکبیریں ہیں۔ تکبیر میں صرف اللہ اکبر کہا جاتا ہے، اس سلسلہ میں اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے وہ حنبلی مذہب کے اعتبار سے ہے۔

روایتیں آئی ہیں۔

عید کی نماز کے بعد نوافل

عید کی نماز سے پہلے اور عید کی نماز کے بعد نوافل نہ پڑھے بلکہ نماز عید پڑھکر گھر لوٹ آئے اہل خانہ کی ضروریات کا انتظام کرے اور ان سے محبت و خلوص کے ساتھ پیش آئے، مصارف و نفقہ میں کشادگی کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ عید کے ایام کھانے پینے اور اہل خانہ کے ساتھ خوشی اور مسرت کے اظہار کے دن ہیں۔ یہ حکم عید الفطر، عید اضحیٰ اور ایام تشریق کے لئے ہے۔

عید کی نماز مسجد میں

اگر عید کی نماز مسجد میں پڑھیں تب بھی جائز ہے البتہ مسجد میں داخل ہونے پر دو رکعت "تحیۃ المسجد" پڑھے بغیر نہ بیٹھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جب تم مسجد میں داخل ہو تو جب تک دو رکعت نہ پڑھ لو نہ بیٹھو، یہ حکم عمومی ہے اس میں دونوں عیدیں بھی شامل ہیں، امام احمدؒ نے جو نوافل نہ پڑھنے کی صراحت کی ہے وہ عیدگاہ کے لئے مخصوص ہے مسجد کے لئے نہیں ہے۔ چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو نماز عید سے پہلے نوافل پڑھتے تھے اور نہ نماز عید کے بعد اور یہی قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ، عبداللہ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز میدان میں پڑھا کرتے تھے اگر آپ مسجد میں پڑھتے تو "تحیۃ المسجد" ترک فرماتے۔

نماز عید کی قضا

اگر کسی شخص کی نماز عید کسی وجہ سے فوت ہو جائے تو اس کے لئے قضا مستحب ہے، اور اس کو اختیار ہے کہ نماز چاشت کی مانند چار رکعت بغیر تکبیرات زائدہ کے پڑھ لے یا پھر نماز عید کی طرح دو رکعت مع تکبیرات زائدہ کے پڑھے! ایسے شخص کو چاہیئے کہ اپنے گھر والوں کو اور دوست احباب کو جمع کرکے پڑھے اس میں بڑا ثواب ہے۔

نماز اِستسقا

نماز استسقا کب پڑھی جاتی ہے

اِستسقا کی نماز سنت ہے، بارش نہ ہو تو بارش کی دعا کے لئے یہ نماز پڑھی جاتی ہے، یہ نماز امام کے ساتھ اس طرح ادا کی جائے جیسے عید کی نماز میدان یا عیدگاہ میں چاشت کے وقت ادا کی جاتی ہے۔ نماز استسقا کے احکام و احوال اور صفات عید کی نماز کی طرح ہیں۔

مستحب ہے کہ اس نماز کے لئے غسل کرکے پاک و صاف ہو کر جائے صرف خوشبو لگانا مستحب نہیں ہے اس لئے کہ یہ عاجزی مسکینی اور طلب حاجت کا وقت ہوتا ہے اس لئے پرانے کپڑے پہن کر خشوع و خضوع زاری و مسکینی، شکستہ حالی کے ساتھ نماز کو جانا مستحب ہے، اس نماز میں بوڑھے، مرد اور عورتیں بچے اور مصیبت زدہ لوگ شریک ہوں۔ مظالم، گناہوں اور حقوق العباد کے اتلاف سے صدق دل سے توبہ کریں، لوگوں کے تمام حقوق ادا کریں، بچالی ہوئی چیزیں اور زکوٰۃ، منتیں اور کفارے ادا کریں۔ خیرات زیادہ کریں، روزے بکثرت رکھیں از سر نو توبہ کریں اور مرتے دم تک توبہ پر قائم رہنے کا پختہ ارادہ کریں۔ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے اجتناب کریں، خلوت و جلوت میں خدا سے شرم کریں۔ زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ

سے پوشیدہ نہیں ہے وہ ہر ظاہر اور پوشیدہ چیز سے واقف ہے۔

زاہدوں، نیکوکاروں، عالموں، بزرگوں اور دینداروں کا وسیلہ اختیار کریں۔ روایت میں آیا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ استسقا کی نماز کے لئے جب باہر میدان میں آئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر قبلہ رو ہو کر اس طرح دعا مانگی "الٰہی یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا ہیں ہم ان کو وسیلہ میں پیش کرتے ہیں ان کے طفیل میں تو ہم کو سیراب فرما! راوی کا بیان ہے کہ لوگ وہاں سے گھروں کو لوٹنے نہ پائے تھے کہ بارش سے جل تھل بھر گئے، وجہ اس کی یہ ہے کہ بارش نہ ہونا اور مینہ بند ہو جانا، اولاد آدم کی نحوست کا بدلہ اور ان کی سزا ہے اسی لئے روایت میں آیا ہے کہ "جب کافر کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو منکر نکیر آکر اس سے رب، نبی اور دین کے متعلق سوال کرتے ہیں اور جب اس سے جواب بن نہیں پڑتا تو گرز سے اس کو مارتے ہیں، اس کی ضرب سے وہ چیختا ہے اس کی چیخ کو جن و انس کے سوا باقی تمام مخلوق سنتی ہے اور لعنت بھیجتی ہے حتی کہ وہ بکری بھی اس پر لعنت بھیجتی ہے جو قصاب کی چھری کے نیچے ہوتی ہے، وہ کہتی ہے کہ ہم پر اس منحوس کے باعث بارش بند ہوگئی، اللہ تعالیٰ کے ارشاد:۔

اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ ان لوگوں پر اللہ اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

کا یہی مطلب ہے، آدمی جب بگڑ جاتا ہے تو اس کا بگاڑ ہر جاندار تک اثر انداز ہوتا ہے اور اگر درست ہوتا ہے تو اس کی درستی کا اثر ہر چیز تک پہنچ جاتا ہے، انسان کا بگاڑ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کی درستی اس کی طاعت و فرمانبرداری کے باعث ہوتی ہے۔

نماز استسقا کا امام کون ہو؟

خلیفہ یا خلیفہ کا نائب لوگوں کو نماز استسقا کی دو رکعتیں بغیر اذان کے پڑھائے، پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ چھ تکبیریں زائد کہی جائیں گی اور دوسری رکعت میں پانچ زائد تکبیریں کہی جائیں گی، یہ تکبیرات دونوں رکعت میں قیام کی تکبیر کے علاوہ ہیں، ہر دو تکبیروں کے درمیان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے، ایک روایت میں نماز سے قبل خطبہ پڑھنے کو بھی جائز کہا گیا ہے امام احمدؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ خطبہ کی تقدیم و تاخیر میں امام مختار ہے۔ امام احمدؒ ہی سے ایک روایت میں آیا ہے کہ نماز استسقا کے لئے خطبہ مسنون نہیں ہے بلکہ نماز کے بعد بجائے خطبہ صرف دعا کرے۔ الغرض امام کو جس میں آسانی ہو وہی کرے امام اگر خطبہ پڑھے تو خطبہ کا آغاز عید کے خطبہ کی طرح تکبیر سے کرے اور درود شریف کثرت سے پڑھے۔ ان آیات کو بھی خطبہ میں پڑھے

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ (حضرت نوح نے ان سے کہا) اپنے رب سے تم استغفار کرو وہی بخشنے والا ہے)
يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ (وہ آسمان سے موسلادھار بارش اتارتا ہے)

خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد قبلہ رو ہو کر اپنی چادر الٹ دے، دائیں کاندھے والا حصہ بائیں کاندھے پر اور بائیں کاندھے والا حصہ دائیں کاندھے پر ڈال دے، بالائی کنارا نیچے اور نیچے کا کنارا اوپر کو ڈالے تمام لوگ بھی اسی طرح کریں۔ اور گھر واپس پہنچنے تک چادروں کی ہیئت اسی طرح رہنے دیں۔ گھر پہنچ کر بطور خوش فالی دوسرے کپڑوں کے ساتھ چادروں کو

بھی بدل لیں گویا رب نے بھیگا ہوا لباس بدل ڈالا یہ نیک شگون ہے اس سے خشک سالی اور امساک باراں دور ہو جاتا ہے حدیث شریف میں یہی طریقہ منقول ہے۔ عباد بن تمیم رضؓ اپنے چچا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لیکر نماز استسقا کے لئے تشریف لے گئے اور جہری قرأت کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھائی۔ ردائے مبارک کو پھیرا اور دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ سے بارش طلب فرمائی۔

امام کو چاہیے کہ قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دعا مانگی تھی!

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا هَنِيْئًا
مُرِيْعًا غَدَقًا مُجَلِّلًا رَبًّا مُجَلِّلًا
عَامًّا طَبَقًا سَحًّا دَائِمًا۔ اَللّٰهُمَّ
اسْقِنَا الْغَيْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِيْنَ
اَللّٰهُمَّ سُقْيَا رَحْمَةٍ لَا سُقْيَا عَذَابٍ
وَلَا مَحْقٍ وَلَا بَلَاءٍ وَلَا هَدْمٍ وَلَا غَرَقٍ
اَللّٰهُمَّ اِنَّ بِالْبِلَادِ وَالْعِبَادِ وَالْخَلْقِ
مِنَ اللَّاْوَاءِ وَالْبَلَاءِ وَالْجَهْدِ وَالضَّنْكِ
مَا لَا نَشْكُوْ اِلَّا اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اَنْبِتْ
لَنَا الزَّرْعَ وَاَدِرَّ لَنَا الضَّرْعَ وَاسْقِنَا
مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَآءِ وَاَنْبِتْ لَنَا مِنْ
بَرَكَاتِ الْاَرْضِ، اَللّٰهُمَّ ارْفَعْ عَنَّا
الْجَهْدَ وَالْجُوْعَ وَالْعُرْيَ وَاكْشِفْ
عَنَّا مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يَكْشِفُهٗ
غَيْرُكَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ
اِنَّكَ كُنْتَ غَفَّارًا فَاَرْسِلِ السَّمَآءَ
عَلَيْنَا مِدْرَارًا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ
اَمَرْتَنَا بِدُعَائِكَ وَوَعَدْتَنَا
اِجَابَتَكَ فَقَدْ دَعَوْنَاكَ كَمَا
اَمَرْتَنَا فَاسْتَجِبْ لَنَا كَمَا وَعَدْتَنَا۔

الٰہی! ہمارے لئے پانی بھیج جو مصیبت سے نجات دے، اس کا نتیجہ اور انجام اچھا ہو، خوشگوار ہو وہ سیراب کرنے والا اور زمین میں اثر کرنے والا ہو، عام طور پر جاری ہونے والا اور کثرت سے جاری ہونے والا ہو۔ الٰہی ہمارے پاس پانی بھیج ہمیں پانی سے ناامید ہونے والے لوگوں میں سے نہ بنا۔ الٰہی ایسا پانی ہم کو عطا نہ فرما جو عذاب ہو، نہ وہ پانی جو ہماری کھیتیوں کو بہالے جانے والا ہو اور نہ وہ مصیبت میں ڈالے نہ ہمارے گھروں کو گرائے نہ انہیں غرق کرے، اے اللہ شہروں میں اور تیرے بندوں میں بڑی افسردگی اور بھوک پھیلی ہوئی ہے بہت تنگی اور مصیبت درپیش ہے ان باتوں کا گلہ تجھ ہی سے ہے اور ہم تیرے سوا کسی کے پاس گلہ نہیں کرتے، الٰہی ہماری کھیتی کو سرسبز کر دے اور ہمارے جانوروں کا دودھ بڑھا دے اور ہم پر آسمان کی برکتیں نازل فرما اور زمین کی برکتوں سے ہماری فصلیں اگا دے، جو نرم اور لہلہاتی نظر آتی ہوں الٰہی! ہم کو بھوک پیاس کی مشقت اور سختی سے محفوظ رکھ تیرے سوا اور کوئی نہیں جو ہم کو اس مشقت سے بچائے الٰہی ہم تیری ہی بخشش چاہتے ہیں اس لئے کہ تو ہی بخشنے والا ہے الٰہی ہم پر برسنے والا ابر بھیج، اے اللہ تو نے اپنے حضور میں ہم کو دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور تو نے دعا قبول کرنے کا ہم سے وعدہ کیا ہے، اس لئے تیرے ارشاد کے مطابق ہم نے تجھ سے دعا کی ہے، پس اب تو اپنے وعدہ کے مطابق اس کو قبول فرما۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ خطبہ کے دوران قبلہ کی طرف رُخ کرے اور قبلہ رو رہ کر خطبہ ختم کرے اس کے بعد دعا کرے لیکن بہتر یہی ہے جو اولاً ذکر کیا جا چکا ہے کہ خطبہ سے فارغ ہو کر قبلہ رخ ہو کر دعا کرے کیونکہ خطبہ میں موعظت و پند تنبیہہ اور خوف کا تاثر ہوتا ہے اور یہ مقصود اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ لوگوں کی طرف خطیب کا رخ ہو تاکہ اس کا وعظ کانوں سے لوگوں کے دلوں تک پہنچ سکے۔ قبلہ کی طرف منہ کرنے سے لوگوں کی طرف پشت ہو جاتی ہے جیسا کہ نماز میں امام کی پشت ہوتی ہے (اس طرح خطابت کا مقصود فوت ہو جاتا ہے)

سورج اور چاند گرہن
اور
نماز

نماز کسوف سنت مؤکدہ ہے

نماز کسوف یا سورج گرہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔ گرہن شروع ہونے سے مکمل روشنی کی واپسی تک اس نماز کا وقت ہے یعنی سورج یا چاند جس وقت سے گہنا شروع ہوا یعنی دھندلے پن اور کرنوں کا گھٹاؤ کا آغاز ہو تب سے نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور جب تک حالت بالکل ختم نہ ہو جائے، وقت باقی رہتا ہے جب گرہن کا زوال ہو جاتا ہے اس نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

نماز کا طریقہ

مسنون یہ ہے کہ نماز جامع مسجد میں ادا کی جائے اور امام دو رکعت نماز پڑھائے، پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا اور تعوذ کے بعد سورہ فاتحہ پڑھ کر سورہ بقرہ پڑھے پھر رکوع کرے، رکوع اتنا طویل ہو کہ سو آیتوں کے بقدر سبحان ربی العظیم کی تکرار کرتا رہے پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور سورہ فاتحہ پڑھے اسکے بعد سورہ آل عمران پڑھ کر دوبارہ رکوع کرے جو پہلے سے طوالت میں کم ہو پھر سر اٹھائے اور سجدے میں جائے رکوع کی طرح سجدے بھی اتنے طویل کرے کہ ہر سجدے میں سو آیتوں کے بقدر سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ لے پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے، دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھ کر سورہ نساء پڑھے پھر پہلی رکعت کی طرح طویل رکوع کرے پھر سر اٹھائے اور سیدھا کھڑا ہو کر سورہ فاتحہ کے بعد سورہ مائدہ پڑھے، اگر یہ سورتیں اچھی طرح یاد نہ ہوں تو ان آیات کے بقدر قرآن مجید کی دوسری سورتیں پڑھے اگر کچھ بھی نہ پڑھ سکتا ہو تو سورہ اخلاص ہی پڑھے لیکن اتنی مقدار میں کہ مذکورہ سورتوں کی تعداد کے برابر ہو۔

ہر بار کی قرأت کی مقدار

اول رکعت میں دوسرے قیام کے اندر قرأت اول قرأت سے ۲/۳ ہوگی اور تیسرے قیام میں (دوسری رکعت کے اندر) قرأت کی مقدار اول قیام کی قرأت سے ۲/۳ ہوگی۔ اور چوتھے قیام میں قرأت کی مقدار تیسرے قیام کی قرأت سے ۳/۴ ہوگی۔ اسی طرح ہر تسبیح (رکوع و سجود) کی مقدار ہر قیام

کی قرأت کی مقدار سے ۲/۳ (دو تہائی) کے برابر ہوئی، دوسری رکعت میں رکوع و سجود اور تشہد کے بعد سلام پھیرے اس طرح اس نماز میں چار رکوع اور سجود کرے یعنی ہر رکعت میں دو رکوع ہونگے، لوگ نماز پڑھنے میں مصروف ہوں اور گھر میں کھل جائے تو نماز میں تخفیف کر دینا مستحب ہے لیکن نماز کو منقطع نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ نماز گھر میں بھی پڑھنا جائز ہے لیکن مسجد میں اس کو پڑھنا افضل ہے۔

نماز کسوف کی دلیل

سورج گرہن کی نماز کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نقل فرمائی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا، حضور اقدس عیدگاہ کو تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچکر آپ نے تکبیر تحریمہ کہی لوگوں نے بھی اتباع کی پھر آپ نے جہری قرأت فرمائی اور طویل قیام کے بعد رکوع کیا۔ پھر سر اقدس اٹھاکر سمع اللہ لمن حمدہ فرماکر پھر طویل قرأت فرمائی پھر رکوع فرمایا پھر کھڑے ہوئے پھر سجدہ فرمایا پھر سر اقدس اٹھایا اور پھر سجدہ کیا اور اس کے بعد کھڑے ہوگئے، حضور نے دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا فرمائی۔ (اس طرح پوری نماز میں حضور نے چار رکوع اور چار سجدے ادا فرمائے)۔ نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفتاب و ماہتاب اللہ تعالی کی دو نشانیاں ہیں ان میں کسی کے جینے اور مرنے سے گہن نہیں لگتا۔ جب تم کبھی گہن دیکھو تو گھبراکر نماز پڑھنے لگا کرو۔

نماز خوف

نماز خوف کی شرطیں

نمازِ خوف ان چار شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔ (۱) ایک یہ مدِ مقابل دشمن سے جنگ کرنا جائز ہو، دوم: دشمن سمت قبلہ کے سوا کسی دوسری سمت ہو۔ سوم: دشمن کے حملہ کر دینے کا خوف ہو، چہارم: لشکر میں اتنے آدمی ہوں کہ انھیں متفرق کیا جاسکے یعنی کم سے کم چھ، ان آدمیوں کو دو گروہوں میں تقسیم کر کے ایک گروہ کو دشمن کے مقابل رکھے اور دوسرے گروہ کو امام ایک رکعت پڑھائے جب امام پہلی رکعت سے فارغ ہوکر دوسری رکعت کے لئے اٹھے تو اقتدا کرنے والا گروہ دشمن کے مقابل میں چلا جائے اور امام سے جدائی کی نیت پر نماز تمام کر کے سلام پھیرے اور اب دوسرا گروہ ان کی جگہ لیلے، اور تکبیر تحریمہ کے ساتھ امام کے پیچھے ایک رکعت نماز پڑھے پھر امام بیٹھ جائے (کہ یہ اس کی دوسری رکعت ہوگی) اور مقتدی کھڑے ہوکر اپنی فوت شدہ رکعت پوری کر کے بیٹھ جائیں اب امام کے ساتھ سب سلام پھیریں۔ دوسری رکعت میں امام کو قرأت اتنی طویل کرنا چاہیئے کہ پہلا گروہ دوسری رکعت پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا گروہ آکر تکبیر تحریمہ کہکر امام کے ساتھ شریک ہوجائے اس دوسرے گروہ کے لئے امام تشہد کو اتنا طویل کرے کہ یہ گروہ اپنی دوسری رکعت پوری کر کے امام کو تشہد میں پالے اور امام کے ساتھ سلام پھیر سکے، اسی طرح اس دوسرے گروہ کو امام کے ساتھ سلام پھیرنے کی فضیلت حاصل ہوجائے گی جس طرح پہلے گروہ کو امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہنے کی فضیلت حاصل ہوچکی تھی۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ذات الرقاع[1] میں صلوٰۃ الخوف اسی طرح ادا فرمائی تھی۔

حضرت سہل بن خزیمہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کے ساتھ ایک صف کھڑی ہو اور دوسری صف دشمن کے سامنے ہو، امام اوّل صف کو ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھائے پھر سیدھا کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ مقتدی اپنی دوسری رکعت پوری کر لیں پھر اس صف کی جگہ دوسری صف آجائے اور یہ اس کی جگہ چلی جائے دوسری صف کو بھی امام ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھائے پھر امام قعود میں اتنی دیر کرے کہ یہ صف (آخر میں آنے والی)۔ اپنی رکعت پوری کرے پھر امام اس صف کو ساتھ لیکر سلام پھیر دے۔

امام احمد حنبل کا ارشاد

ہمارے امام سے جو قول مروی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گھمسان کی لڑائی اور سخت جنگ کی حالت میں نماز میں اتنی دیر کر دینا کہ جنگ کی یہ شدت جاتی رہے اور لڑائی کچھ ٹھنڈی پڑ جائے، جائز ہے۔

صلوٰۃ خوف کی مذکورہ بالا کیفیت کا تعلق نماز فجر اور ان نمازوں سے ہے جن میں قصر کیا جاتا ہے یعنی ظہر، عصر اور عشاء، اگر مغرب کی نماز ہو تو پہلی دو رکعتیں پہلے گروہ کو پڑھائے اور آخری رکعت دوسرے گروہ کو، ان تینوں رکعتوں میں کمی نہ کی جائے کیونکہ نماز مغرب میں قصر نہیں ہے۔ مغرب کی نماز میں امام پہلی جماعت کو دو رکعت پڑھائے گا اور دوسرے گروہ کو آخری (یعنی تیسری) رکعت پڑھائے گا۔

پہلا گروہ اقتدائے امام کو کس وقت ترک کرے کیا اس وقت جب امام تشہد اوّل کے لئے بیٹھے یا اس وقت کرے جب امام تشہد اوّل سے فارغ ہو کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو یہ دونوں قول آئے ہیں یعنی پہلی صورت بھی اور دوسری صورت بھی۔

اگر سفر نہ ہو بلکہ انسان حضر میں ہو اور صلوٰۃ خوف پڑھنا ہو تو امام دو دو رکعتیں ہر گروہ کو پڑھائے۔ (نماز میں قصر نہ ہوگا) ہر گروہ اپنی بقیہ دو رکعتیں خود بغیر اقتدا کے پوری کرے گا۔ اگر امام چار گروہ جماعت کے کرکے ہر گروہ کو ایک ایک رکعت پڑھائے گا تو امام کی نماز نہیں ہوگی اور نہ تیسرے اور چوتھے گروہ کی! پہلے اور دوسرے گروہ کی نماز ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں دو قول ہیں۔

نماز خوف کی ادائگی کی یہ صورت اس وقت ہے جب کہ دشمن قبلہ کی طرف نہ ہو بلکہ مخالف سمت میں ہو یا قبلہ سے شمال یا جنوب کی طرف ہو لیکن اگر یہ صورت ہو کہ دشمن قبلہ کی سمت ہو اور ایک فریق دوسرے فریق کو دیکھ رہا ہو یعنی دشمن کا آمنا سامنا ہو اور دشمن کے گھات میں بیٹھ جانے کا اندیشہ نہ ہو تو ایسی صورت میں بھی صلوٰۃ خوف پڑھنا جائز ہے۔ افراد کی کثرت یا قلت کے اعتبار سے امام فوجیوں کی دو یا تین صفیں بنا لے، سب لوگ تکبیر تحریمہ ساتھ ساتھ کہیں۔ امام سب کو پہلی رکعت پڑھائے (یعنی پہلی رکعت میں تمام لوگ شریک ہوں) جب امام سجدے میں جائے تو مقتدیوں کی پہلی صف حفاظت کے لئے کھڑی رہے۔ (سجدے میں نہ جائے) جب باقی صفیں سجدے سے سر اٹھا کر کھڑی ہو جائیں تو پہلی صف سجدے کرے پھر سب صفیں قیام کی حالت میں آجائیں۔ جب دوسری رکعت کے بعد امام سجدہ کرے تو پہلی رکعت میں جس صف نے امام کے ساتھ سجدہ کیا تھا وہ سجدے

---

[1] غزوہ ذات الرقاع سنہ ۶ ہجری میں واقع ہوا تھا۔ (مترجم)

نہ کرے باقی سجدہ کریں اور یہ ان سب سجدہ کرنے والوں کی حفاظت کرے جب امام تشہد کے لئے بیٹھے تو اس وقت یہ حفاظت کرنے والی صف سجدہ کرے اور سجدہ کے بعد امام کے ساتھ تشہد میں شریک ہو جائے اور سب مل کر سلام پھیر دیں۔ غزوہ عسفان میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح نماز ادا فرمائی تھی، بیان کردہ صورت میں اگر پہلی صف دوسری رکعت میں پیچھے ہٹ کر آجائے اور دوسری پہلی صف کی جگہ آجائے تو یہ بھی جائز ہے۔

گھمسان کی جنگ میں صلوٰۃ خوف

اگر گھمسان کی لڑائی جاری ہو تو اس وقت جس طرح بن پڑے نماز ادا کریں، جماعت بنا کر، منفرد طور پر، پیدل یا سواری پر جیسے بھی ممکن ہو خواہ رُخ کعبہ کی طرف ہو یا پشت ہو، اشارہ سے ادا کرے یا بغیر اشارہ کے۔ نماز شروع کرتے وقت کعبہ کی طرف منہ ہونا ضروری ہے یا نہیں اس سلسلہ میں دو اقوال منقول ہیں۔ جب امن یا دشمن کو شکست ہو جائے تو پچھلی نماز ادا کرلیں۔ سواریوں سے اتر آئیں اور کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھیں، ہاں اگر حالت سکون میں نماز شروع کی تھی پھر جنگ نے شدت پکڑلی اور پہلی سی خوف کی حالت ہوگئی تو سواریوں پر سوار ہو جائیں اور صلوٰۃ خوف پوری کریں خواہ اس وقت شمشیر زنی کی ضرورت ہو یا نیزہ بازی کی یا (دشمن کے دباؤ سے) پیچھے ہٹنے کا موقع ہو۔

صلوٰۃ خوف دشمن سے ڈرنے والے کے لئے ہے خواہ وہ دشمن انسان ہو، سیلاب ہو یا کوئی درندہ ہو۔ اسی طرح اگر دشمن پر حملہ کرنا چاہتا ہے یا دشمن کو عنقریب شکست ہونے والی ہے اور یہ خطرہ ہے کہ نماز میں مشغول ہو جانے سے دشمن زد سے نکل جائے گا ہر صورت میں صلوٰۃ خوف پڑھی جائے گی۔ اس کے خلاف بھی ایک روایت ہے۔

نمازوں کا قصر

قصر کا حکم

چار رکعتوں والی نماز کو قصر کر کے صرف دو رکعتیں ان صورتوں میں پڑھنا جائز ہے (۱) کہ اپنی بستی کی آبادی یا اپنی قوم کے خیموں سے دور نکل جائے۔ (۲) سفر کی طوالت چار منزل ہو (ایک منزل ۴ فرسخ کی ہوتی ہے) ۱۶ فرسخ[1] یا ۴۸ میل۔ اس صورت میں آمد و رفت دونوں حالتوں میں قصر کیا جائے گا۔

اگر کسی شہر یا قریہ میں داخل ہوا اور وہاں بائیس نمازوں تک اقامت کا ارادہ ہو تو وہ بجائے مسافر کے مقیم سمجھا جائے گا اور پوری نماز پڑھنا ہوگی اگر ۲۱ نمازوں تک ٹھہرنے کی نیت ہے تو قصر و عدم قصر کرنے کے سلسلے میں دو قول ہیں۔ البتہ اس سے کم مدت کے لئے قصر ہی کا حکم ہے۔ اگر کسی آبادی میں پہنچا اور یہ نہیں معلوم کہ کب تک ٹھہرنا ہوگا، کوئی نیت نہیں ہر روز جانے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن جانا نہیں ہوتا تو قصر کرنا ہوگا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں اٹھارہ دن ایک رات اور ایک روایت کے بموجب پندرہ دن قیام فرمایا لیکن اس مدت میں حضور نے نمازوں کو قصر ہی پڑھا۔

---

[1] اس زمانہ کے ۴۸، ۵۷ میل کے برابر ہیں۔

حضرت عمرانؓ بن حصین بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی تھا، آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ اے شہر والو! تم اپنی چار رکعت پوری کرلو کیونکہ ہم مسافر ہیں، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں بیس دن قیام فرمایا مگر نمازیں قصر ہی ادا فرمائیں۔ یہی صحابہ کرامؓ کا عمل تھا، حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے رام ہرمز میں سات ماہ قیام فرمایا لیکن نمازیں قصر ہی پڑھیں۔

ایک روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے آذربائیجان میں چھ ماہ قیام فرمایا مگر نمازوں میں قصر فرماتے رہے۔

قصر کے مسائل

اگر کسی نے سفر کی حالت میں نماز شروع کی پھر وہ مقیم ہوگیا یا مقیم نے امام کے پیچھے نماز پڑھی یا ایسے شخص کی اقتدا کی جس کے بارے یہ شک تھا کہ وہ مقیم ہے یا مسافر، یا نماز شروع کرتے وقت قصر کی نیت نہیں کی تو ان تمام صورتوں میں وہ نماز پوری پڑھے گا اس کے لئے قصر جائز نہیں ہوگا۔

قضا نماز ادا کرنے والے کو بھی نماز میں قصر جائز نہیں کیونکہ پوری نماز قضا ہوئی ہے، سفر کا اثر صرف وقتی نماز کے ادا کرنے پر پڑے گا۔

اگر قصر کی نیت کے ساتھ نماز شروع ہو پھر دوران صلوٰۃ اقامت (مقیم ہونے) کی نیت کرلی تو نماز پوری پڑھے گا اسی طرح اگر بحالت اقامت نماز شروع کی تھی پھر سفر کی نیت کرلی تب بھی نماز پوری پڑھے گا۔ اسی طرح اگر سفر کسی کھیل یا تفریح کے لئے ہوگا تو نماز پوری پڑھنا ہوگی رخصت سفر سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا، رخصت سفر کا فائدہ اسی وقت اٹھایا جاسکتا ہے جب سفر کسی واجب کو ادا کرنے مثلاً حج، جہاد وغیرہ کے لئے ہو یا کسی امر مباح تجارت، طلب معاش، طلب بدلون وغیرہ کے لئے ہو۔ اگر ہم سفر معصیت میں مبتلا ہونے والے کو رخصت سفر کی اجازت دیدیں گے تو گناہ کرنے اور گناہ پر قائم رہنے اور طاعت کی اصلاح نہ کرنے پر اس کی مدد کرینگے، اس طرح اس کی حالت درست نہیں ہوگی اور وہ رب کی اطاعت کی طرف رجوع نہ ہوگا لہٰذا ہم اس صورت میں اس کی کسی طرح اعانت نہیں کرینگے اور نہ اس کی حوصلہ افزائی کریں گے، ایسے سفر سے اس کو باز رکھنے کی کوشش کریں گے اور اس کا حوصلہ توڑیں گے

امام احمدؒ کے نزدیک قصر کرنا پوری نماز پڑھنے سے افضل ہے ویسے پوری نماز بھی جائز ہے، جس طرح مسافر کے لئے دوران سفر روزہ اور افطار دونوں جائز ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ اجازت کے خلاف جرأت نہ کرنا اور اس کی مہربانیوں اور عنایتوں سے مستفید ہونا افضل ہے۔ اگر سفر میں پوری نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا خود پسندی غرور نفس اور فخر و مباہات کے لئے نہ ہو یا قصر کرنے اور روزہ نہ رکھنے کا باعث فروتنی، اظہار عجز، اور تکمیل عبادت سے اپنا قصد و انکسار ہو تو قصر کرنے اور روزہ نہ رکھنے کو زیادہ افضل کہنا مناسب ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جب عرض کیا گیا کہ اب حالت امن ہے اب ہم کو قصر نہیں کرنا چاہیئے، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صدقہ اللہ نے اپنے بندوں کو دیا ہے اللہ کے دیئے ہوئے صدقہ کو قبول کرو، حضورؐ والا نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ جس طرح فرائض خداوندی کی پابندی کو پسند فرماتا ہے اسی طرح خداداد رخصت و اجازت کو اختیار کرنا بھی اس کو پسند ہے پس بڑا تعجب ہے اس شخص پر جو سفر میں پوری نماز پڑھتا اور روزہ رکھتا ہے اور خداداد رخصت کو ترک کرتا ہے! حالانکہ یوں وہ مختلف کبائر جیسے حرام خوری، مے نوشی، ریشم پوشی، زنا، لواطت اور اصولی بداعتقادیوں میں مبتلا ہے،

حالتِ سفر میں

دو نمازوں کو ملا کر پڑھنا

ظہر وعصر، مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھنا

Imp

سفر کی حالت میں دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا جائز ہے جیسے ظہر وعصر کو ملانا یا مغرب وعشاء کو ملا کر پڑھنا لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ سفر طویل ہو یعنی ۱۶ فرسنگ یا ۵۷½ میل سے زیادہ ہو اس سے کم سفر میں جمع کرنا جائز نہیں ہے۔ دو نمازوں کو جمع کرنے کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ نماز کو آخر وقت تک مؤخر کیا جائے اور آنے والی نماز کو اول نماز کے آخری وقت میں ایک ساتھ پڑھا جائے، دوسری صورت یہ کہ اول نماز کو دوسری نماز کے شروع وقت میں پڑھا جائے، دونوں صورتوں میں پہلی صورت افضل ہے اگر کوئی دوسری صورت اختیار کرے تو اسے چاہیئے کہ پہلے اول نماز پڑھ لے پھر دوسری پڑھے۔

نیت کرنا ضروری ہے

Imp

اول نماز کی تکبیر تحریمہ کے وقت جمع بین الصلاتین (دو نمازوں کو جمع کرنا) کی نیت کرے۔ دونوں نمازوں میں اتنا فصل کرے کہ ان دونوں کے درمیان اقامت کہی جاسکتی ہو، اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو وضو کرے اگر کسی نے دونوں نمازوں کے درمیان سنتیں پڑھ لیں تو ایک روایت کے مطابق جمع کا حکم باطل ہو جائے گا۔ اولیٰ یہ ہے کہ سنتوں کو فرضوں سے فارغ ہونے تک مؤخر کردے (فرضوں سے فارغ ہو کر پڑھے) دونوں فرضوں کے درمیان کسی اور نماز سے فصل پیدا نہ کرے۔

Imp

اگر دوسری نماز کے وقت میں پہلی نماز پڑھی ہو تو پہلی نماز میں جمع کی نیت کرنا کافی ہے دوسری نماز کے وقت جمع کی نیت کرنا ضروری نہیں ہے، جمع کی نیت پہلی نماز کے اول وقت میں کرے خواہ اس وقت کرے جب نیت کرنے کے بقدر وقت باقی ہے۔ (تنگ وقت میں) دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے اگر پہلی نماز کا وقت جمع کی نیت کئے بغیر نکل گیا تو پھر جمع کی نیت کرنا درست نہیں ہے۔

Imp
Imp

اگر دوسری نماز کے وقت میں پہلی نماز پڑھی تو اولاً پہلی نماز ادا کرے پھر دوسری پڑھے، یہی ترتیب اس وقت بھی پیش نظر رکھنا ہوگی جب اول نماز کے وقت میں دوسری نماز پڑھ رہا ہو اس وقت دونوں فرضوں کے درمیان سنتیں پڑھنا اور دونوں فرضوں میں فصل کردینا جائز نہیں لیکن ایک روایت کے اعتبار سے جائز بھی ہے

Imp

ہمارے علمائے کرام میں ابوبکرؒ قائل ہیں کہ جمع اور قصر کے لئے نیت کی ضرورت نہیں ہے۔ بارش کی وجہ سے مغرب وعشاء کو تو جمع کرنا جائز ہے لیکن ظہر وعصر کو جمع کرنے کے بارے میں مثبت ومنفی دو قول ہیں۔ اسی طرح اگر بارش نہ ہو صرف کیچڑ ہو یا سخت سرد ہوائیں چل رہی ہوں تو اس کے بارے میں بھی مثبت ومنفی دو قول آئے ہیں۔

بارش کی بنا پر نمازوں کا جمع کرنا

اگر کسی نے بارش کی بنا پر دو نمازوں کو جمع کیا ہے تو اگر پہلی نماز کے وقت جمع کیا ہے تو پہلی نماز کو شروع اور اس کو ختم کرتے وقت اور دوسری نماز کے شروع کرتے وقت بارش ہونا شرط ہے اور دوسری نماز کے وقت میں جمع کیا ہے اور پہلی نماز کے وقت سے بارش کا سلسلہ جاری ہے تو دوسری

Imp

نماز کو ادا کرتے وقت بارش جاری ہو یا نہ ہو دونوں برابر ہیں کیونکہ تاخیر تو اوّل نماز ہی کی تھی اور اس وقت عذر بارش موجود تھا۔ اب اگر عذر جاتا رہا تو پہلی نماز کا وقت بھی جاتا رہا اور اس کی تلافی کرنا ممکن نہیں۔ ہاں دوسری نماز وہ اپنے وقت میں پڑھ رہا ہے اس وقت بارش ہو یا نہ ہو دونوں صورتیں یکساں ہیں۔

جمع کا یہ حکم لوگوں کی دشواری کے پیش نظر ہے کہ بارش کے باعث لوگوں کی آمد و رفت مشکل ہے اس کے ساتھ جوتوں اور کپڑوں کے زیاں کی بھی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب جوتے تر ہو جائیں تو نماز گھروں ہی پر پڑھ لو[1]۔

ہمارے نزدیک مسافر اور مریض کے لیے بھی جمع کا جواز اسی وجہ سے ہے، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا ذکر ایک ہی جگہ اور ایک ہی کلام میں فرمایا ہے۔ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ (اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کی قضا کرے۔

یہ اجازت (قضا) کمزوری کے باعث دی گئی ہے اور مریض کی کمزوری ظاہر ہے یہی حال مسافر کا ہے کہ کبھی آرام سے سواری پر سفر کرتا ہے اور کبھی نہیں۔ جب دولت مند مسافر کو بھی اللہ تعالیٰ نے آرام ملنے کے باوجود قصر و جمع کی اجازت دی تو مریض تو اس سے زیادہ حقدار ہے اور شرعی رخصتوں کا اس کو زیادہ حق پہنچتا ہے۔

نماز جنازہ

نماز جنازہ کے لیے کھڑے ہونے کا طریقہ

مسلمان میت کی نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ ہمارے نزدیک نماز جنازہ کی امامت کا سب سے زیادہ حقدار میت کا وصی ہے اس کے بعد حاکم اسلام پھر ترتیب وار میت کے عصبات (پدری رشتہ دار) سب سے پہلے سب سے زیادہ قریبی رشتہ رکھنے والا اس کے بعد بالترتیب بعد والے لوگ (عصبات سے)۔ امام میت اگر مرد کی ہو تو اس کے سینے کے مقابل اور اگر وہ عورت کی میت ہے تو اس کی کمر کے مقابل کھڑا ہو، مقتدیوں کی اگر ایک جماعت ہو تو سب کو برابر رکھے لیکن اگر طرح طرح کے لوگ موجود ہوں تو امام کی جانب وہ لوگ ہوں جو افضل ہیں، امام کی طرف سب سے آگے مردوں کو ہونا چاہیے ان کے پیچھے عورتیں، عورتوں کے پیچھے غلام پھر خواجہ سرا اور ان کے پیچھے بچے، ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ بچے غلاموں سے آگے ہوں بہرحال اسی طرح ہر قسم کے لوگوں پر توجہ رکھنا چاہیے اور امام کی جانب کھڑے ہوئے سب سے اوّل وہی لوگ ہوں جو علم میں دین میں اور تقویٰ میں افضل ہوں۔

کہا گیا ہے کہ اگر عورت اور مرد کا جنازہ ساتھ ساتھ ہو تو جنازوں کو اس طرح رکھنا چاہیے کہ عورت کی کمر کے مقابل مرد کا سینہ ہو

نماز جنازہ

نماز جنازہ کے لیے امام صفوں کو دوسری نمازوں کی طرح دائیں بائیں دیکھ کر سیدھا کرا دے۔ امام اوّل اپنے گناہوں سے استغفار کرے، اپنی قبر، آخرت اور موت کو یاد کرے کہ موت کا پیالہ ہر ایک کو پینا

---

[1] یہ حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم میں موجود ہے۔

ہے اور خیال کرے کہ مجھے بھی ایک دن موت آئے گی اس سے چھٹکارا ممکن نہیں ہے! اس کے بعد حضورِ قلب پیدا کرے اور خشوع و خضوع کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھے تاکہ دعا جلد قبول ہو، پھر چار تکبیریں کہے، پہلی تکبیر پر سورۂ فاتحہ پڑھے (حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا ہم کو حکم دیا تھا) پھر دوسری تکبیر کہکر دُرود شریف پڑھے، وہ دُرود جو تشہد میں پڑھا جاتا ہے۔ (مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ۱۸ صحابہ کرامؓ سے جنازہ کی نماز کے بارے میں روایت کیا ہر ایک نے یہی فرمایا کہ پہلے تکبیر کہو پھر سورۂ فاتحہ پڑھو، تکبیر کہو اور درود شریف پڑھو)۔ پھر تیسری تکبیر کہہ کر میت کے لئے، اپنے لئے اور اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کے لئے جو دعا تم کو محبوب اور پسند ہو اور جو تمہارے لئے آسان ہو پڑھو مگر یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

Imp

Imp

Imp

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا
وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا
وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا ۝
اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ
عَلَی الْاِسْلَامِ وَالسُّنَّۃِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ
مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَیْھِمَا اِنَّکَ تَعْلَمُ
مُنْقَلَبَنَا وَمَثْوَانَا وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ عَبْدُکَ
وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ نَزَلَ بِکَ
وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ وَلَا نَعْلَمُ
اِلَّا خَیْرًا ۝ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ مُحْسِنًا فَجَازِہٖ
بِاِحْسَانِہٖ وَاِنْ کَانَ مُسِیْئًا فَتَجَاوَزْ
عَنْہُ اَللّٰھُمَّ اِنَّا جِئْنٰکَ شُفَعَاءُ لَہٗ
فَشَفِّعْنَا فِیْہِ وَقِہٖ مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ
وَعَذَابِ النَّارِ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ
مَثْوَاہُ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ
دَارِہٖ وَجِوَارًا خَیْرًا مِّنْ جِوَارِہٖ وَافْعَلْ ذٰلِکَ
بِنَا وَبِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا
اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ ۝

الٰہی ہمارے زندوں اور مُردوں کو بخش دے، ہمارے ان لوگوں کو جو حاضر ہیں اور جو غائب ہیں بخش دے، ہمارے چھوٹوں کو اور بڑوں کو اور ہم میں سے مردوں کو اور عورتوں کو بخش دے اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اس کو سنت (رسولﷺ) اور اسلام پر زندہ رکھنا اور جس کو تو مارے (موت دے) اس کو بھی سنت اور اسلام پر مارنا (اس کو اسلام پر موت آئے) تو جانتا ہے کہ ہماری بخشش اور آرام کی جگہ کون سی ہے تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ الٰہی! تیرا یہ بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا اور تیری بندی (کنیز) کا بیٹا، اب تیری بارگاہ میں حاضر ہو جائے۔ اور تو ان سب سے بہتر ہے جس کے پاس کوئی حاضر ہو۔ ہم اس کی نیکی کے سوا کسی چیز سے آگاہ نہیں ہیں، اے اللہ اگر یہ نیک ہے تو اس کو اچھی جزا دے اور اے اللہ اگر یہ خطا کار ہے تو اپنی رحمت سے اس کو بخش دے ہم تیری بارگاہ میں اس کی شفاعت کے لئے حاضر ہوئے ہیں اسکے حق میں ہماری سفارش قبول فرما اور اس کو قبر کے عذاب سے بچا! دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ، اسکے سارے جرم معاف فرما دے اس کو اچھی جگہ آرام دے اور جو گھر اس نے چھوڑے ہیں اس سے بہتر گھر اسکو عطا فرما اور اس کو اچھا ہمسایہ عطا کر اپنے عطا اور بخشش سے ہم کو اور تمام مسلمانوں کو سرفراز فرما ہم کو اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور ہمیں اس کے بعد فتنہ میں مبتلا نہ کر۔

Imp

یہ دُعا پڑھ کر چوتھی تکبیر کہے اور کہے!

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ
فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی عطا کر اور دوزخ کے عذاب سے بچا! Imp

ہمارے بعض علماءؒ کا قول ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد کچھ نہ کہے کچھ توقف کرکے پہلے سیدھی طرف کو سلام پھیرے دونوں طرف کو سلام پھیرنا بھی جائز ہے دونوں طرف سلام پھیرنا امام شافعی کا مذہب ہے، امام احمدؒ (حنبل) کا مذہب یہی ہے کہ صرف دائیں طرف سلام پھیرے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ چند صحابہ کرامؓ یعنی حضرت علیؓ ابن ابی طالب، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ حضرت ابوہریرہؓ، حضرت واثلہ بن الاسقعؓ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے بارے میں روایت ہے کہ ان تمام اصحاب نے جنازہ کی نماز میں ایک طرف (دائیں جانب) سلام پھیرا۔ ایک مرفوع روایت یہ بھی آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز میں صرف دائیں جانب سلام پھیرا۔ IMP

جو دعا اوپر لکھی جا چکی ہے اس کے علاوہ اگر چاہے تو یہ دُعا پڑھے: Imp

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَمَاتَ وَاَحْیٰی وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ
اَلَّذِیْ یُحْیِی الْمَوْتٰی لَہُ الْعَظَمَۃُ وَالْکِبْرِیَاءُ
وَالْمُلْکُ وَالْقُدْرَۃُ وَالثَّنَاءُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ
عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَتَرَحَّمْتَ وَبَارَکْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ
مَّجِیْدٌ ۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ
وَابْنُ اَمَتِکَ اَنْتَ خَلَقْتَہٗ وَرَزَقْتَہٗ وَ
اَنْتَ اَمَتَّہٗ وَاَنْتَ تُحْیِیْہِ وَاَنْتَ تَعْلَمُ
بِسِرِّہٖ جِئْنَاکَ شُفَعَاءَ لَہٗ فَشَفِّعْنَا فِیْہِ
اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَجِیْرُ بِحَبْلِ جِوَارِکَ لَہٗ
اِنَّکَ ذُوْ وَفَاءٍ وَّذِمَّۃٍ اَللّٰھُمَّ قِہٖ مِنْ
فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَ....
عَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ مَثْوَاہُ وَوَسِّعْ
مَدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ
وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو ہر ایک کو مارنے والا اور زندہ کرنے والا ہے، وہی ہے جو مُردوں کو زندہ کریگا بزرگی اور عظمت اُسی کے لئے ہے وہی ملک اور قدرت رکھتا ہے۔ اسی کے لئے تعریف ہے وہی ہر چیز پر قادر ہے الٰہی حضرت محمدؐ اور اُن کی آل پر درود بھیج جیسا کہ تونے برکت پہنچائی اور رحمت فرمائی حضرت ابراہیم اور انکی آل پر بیشک تجھے ہی تعریف کیا گیا ہے تو ہی بزرگ ہے۔ الٰہی! یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندے کا بیٹا اور تیری بندی کا بیٹا ہے۔ تو ہی نے اس کو پیدا کیا، اس کو رزق دیا، تو ہی مارنے اور زندہ کرنیوالا ہے۔ تو ہی اس کے بھید کو جاننے والا ہے۔ ہم تیری بارگاہ میں اس کی سفارش کرتے ہیں تو ہماری شفاعت قبول فرمالے۔ اے اللہ اب تو اس کو اپنے جوارِ رحمت میں قبول فرمالے! تو مالک ہے تو ذمہ دار ہے۔ الٰہی تو اس کو قبر کے فتنے دوزخ کے عذاب سے بچا، اس کو بخشدے اس پر رحم فرما، اسے اور اس کے بزرگوں کو معاف کر اور اس کی آرام گاہ کو بہتر بنا اور اس کی قبر کو فراخ اور کشادہ کردے۔ اس کو برف کے پانی اور ٹھنڈے پانی سے نہلا

IMP IMP IMP

مِنَ الدَّنَسِ وَ اَنْزِلْهُ دَاراً خَيْراً مِّنْ دَارِهٖ
وَزَوْجَةً خَيْراً مِّنْ زَوْجَتِهٖ وَاَهْلاً خَيْراً
مِّنْ اَهْلِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَنَجِّهٖ
مِنَ النَّارِ ہ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِناً فَزِدْ فِيْ
اِحْسَانِهٖ وَجَازِهٖ بِاِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ
مُسِيْئاً فَتَجَاوَزْ عَنْهُ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ قَدْ
نَزَلَ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مُنْزَلٍ بِهٖ وَهُوَ
فَقِيْرٌ اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ
عَذَابِهٖ ۔ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ عِنْدَ مَسْئَلَتِهٖ
مَنْطِقَهٗ وَلَا تَبْتَلِهٖ فِيْ قَبْرِهٖ بِمَا لَا
طَاقَةَ لَهٗ بِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ
وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ ۔

دے، اور اس کو اسکے گناہوں سے پاک کر دے اس طرح پاک فرمادے جیسے پانی میلے کچیلے کپڑوں کو صاف کر دیتا ہے اس کو اچھے گھر میں داخل فرمادے اس کو ایسی حور عنایت کر جو تمام حوروں سے بہتر ہو۔ اس کو بہشت میں جگہ دے دے اس کو دوزخ کی آگ سے بچا۔ الٰہی اگر تیرا یہ بندہ نیک ہے تو اس کی نیکیوں کو بڑھادے اور اس کو ان کا عوض عطا فرما اگر یہ بدکار ہے تو اس کو معاف فرمادے۔ الٰہی یہ تیری جناب میں حاضر ہوا ہے اور تو ان سب سے بہتر ہے جسکے پاس کوئی حاضر ہوتا ہے الٰہی یہ تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو غنی ہے یہ مفلس و محتاج ہے اور تو اس سے بے پرواہ ہے کہ اسکو عذاب دے۔ الٰہی جب منکر نکیر سوال کریں تو اس کی تو مدد فرمانا، اس کو قبر کے عذاب میں گرفتار نہ کرنا یہ اس عذاب کی طاقت نہیں رکھتا۔ الٰہی ہم کو اس کے اجر سے محروم واپس نہ کر اور اس کے بعد ہم کو فتنہ میں نہ ڈال۔

Imp

اگر عورت ہو تو اس طرح آغاز کرے اَللّٰهُمَّ اَمَتُكَ وَابْنَةُ عَبْدِكَ وَاَمَتِكَ ہ یہ پڑھ کر پھر پوری دعا پڑھے۔

جنازہ کی نماز پڑھانے کا ہمارے امام احمدؒ کے نزدیک سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جس کو میت نے وصیت کی ہے یعنی میت کا وصی ہو، پھر حاکم اسلام، پھر میت کے عصبات میں سے اصول یعنی باپ، دادا وغیرہ اس کے بعد بیٹا اور بیٹے کے پیچھے جو عصبات میں سب سے زیادہ میت سے قریب ہو بھائی، بھتیجا، چچا، چچازاد بھائی وغیرہ۔ عورت کے جنازے کی امامت کا حق شوہر کو پہلے ہے یا اس کے بیٹے کو یہ حق حاصل ہے اس بارے میں مثبت و منفی دونوں قول موجود ہیں۔

صحابہ کرامؓ کی وصیت

صحابہ کرامؓ نے اپنی میت کی نماز پڑھانے کی وصیت فرمائی ہے چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کے جنازے کی نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ پڑھائیں اور حضرت عمرؓ نے وصیت فرمائی کہ ان کے جنازہ کی نماز حضرت صہیبؓ پڑھائیں۔ حالانکہ اس وقت آپ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہؓ موجود تھے۔ جناب شریحؒ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کی نماز حضرت زید بن ارقم پڑھائیں۔ حضرت میسرہؓ نے اپنی نماز جنازہ کے لئے حضرت شریحؒ کو وصیت کی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو ہریرہؓ کو اپنی نماز کے لئے وصی بنایا تھا اسی طرح حضرت ام سلمہؓ نے سعید بن جبیرؒ کو وصیت کی تھی کہ ان کے جنازے کی نماز پڑھائیں۔

VVVV Imp

VVVV Imp

میت اگر بچہ کی ہو تو دعا اس طرح پڑھیں۔

VVVV Imp

اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ

الٰہی یہ تیرا ہی بندہ ہے اور تیرے بندے کا بیٹا ہے اور

Imp

IMP IMP Imp

اَمَتِکَ، اَنْتَ خَلَقْتَہٗ وَ رَزَقْتَہٗ وَ اَنْتَ
اَمَتَّہٗ وَ اَنْتَ مُحْیِیْہِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لِوَالِدَیْہِ
سَلَفًا وَ ذُخْرًا وَ فَرَطًا وَ اَجْرًا وَ ثَقِّلْ
بِہٖ مَوَازِیْنَھُمَا وَ عَظِّمْ بِہٖ اُجُوْرَھُمَا
وَلَا تَحْرِمْنَا وَ اِیَّاھُمَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا
وَ اِیَّاھُمَا بَعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ اَلْحِقْہُ
بِصَالِحِ سَلَفِ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ کَفَالَۃِ
اِبْرَاھِیْمَ وَ اَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا
مِّنْ دَارِہٖ وَ اَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ
وَ عَافِہٖ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَفْرَاطِنَا وَ
اَسْلَافِنَا وَ مَنْ سَبَقَنَا ـــ
بِالْاِیْمَانِ ۔ اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ
مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ
وَ مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ
عَلَی الْاِیْمَانِ وَ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ ہ

تیری بندی (کنیز) کا بیٹا ہے، اسے تو نے ہی پیدا کیا۔ اس کو رزق عطا کیا، تو ہی مارتا ہے اور تو ہی زندہ کرتا ہے، الٰہی تو اس کے ماں باپ کے لئے اس کو پیش خیمہ بنا دے اور ان کے لئے اس کو اجر کی زیادتی کا باعث بنا دے یہ ان کے میزان کے پلڑوں کے بھاری ہونے کا باعث بن جائے، اس کے باعث اس کے والدین کے اجر کو زیادہ فرما دے ہمیں بھی اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہم کو فتنہ میں نہ ڈال بلکہ اس سے محفوظ رکھ۔ الٰہی اس کو اپنے نیکوکار اور صالح بندوں میں شامل فرما لے۔ اس کو حضرت ابراہیم کی کفالت ضمانت میں داخل فرما دے۔ اس کو دنیا کے گھروں سے بہتر گھر عطا فرما اس کے اہل سے بہتر اس کو اہل عنایت کر، اس کو جہنم کے عذاب سے بچا: الٰہی ہماری اولاد کو، ہمارے بزرگوں کو جنہوں نے ایمان میں ہم سے پہلے پہل کی ان سب کو بخش دے الٰہی ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو موت دے اس کو اسلام پر موت دے (مسلمان ہونے کی حالت میں مرے) الٰہی تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو جو جیتے ہیں یا جو مر گئے ہیں ان سب کو بخش دے

جنین کی نماز جنازہ اگر ناتمام بچہ میں انسانی خدوخال نمایاں ہو گئے تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائے گی لیکن اگر وہ صرف مضغہ گوشت ہے اور کوئی بناوٹ نمایاں نہیں ہے تو نہ اس کو غسل دیا جائے گا اور نہ اس کی نماز ہوگی صرف دفن کر دیا جائے گا۔ بچہ کو غسل مرد دیں یا عورتیں دونوں جائز ہیں۔ حضرت ابراہیم فرزند رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات آٹھ ماہ کی عمر میں ہوئی اور ان کو عورتوں نے غسل دیا تھا۔

Imp

موت، تلقین، غسل میت
تکفین اور تدفین

موت پر یقین ہر مومن صاحب عقل و فراست کے لئے مستحب ہے کہ وہ موت پر یقین رکھے، اسے کثرت سے یاد کرے اور اس کی تیاری اور ساز و سامان مہیا کرنے کی کوشش کرے، ہر آن و ہر لحظہ توبہ کرتا رہے اپنے نفس کا محاسبہ

کرے اور تمام حقوق اور قرض سے سبکدوش رہے، وصیت نامہ تیار رکھے، ایسی یقینی بات سے غفلت نہ برتے جس کی حیثیت مخلوق کے لئے عمومی ہے لیکن موت کا آنا اور اس کا پیالہ پینا ضروری ہے۔ موت کی یاد کو مستحب کہنا اس وجہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ موت کی یاد بہت کیا کرو اگر تم اس کو تونگری کی حالت میں یاد رکھو گے تو عیش پرستی سے مکدر کر دے گی اور مفلسی اور تنگدستی کی حالت میں یاد کرو گے تو وہ تنگ دستی کو تمہارے لئے گوارا بنا دے گا۔ VVVV Imp

سب سے زیادہ دانشمند

یہ ارشاد گرامی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ "جانتے ہو کہ سب سے بڑا دانا اور ہوشمند شخص کون ہے؟ سب سے زیادہ دانا وہ ہے جو موت کو بہت یاد رکھے اور سب سے بڑا ہوشیار وہ ہے جو موت کی تیاری زیادہ کرے" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی علامت اور پہچان کیا ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا اس فریب خانہ (دنیا) سے زیادہ دور رہنا اور ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع کرنا۔ VVVV Imp

حضرت لقمان کی نصیحت

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا، اے فرزند! توبہ کو کل پر مت ٹالنا موت اچانک آجائے گی۔ VVVV Imp

فرمانِ مصطفوی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس کے پاس مال ہو اس کے لئے مناسب نہیں کہ دو راتیں بھی ایسی گزارے جس میں وصیت نامہ لکھا ہوا پاس موجود نہ ہو" ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حساب کے لئے جانے سے پہلے تم اپنا محاسبہ کر لو، میزانِ عمل پر تولے جانے سے پہلے تم اپنے اعمال کا وزن کر لو، حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ "دنیا میں ایسے عمل کر لو گویا تم کو ہمیشہ یہاں رہنا ہے اور آخرت کے لئے عمل کرتے وقت یہ نہ بھولو کہ موت سر پر کھڑی ہے گویا تم کل ہی مر جاؤ گے۔" VVVV Imp

Imp

اس لئے دانشمند کو چاہیئے کہ وہ اپنی موت سے قبل ان حقوق سے عہدہ برآ ہو جائے جو اس پر لازم ہیں، گناہوں سے برأت حاصل کر لے، قرض ادا کر دے اگر ایسا نہ کرے گا تو قطعی طور پر جان لے اور اچھی طرح سمجھ لے کہ وہ ان حقوق میں گرو گرفتار رہے گا۔ ان حقوق کے عوض پکڑا جائے گا اور قبر کے عذاب میں مبتلا ہوگا۔ تمام قوتیں زائل ہو جائیں گی، تمام تدبیریں بیکار ہو جائیں گی حواس باختہ ہوگا گھر والے اور پڑوسی چھوڑ جائیں گے اور اس کا چھوڑا ہوا مال اس کے دشمنوں، مردوں، عورتوں اور بچوں کے قبضے میں چلا جائے گا اس برے انجام سے نجات دینے والی چیز صرف یہی ہے کہ حقوق کو دنیا میں ادا کر دیا جائے اور ان کی ادائیگی سے عہدہ برآ ہو جائے توبہ کرے اور اطاعت میں مصروف رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی مہربانیاں اس پر چھا جائیں۔ وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے جو کچھ چاہے گا بہشتِ جاوداں میں اس کو جزا عطا فرما دے گا۔ VVVV Imp

مقروض پر عذاب

حضرت سمرہؓ بن جندب فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، حضور والا نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی، سلام پھیرنے کے بعد حضور نے فرمایا کہ فلاں خاندان کا کوئی یہاں موجود ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا حضور میں حاضر ہوں! حضور نے فرمایا فلاں شخص (یعنی میت) قرض کی وجہ سے گرفتار ہے۔ حضرت سمرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا کہ میت کے گھر والے فوراً ہی قرض چکانے لگے اور پھر کوئی قرض خواہ باقی نہیں رہا۔

VVVV Imp

Imp

یہی حدیث شریف دوسرے الفاظ میں اس طرح ہے:۔

"فلاں شخص جنت کے دروازے پر قرضدار ہونے کی وجہ سے محبوس ہے"۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہلِ صفہ میں سے ایک صاحب کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس نے ایک دینار اور ایک درہم ترکہ میں چھوڑا ہے! حضور نے فرمایا "یہ آگ کے دو داغ ہیں، تم اپنے ساتھی کی نماز پڑھو (میں اس میں شرکت نہیں کروں گا) اس شخص پر کچھ قرض تھا۔

Imp

ایک اور حدیث ہے کہ ایک انصاری کا جنازہ بارگاہِ نبوت میں لایا گیا آپ نے فرمایا کیا اس پر قرض ہے؟ عرض کیا گیا جی ہاں! یہ سن کر حضور واپس جانے لگے، اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس کے قرض کا میں ضامن ہوں یہ سن کر حضور واپس تشریف لے آئے اور اس کی نماز پڑھی اور ارشاد فرمایا اے علی رض اللہ نے تمھاری گردن اس طرح آزاد کر دی جس طرح تم نے اپنے مسلمان بھائی کی گردن آزاد کرائی، جو کسی کا قرض چھڑاتا ہے اللہ قیامت کے دن اس کو رہا کر دے گا۔

Imp

Imp

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، قیامت کے دن حقداروں کے حقوق ضرور دیئے جائیں گے یہاں تک کہ منڈی بکری کا حق سینگوں والی بکری سے لیا جائے گا، حضورؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ظلم کرنے سے گریز کرو، قیامت کے دن ظلم اندھیریاں بن جائے گا، فحش سے پرہیز کرو، اللہ تعالیٰ بے حیائی کو پسند نہیں فرماتا۔ بخل سے بچو اسی بخل نے تم سے پہلے گزرنے والے لوگوں کو برباد کر دیا، اسی بخل نے بخیلوں کو رشتہ داریاں منقطع کرنے کا حکم دیا اور انھوں نے (عزیزوں رشتہ داروں کے) حقوق تلف کئے۔

Imp

عیادت

عیادت مستحب ہے اگر کوئی مومن بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرنا مستحب ہے، مسلمان بھائی جب اس کی عیادت کو پہنچتا ہے اور اس کے حال کو دیکھتا ہے تو اگر اچھا ہو جانے کی امید ہوتی ہے تو اس کے لئے دعا کر کے لوٹتا ہے اور اگر مرنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو اس کو توبہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور اس کو آمادہ کرتا ہے کہ وہ اپنا تہائی مال ان غریب رشتہ داروں کو دینے کی وصیت کر جائے جو اس کو شرعاً وارث نہیں ہیں، اگر اس کے اقربا میں کوئی محتاج نہیں ہوتا تو پھر ان لوگوں کے حق میں وصیت کرنے کی ترغیب دیتا ہے جو فقیر و مسکین ہوں، اہل علم ہوں، دیندار ہوں یا ایسے لوگ ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے ان کی روزی کے ذرائع مسدود کر دیئے ہیں اور تقویٰ و پرہیزگاری کے باعث علائق دنیوی سے انھوں نے منہ موڑ لیا ہو۔

Imp

متقی اور متوکل حضرات متقی اور متوکل حضرات کے نزدیک چونکہ روزی کے اسباب ظاہری بھی شرکت کا باعث ہوتے ہیں اس لئے وہ سب سے کنارہ کش ہو کر خاص رب العزت کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔

Imp

اور رزق کے لئے صرف اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں کیونکہ وہ ہر ظاہری سبب کو شرک سمجھتے ہیں۔ ان کا حال اللہ تعالیٰ سے اس تعلق کی بنا پر پختگی کے کمال پر پہنچتا ہے، ان کی توحید بے داغ ہوتی ہے اور مقدر کی جو روزی ہے وہ پاک و صاف ہو کر ان کے پاس پہنچ جاتی ہے اس لئے نہ ان کو دنیا میں برے انجام کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور نہ آخرت کی سزا کا، مبارک ہیں وہ لوگ اور بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایسے متوکلین کی خدمت میں کچھ مال پیش کریں اور ان کے ساتھ مہربانیاں کر کے ان کے ساتھ میل جول رکھیں، کسی روز ان کی خدمت کریں، ان کی دعا پر آمین کہیں اور ان کے لئے کلمۂ خیر زبان سے نکالیں، لوگوں کو مبارک ہو کہ یہ متوکلین، اہل اللہ (اولیاء اللہ) ہیں، یہ اللہ کے خاص بندے ہیں۔ بادشاہ کے حضور میں بادشاہ کے عمائدین کے بغیر رسائی نہیں ہوتی! غور کرو کیا کسی شخص کو شاہی بخشش یا شاہی انعام بادشاہ کے ان مقربوں اور خادموں کے ذریعہ کے علاوہ کسی دوسرے ذریعہ سے مل سکتی ہے! پس اگر کوئی بادشاہ کے ان ہم نشینوں سے اور خدمت گاروں سے ملے اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ ان کی خدمت کرے تو ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی بادشاہ کے حضور میں اس کو پیش کر دے اور اس کی پسندیدہ عادتوں اور عمدہ خصائل کا ذکر کرے اور بادشاہ اس کے حسن و اخلاق سے خوش ہو کر اس بندہ کو اپنی نعمتوں اور بخششوں سے نوازے (یہ مثال اہل اللہ یعنی اولیائے کرام کی ہے کہ وہ بارگاہ الٰہی میں گنہگاروں کو پیش کرتے ہیں)۔

Imp

تلقین

اگر مریض میں موت کی علامات نمودار ہو جائیں تو گھر والوں کو چاہیئے، ان کے لئے مستحب ہے کہ جو شخص مریض کا سب سے بڑا رفیق ہو اور مریض کے طور طریقوں سے واقف ہو اور سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو اس کو اس بات پر مقرر کریں کہ وہ مرنے والے کو خدا کی یاد دلائے اور طاعت الٰہی کی طرف اس کو راغب کرے اس کے حلق میں پانی یا شربت ٹپکائے اور بھیگی ہوئی روئی سے اس کے لبوں کو تر کرنے کی خدمت انجام دے اور لا الٰہ الا اللہ کی ایک بار تلقین کرے (زیادہ سے زیادہ تین بار تلقین کی جائے، اس سے زیادہ نہ کریں کہ مرنے والے کی تنگدلی کا باعث ہو، اور اس کو نفرت نہ پیدا ہو جائے اور اس ناگواری کے عالم میں جان نکل جائے)۔

اگر تلقین کے بعد کوئی اور بات کر لی ہو تو دوبارہ تلقین کرنا چاہیئے تاکہ آخری کلام کلمۂ توحید ہی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل کیا جائے گا، تلقین بڑی آہستگی، نرمی اور خوش اخلاقی سے کرنا چاہیئے مناسب ہے کہ سورہ یٰسین اس کے پاس پڑھی جائے۔ تاکہ روح نکلنے میں آسانی ہو۔ جب اس کی روح نکل جائے تو اس کو چت لٹا کر میت کا منہ کعبہ کی طرف کر دیا جائے (اس طرح کہ اگر بٹھایا جاتا تو منہ کعبہ کی طرف ہوتا)۔ میت کی آنکھیں جلد ہی بند کر دینا چاہیئے۔

Imp

مردہ کے حق میں اچھا کلمہ کہو!

حضرت شداد بن اوس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم لوگ مردے کے پاس موجود ہو تو اس کی آنکھیں بند کر دو۔ کیونکہ نظر روح کی پرواز کا پیچھا کرتی ہے۔ اور آنکھیں بے نور اور بدشکل ہو جاتی ہیں، مردے کے حق میں کلمۂ خیر کہنا چاہیئے اس لئے کہ گھر والے جو کچھ اس کے بارے میں کہتے ہیں اس پر آمین کہی جاتی ہے" پھر میت کے دونوں جبڑوں کو دبا دے کر بند کر دینا چاہیئے

Imp

ایک روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کا جب وقت (مرگ) قریب آپہنچا تو آپ نے اپنے فرزند حضرت عبد اللہ

Imp

سے فرمایا کہ جب دیکھو کہ میری جان تالو تک آ پہنچی ہے تو تم دائیں ہتھیلی میری پیشانی پر اور بائیں ہتھیلی ٹھوڑی کے نیچے رکھکر میرا منھ بند کر دینا۔ منھ بند کرنے کے بعد میت کے جوڑوں کو نرم کیا جائے یعنی کلائیوں کو اٹھا کر اس طرح موڑا جائے کہ وہ بازوؤں سے مل جائیں پھر ان کو کھول دیا جائے اس طرح ان میں نرمی پیدا ہو جائے گی''۔ اسی طرح دونوں پنڈلیوں کو رانوں سے ملایا جائے اس کے بعد میّت کے کپڑے اتار کر ایک چادر سے پوری میت کو ڈھانپ دیا جائے، اس لئے کہ موت کے باعث میت کا پورا بدن چھپانا، واجب ہو جاتا ہے (واجب الستر ہوتا ہے) اسی بنیاد پر اس کے سارے بدن کو کفن سے ڈھانپنا واجب ہے۔ میت کے پیٹ پر تلوار یا آئینہ رکھ دینا چاہیئے تاکہ پیٹ زیادہ نہ پھولے، اس عمل کے بعد میت کو غسل کے تخت پر رکھ دینا چاہیئے، تختہ پر میت کو ٹانگوں کی طرف نیچا رکھنا چاہیئے (تختہ سر کی طرف سے کچھ اونچا کر دینا چاہیئے)۔ اس عمل کے بعد میّت کے قرضوں کو ادا کرنا چاہیئے اور اس کی وصیتوں کو پورا کرنا چاہیئے تاکہ خداوند عالم کے حضور میں وہ تمام حقوق اور باروں سے بری ہو کر پہنچے۔

میّت کا غسل

اس سے فارغ ہونے کے بعد میّت کے غسل تجہیز و تکفین اور تدفین میں عجلت کرنا چاہیئے، اگر موت اچانک آگئی ہو تو کچھ توقف کرنے میں ہرج نہیں تاکہ موت کا یقین ہو جائے یعنی دونوں پہنچے لٹک جائیں، ٹانگیں ڈھیلی پڑ جائیں، ناک بہنے لگے، کنپٹیاں بیٹھ جائیں اس وقت غسل کی تیاری شروع کر دینا چاہیئے۔

میّت کا غسل

سب سے پہلے غسّال میّت کے پیرہن اتار کر میت کے جسم کو ناف سے زانو تک ایک کپڑے میں چھپا دے اس ستر پوشی سے نہلانے میں جہاں تک ممکن ہو نہلانے والا مردے کے ستر کے مقام سے آنکھیں بند رکھیں۔ مردے کو ایک لمبا چوڑا کرتہ پہنا کر نہلانا اچھا ہے اگر قمیص تنگ ہو تو چاک کو اور کشادہ کر لیا جائے پھر آسانی اور نرمی کے ساتھ میت کے جوڑوں کو نرم کرے اگر زیادہ سخت ہوں تو ان کو ویسا ہی چھوڑ دے اس لئے کہ اکثر اس عمل سے ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مردے کی ہڈی توڑنا ایسا ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔ اس کے بعد مردے کو بیٹھنے کے انداز تک جھکائے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ سوتے، تاکہ اندر جو کچھ.. نجاست ہو خارج ہو جائے پھر ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ لے تاکہ اس کے ستر پر ننگا ہاتھ نہ پڑے دوسرے یہ کہ کپڑے سے صفائی اچھی طرح ہو جاتی ہے اسی طرح بدن کے باقی حصہ کو بھی ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر چھونا ہی مستحب ہے۔ اس دوران میں نہلانے والے کے ہاتھوں پر پانی برابر ڈالتے رہنا چاہیئے۔ جس کپڑے سے استنجا کر رہا تھا اس کو استنجا کے عمل سے فارغ ہونے کے بعد اتار کر دوسرا پاک کپڑا لپیٹ لینا چاہیئے۔ اس طرح تین مرتبہ کپڑا بدلنا اور ہاتھ دھونا چاہیئے پھر میّت کو نماز کے وضو کی طرح ترتیب کے ساتھ وضو کرائے خود نیت کرے بسم اللہ کر کے نہلانے والا اپنی دو انگلیوں کو پانی سے تر کر کے میت کے دانتوں کو ملے، اسی طرح ناک کے سوراخوں میں انگلیوں سے صفائی کرے پھر ناک اور منھ پر پانی

ڈالے لیکن احتیاط رکھے کہ پانی ناک اور منہ کے اندر نہ جائے اس کے بعد وضو کو تمام کرے۔ وضو سے فارغ ہو کر بیری کے پتوں سے جوش دیئے پانی (آب سدرہ) سے سر اور داڑھی کو دھوئے لیکن بالوں میں کنگھی نہ کرے پھر سر سے پاؤں تک پانی ڈالے اس کے بعد پہلو بدل کر داہنی جانب کو دھوئے بائیں طرف کو کروٹ دے کر بائیں پہلو کو بھی دھوئے، اسی طرح ہر مرتبہ پانی اور بیری کے پتوں والے پانی سے غسل دینے کے بعد سادہ پانی سے غسل دیتا رہے۔ (بیری کے پانی سے غسل دینے کے بعد خالص پانی سے غسل دینا ضروری ہے) اگر میل دور کرنے کے لئے اشنان (گھاس) کی ضرورت ہو تو اس کو استعمال کیا جا سکتا ہے ناخنوں کے اندر کا میل نکالنے کے لئے خلال پر روئی لپیٹ کر ناخنوں کے اندر سے اور ناک کان کے سوراخوں سے میل صاف کر دے پھر دوبارہ پیٹ کو قدرے اٹھائے اور پیٹ پر ہاتھ پھیر کر نجاست نکال دے اور دوبارہ وضو کرائے پھر آخری غسل آب کافور سے کرا کے کسی پاک کپڑے سے بدن پونچھ دے۔ کم سے کم غسل تین بار اور زیادہ سے زیادہ سات بار ہے اگر تین بار غسل دینے سے لیکن پوری صفائی نہ ہوئی ہو تو سات بار تک غسل دیا جا سکتا ہے خیال رکھنا چاہیئے کہ غسل کا خاتمہ طاق عدد پر کرے (جیسے تین، پانچ یا سات) اگر جسم سے نجاست نکلنا بند نہ ہو تو روئی یا پاک مٹی رکھ کر بند کر دیں۔ بعض علماء کا قول ہے کہ اس کو بند کرنے کی حاجت نہیں امام احمدؒ کے نزدیک ایسا عمل مکروہ ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ غسل کے بعد اگر جسم سے کچھ خارج ہو جائے تو غسل کے اعادہ کی حاجت نہیں ہے صرف جائے خروج کو دھو دیا جائے اس کے بعد نماز کے مانند وضو کرا دیا جائے اور کفن پہنانے کے لئے تختۂ غسل سے نعش کو اٹھا لیا جائے، افضل یہ ہے کہ پہلی بار آب سدرہ (بیری کے پتوں کے جوش دیئے ہوئے پانی) سے غسل دیا جائے پھر خالص پانی سے اور آخر میں کافوری پانی سے۔

مرد کی تکفین

اگر میت مرد کی ہے تو تین کپڑے کفن میں دیئے جائیں، کپڑا سفید ہونا چاہیئے (رنگین نہ ہو) یہ تین کپڑے صرف چادریں ہوں، سلا ہوا تہبند، قمیص، پائجامہ نہ ہو، اگر کپڑے کا عرض کم ہو تو دو پارٹ کر کے سی دیا جائے (عرض میں سی دیا جائے) میت کے جسم سے کفن لپیٹنے سے قبل کپڑوں کو عود اور کافور کے بخارات سے معطر کر لینا چاہیئے، لپیٹ کی ہر دو چادروں کے درمیان خوشبو لگائی جائے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ یہ تین کپڑے کفن میں (اگر مرد ہو تو) دیئے جائیں، بغیر سلی قمیص جس میں تکمہ نہ ہو، تہبند[1] اور لپیٹ کی چادر، تین کپڑوں کا کفن دینا افضل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید سحولی کپڑوں کا کفن دیا گیا تھا، جن میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔ امام احمدؒ نے اس حدیث کو صحیح مانا ہے اور اپنے مذہب کی بنا اسی حدیث کو بنایا ہے۔

کفن کے کپڑوں سے خوشبو مل دے اور کافور روئی میں رکھ کر دونوں سرینوں کے درمیان رکھ دے اور اوپر سے کپڑے کا ٹکڑا رکھ دے، اعضائے سجدہ یعنی پیشانی، ناک، ہاتھ، زانو اور پیروں پر کافور لگا دے، اسی طرح دونوں کان، ران، بغل کانوں اور آنکھوں کے بیرونی حلقوں میں بھی کافور لگا دے، آنکھوں کے اندر کافور داخل نہ کرے۔ اگر ان سوراخوں سے کسی چیز کے نکل پڑنے کا ڈر ہو تو ناک کان کے سوراخوں کو روئی اور کافور ان پر رکھ کے بند کر دے۔ اگر سارے جسم پر کافور اور صندل کی خوشبو لگائی جائے تو افضل ہے۔ جناب نافع کی روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ میت کے خنگاسوں (کنج ران) بغلوں اور

---

[1] تہبند اندرونی جانب سے یعنی جلد سے متصل ہونا چاہیئے۔

Imp

کہنیوں پر مشک لگایا کرتے تھے)۔ اس طرح کفنا کر میت کو لا کر لپیٹ کی چادروں پر رکھ دیا جائے پہلے بائیں طرف سے دائیں طرف کو لپیٹا جائے پھر دائیں طرف سے بائیں طرف کو لپیٹ دیں۔ دوسری اور تیسری چادر کو بھی اسی طرح لپیٹا جائے لیکن سر کی جانب کا کنارہ زیادہ ہو اور ٹانگوں کی طرف کا کم چھوڑا جائے۔ اگر کنارہ کھل جانے کا اندیشہ ہو تو گرہ لگا کر باندھ دیا جائے قبر میں اتارنے کے بعد بندش کھول دی جائے لیکن کفن کو چاک نہ کیا جائے۔

عورت کا کفن

مرد کے خلاف عورت کو پانچ کپڑوں کا کفن دینا چاہیے۔ ایک تہ بند، اوڑھنی، کرتہ اور دو چادریں… لپیٹ کی، تہ بند پورے بدن پر لپیٹا ہونا چاہیے، ہمارے بعض علماء کے نزدیک یہ بات مستحب ہے کہ پانچویں چادر سے میت کی رانیں لپیٹ دی جائیں اور ایک چادر لفافہ کے قائم مقام ہے۔ عورت کے سر کے بالوں کو تین لٹوں میں گوندھ کر پشت کی جانب ڈال جائے۔ میت عورت کی ہو یا مرد کی اس کو دلہن کی طرح آراستہ کیا جائے، اگر کسی کو مذکورہ بالا مقدار میں کپڑا میسر نہ آئے تو بحالت مجبوری ایک کپڑا ہی کافی ہے یا جسقدر میسر آسکے۔

مُحرِم کا کفن

اگر کوئی حالت احرام میں فوت ہو جائے (حج یا عمرہ میں) تو اس پانی سے جس میں بیری کے پتے پڑے ہوں۔ اس کو غسل دیا جائے، خوشبو اس کے پاس نہ لائی جائے اس کے سر اور پاؤں کو ڈھانپا نہ جائے۔ سلا ہوا کپڑا اس کو نہ پہنایا جائے اور صرف دو کپڑوں کا کفن دیا جائے۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں توقف فرما تھے اچانک ایک شخص اونٹنی سے گر پڑا اس کی گردن ٹوٹ گئی اور مر گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور صرف دو کپڑوں کا کفن دو، اس کے سر کو نہ ڈھانکو، کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت میں اسے تلبیہ کہتا ہوا اٹھائے گا۔

مُردہ جنین کا غسل

ناتمام بچہ اگر چار ماہ سے زیادہ کا ہو تو اس کو غسل دیا جائے اور اس کی نماز بھی پڑھی جائے اور ایسا نام رکھا جائے جو مرد اور عورت دونوں پر صادق آئے۔ بچہ کو غسل مرد دے یا عورت دونوں میں کوئی فرق نہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم کو عورتوں نے غسل دیا تھا، صاحبزادہ کی عمر آٹھ ماہ کی تھی اُم عطیہؓ کی بیان کردہ حدیث سے یہ ثابت ہے۔

مرد کو مرد اور عورت کو عورت غسل دے

مرد کی میت کو مرد غسل دے اور عورت کی میت کو عورت غسل دے اگر بیوی اپنے شوہر کو غسل دے تو جائز ہے، شوہر اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے یا نہیں اس کے بارے میں دو روایتیں ہیں ایک مثبت دوسری منفی، اُم ولد کا حکم بھی یوں ہی جیسا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا۔

مرد میت کا کفن ادائے قرض و تکمیل وصیت پر مقدم ہے، اگر میت کے پاس مال بالکل نہ ہو تو جو شخص اس کے خرچ کا کفیل ہو اس پر کفن دینا لازم ہے اگر ایسا شخص موجود نہ ہو تو اس کا کفن بیت المال سے دیا جائے گا۔ عورت کے کفن کا بھی یہی حکم ہے۔ شوہر پر اس کا کفن دینا واجب نہیں۔ میت کے دفن کی خدمت اس شخص کو ہی انجام دینا چاہیے جس نے غسل دیا تھا۔ یہی اولیٰ ہے۔

Imp

قبر کا طول و عرض اور گہرائی

مُردوں کے لئے قبر بقدر متوسط قدِ آدم گہری کھودی جائے، قبر کا طول تین ہاتھ اور ایک بالشت ہو اور عرض ایک ہاتھ ایک بالشت جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ "اے عمرؓ تمھارا اس وقت کیا ہوگا جب تمھارے لئے تین ہاتھ ایک بالشت لمبی اور ایک ہاتھ ایک بالشت چوڑی زمین تیار کی جائے گی پھر تمھارے گھر والے تم کو غسل دینگے اور کفن پہنائیں گے اور خوشبو ملیں گے! اس کے بعد اٹھا کر لیجائیں گے اور زمین میں چھپا کر تم پر مٹی ڈال کر تنہا چھوڑ کر واپس آجائیں گے۔

Imp

میت کو قبر میں اُتارنا

مستحب ہے کہ مُردے کو قبلہ کی جانب سے قبر میں اُتارا جائے، اگر ایسا کرنا دشوار ہو تو قبر کے پہلو سے یا جس طرف سے زیادہ آسان ہو اتارا جائے، امام احمدؒ سے اسی طرح منقول ہے، عورت کو دفن کرنیکی خدمت بھی عورتیں ہی انجام دیں جس طرح غسل کی خدمت انجام دی تھی، اگر یہ عورتوں کے لئے دشوار ہو میت کے قریبی رشتہ دار یہ کام انجام دیں یہ بھی ممکن نہ ہو تو غیروں میں سے ضعیف اور بوڑھے لوگ یہ کام انجام دیں، عورت کی قبر کا (میت کو اُتارتے وقت) پردہ کرنا مستحب ہے مرد کا نہ کیا جائے۔ روایت ہے کہ حضرت علیؓ ایک جگہ سے گزرے وہ لوگ ایک مردے کو دفن کر رہے تھے اور انھوں نے قبر پر پردہ تان رکھا تھا حضرت علیؓ نے پردہ کو کھینچ لیا اور فرمایا ایسا تو عورتوں کے لئے کیا جاتا ہے۔

Imp

جب مردے کو قبر کے اندر پہنچا دیا جائے تو اس پر تین لپ (دونوں ہاتھ ملانے سے جو ظرف بنتا ہے اس کو لپ کہتے ہیں) مٹی ڈالی جائے حدیث شریف میں اسی طرح آیا ہے اس کے بعد باقی مٹی ڈال دی جائے، قبر کو ایک بالشت اونچا رکھا جائے اور مٹی پر پانی چھڑک دیا جائے، کچھ سنگریزے بھی رکھ دیئے جائیں، مٹی سے اس کو لیپ دینا بھی جائز ہے۔ قبر پر چونے سے سفیدی کرنا مکروہ ہے قبر کو کوہان کی طرح بنانا مستحب ہے چپٹی قبر مسنون نہیں ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک اور آپ کے دونوں رفیقوں (حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ) کے مزارات کو دیکھا ہے وہ کوہان نما ہیں۔

Imp

تلقین میت

مردے کو دفن کرنے کے بعد تلقین کرنا مسنون ہے۔ حضرت ابو امامہؓ سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "تم میں سے جب کوئی مرجائے اور اسے قبر میں دفن کرکے مٹی ڈال دی جائے تو تم میں سے کوئی اس کے سرہانے کھڑے ہو کر کہے "اے فلاں ابن فلانہ بلاشک وہ سنتا ہے جواب نہیں دیتا، پھر کہے اے فلاں ابن فلاں،

جب دوسری مرتبہ آواز دے گا تو مُردہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا۔ پھر تیسری بار بھی اسی طرح مخاطب کرے! اس وقت میت کہتی ہے "اے خدا کے بندے! اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے، ہمیں راہ راست دکھاؤ، لیکن تم سن نہیں سکتے۔ پھر تلقین کہنے والا کہے، تو جس کلمہ پر دنیا سے نکلا تھا اس کو یاد کر، تو شہادت دیتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اسکے بندے اور رسول ہیں، اور تو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا۔

Imp

اس وقت منکر نکیر کہتے ہیں کہ اس کو مدلل اور مکمل جواب بتا دیا گیا ہے ہم اس کے پاس بیٹھ کر کیا کریں۔ کسی شخص نے یہ سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر کسی شخص کی والدہ کا نام معلوم نہ ہو تو کس طرح اس کو پکاریں، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس کو حضرت حواؑ کی طرف منسوب کردے تلقین کرنے والا شخص اگر چاہے تو یہ بھی اس میں اضافہ کرسکتا

Imp

Imp

IMP IMP IMP

ہے کہ" تو مسلمانوں کے بھائی ہونے اور کعبہ کے قبلہ ہونے پر راضی تھا (یعنی تو نے اس کا بھی اقرار کیا تھا) تو اس اضافہ سے کوئی حرج نہیں اسی طرح اس تلقین میں دوسرے شعائر اسلام کا ذکر بھی کیا جا سکتا ہے۔

Imp

IMP

باب ۲۱

ہفتہ بھر کی نمازیں، اور اُن کے فضائل

ہفتہ بھر میں دن میں پڑھی جانے والی نمازیں

حضرت ابو سلمہؓ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا جب تم گھر سے نکلو تو دو رکعت نماز پڑھ لیا کرو، یہ رکعتیں تم کو بیرونی اور خارجی آفات سے محفوظ رکھیں گی اور جب گھر میں داخل ہوا کرو تب بھی دو رکعتیں پڑھ لیا کرو! یہ رکعتیں تم کو داخلی اور اندرونی خرابی اور پریشانی سے مامون رکھیں گی۔

فجر کی نماز کے بارے میں ارشاد نبوی

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جو کوئی وضو کرکے مسجد کی طرف جاتا ہے اور وہاں پہنچکر نماز پڑھتا ہے تو اس کے ہر قدم پر اس کے لئے ایک نیکی تحریر کی جاتی ہے اور ایک گناہ محو کردیا جاتا ہے، اس کو ہر نیکی کے عوض دس گنا دیا جاتا ہے پھر جب وہ نماز پڑھ کر اس وقت لوٹتا ہے جب سورج کے طلوع کا وقت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدن کے ہر بال کے عوض اس کی ایک نیکی تحریر فرمادیتا ہے اور اس طرح وہ ایک حج مقبول کا ثواب لیکر واپس ہوتا ہے اور اگر دوسری نماز پڑھنے تک وہ وہیں مسجد میں مقیم رہے تو اس نشست کا بدلہ اللہ تعالیٰ اس کو دو لاکھ نیکیاں عطا فرماتا ہے اور جو مسلمان عشاء کی نماز پڑھتا ہے اس کو بھی یہی کچھ بدلہ عطا فرماتا ہے اور وہ ایک مقبول عمرہ کا ثواب لے کر لوٹتا ہے۔

Imp

Imp

حضرت عثمانؓ کا ارشاد

حضرت عثمانؓ ابن عفان فرماتے ہیں کہ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص جماعت کے ساتھ عشا کی نماز پڑھتا ہے وہ گویا نصف شب تک نماز پڑھتا ہے اور جو شخص جماعت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتا ہے وہ گویا پوری رات نماز ادا کرتا ہے۔

IMP

Imp

منافقوں پر نماز فجر اور نماز عشا بھاری تھی

ابو صالحؒ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافقوں پر نماز فجر اور نماز عشا سے بڑھ کر کوئی چیز بھاری نہیں تھی، اگر وہ جانتے کہ ان دونوں نمازوں کا کتنا اجر اور ثواب ہے تو یقیناً وہ سر کے بل گھسٹتے آتے

IMP

اور میرا ارادہ ہے کہ میں ایسے لوگوں کے گھروں کو آگ لگوا دوں جو ہمارے ساتھ نماز کے لئے گھروں سے نہیں نکلتے۔

زوال کے بعد نماز

عطا بن یسار نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص زوال کے بعد چار رکعتیں اچھی طرح قرأت و رکوع و سجود کے ساتھ پڑھتا ہے تو ہزار فرشتے اس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور شام تک اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں،

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد کی چار رکعتیں کبھی ترک نہیں فرماتے تھے، آپ ان رکعتوں کو طویل پڑھتے تھے اور فرماتے تھے اس وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ میرا کوئی عمل اس وقت اٹھا لیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کیا یہ چار رکعتیں دو سلاموں سے پڑھی جائیں؟ آپ نے فرمایا نہیں (یعنی ایک سلام سے پڑھی جائیں)۔ نیز حضور والا نے ارشاد فرمایا "کہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھ لے۔"

یکشنبہ کی نماز

حج وعمرہ کا ثواب

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اتوار کے روز چار رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار "اٰمن الرسول" پڑھا اللہ تعالیٰ اس کو ہر نصرانی مرد اور عورت کی نیکیوں کے برابر نیکیاں دیتا ہے، نبی کا ثواب مرحمت فرما کر ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب اس کے اعمال نامہ میں لکھ دیتا ہے، ہر رکعت کے بدلہ اس کو ہزار نمازوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ جنت میں ہر حرف کے عوض اس کو مشک اذفر سے تعمیر کیا ہوا ایک شہر عطا فرمائے گا۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتوار کے دن نماز کی کثرت کرکے اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کیا کرو کیونکہ وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

اگر اتوار کے دن ظہر کے فرض اور سنتوں کے بعد کوئی شخص چار رکعت اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ الم سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ تبارک الملک پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیرے پھر کھڑا ہوکر دو رکعتیں اور پڑھے اور ان دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ جمعہ کی قرأت کرے گا اور پھر دعا مانگے گا تو اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہے کہ اس کی حاجت پوری فرمائے اور اس کو عیسائیوں کے دین سے محفوظ رکھے۔

دوشنبہ کی نماز

حضرت ابو الزبیرؓ حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دوشنبہ (پیر) کے دن آفتاب بلند ہونے کے بعد دو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی

Imp Imp

اور ایک بار سورہ اخلاص اور ایک ایک بار معوذتین پڑھ کر سلام پھیرا پھر دس مرتبہ "استغفر اللہ" اور دس بار درود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔

ثابت بنانیؒ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پیر کے دن بارہ رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد بارہ مرتبہ سورۃ اخلاص اور بارہ مرتبہ استغفار پڑھے تو قیامت کے دن منادی پکارے گا کہ فلاں کا بیٹا فلاں کہاں ہے؟ وہ اٹھے اور اپنے ثواب اللہ تعالیٰ سے حاصل کرے! اس کو ثواب میں جو چیز پہلے عطا ہوگی وہ ایک ہزار جوڑے اور تاج ہوگا، اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ، اس کے استقبال کے لئے ایک ہزار فرشتے موجود ہوں گے۔

Imp

سہ شنبہ کی نماز

یزید رفاعیؒ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص منگل کے دن دس رکعتیں نصف النہار (دوپہر) سے قبل پڑھے گا (ایک روایت میں ہے کہ دن چڑھے پڑھے گا) اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک بار آیت الکرسی اور تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے گا تو اس کے نامۂ اعمال میں ستر دن تک کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا اور اس دوران میں اگر وہ فوت ہو جائے گا تو اس کو شہادت کی موت نصیب ہوگی، اور اس کے ستر سال کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

چہار شنبہ کی نماز

ابو ادریس خولانیؒ، حضرت معاذ بن جبلؓ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چہار شنبہ کے دن چاشت کے وقت بارہ رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ، آیت الکرسی ایک ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار، معوذتین تین تین بار پڑھی جائے تو ایسے شخص کو ایک فرشتہ جو عرش کے قریب رہتا ہے پکار کر کہے گا: اے اللہ کے بندے، تیرے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے اب از سر نو عمل شروع کر! اللہ تعالیٰ اس سے عذاب قبر، فشار قبر اور ظلمت قبر کو دور فرما دیتا ہے اور اس سے قیامت کی تمام مصیبتوں کو اٹھا لے گا، اس بندہ کا اس دن کا عمل، نبی کے عمل کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔

Imp

Imp

پنجشنبہ کی نماز

حضرت عکرمہؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بندہ جمعرات کے دن ظہر و عصر کے درمیان دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک سو مرتبہ آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سو مرتبہ سورۃ اخلاص اور نماز کے بعد سو مرتبہ محمد پر درود و سلام بھیجے تو اللہ تعالیٰ اسے رجب

Imp

شعبان اور رمضان کے روزوں کے برابر ثواب عطا فرمائے گا علاوہ ازیں اس کو ایک حج کا ثواب بھی ملے گا، اس کے نامۂ اعمال میں ان تمام لوگوں کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی جو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس پر توکل کیا ہے۔

Imp

جمعہ کے دن کی نماز

تمام دن عبادت کرنا

علی بن حسینؓ نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جمعہ کا پورا دن عبادت کا ہے جو شخص ایک دو نیزہ آفتاب بلند ہونے پر اچھی طرح وضو کرکے اللہ تعالیٰ کے لئے چاشت کی تسبیح کی دو رکعتیں ثواب کی نیت سے پڑھے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لئے دو سو نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کی دو سو برائیاں معاف فرما دیتا ہے اور جو بندہ چار رکعت پڑھے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے چار سو درجہ بلند فرما دیتا ہے جو آٹھ رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ بہشت میں اسکے آٹھ سو درجے بلند فرما دیتا ہے۔ اور اس کے تمام گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں۔

Imp

جو شخص بارہ رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایکہزار دو سو نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے ایک ہزار دو سو درجے بلند فرما دیتا ہے۔ حضرت ابو صالحؒ نے حضرت ابوہریرہؓ کے حوالہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن صبح کی نماز جماعت سے ادا کی، پھر طلوع آفتاب تک مسجد میں بیٹھا ذکر خدا کرتا رہا اس کو جنت الفردوس میں ستر درجے نصیب ہوں گے، ہر دو درجوں کا درمیانی فاصلہ تیز رو گھوڑے کی ستر سالہ قطع مسافت کے برابر ہوگا اور جس نے جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اس کو جنت الفردوس میں پانچسو منزلیں عطا ہوں گی۔ ہر دو منزلوں کا درمیانی فاصلہ تیز رو گھوڑے کی پچاس سالہ مسافت کے بقدر ہوگا اور جس نے عصر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی گویا اس نے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے آٹھ غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب حاصل کیا، اور جس نے مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اس نے گویا ایک مقبول حج اور عمرہ کا ثواب حاصل کیا"!

Imp

ظہر و عصر کے مابین دو رکعت پڑھنا

مجاہدؒ نے حضرت ابن عباسؓ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن ظہر و عصر کے درمیان دو رکعت نماز پڑھ لے اور اول رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار اور قل اعوذ برب الفلق پچیس بار پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار، سورۂ اخلاص ایک مرتبہ اور قل اعوذ برب الفلق بیس مرتبہ پڑھے، اس کے بعد سلام پھیر کر پانچ بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے تو ایسے شخص کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک جنت میں اپنا مقام نہیں دیکھ لیگا، اور اللہ تعالیٰ کا خواب میں دیدار نہیں کرلے گا۔

Imp

روایت ہے کہ ایک اعرابی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ، ہم شہر سے دور صحرا میں آباد ہیں اور جمعہ کو آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے! لہٰذا آپ مجھے ایسا عمل بتا دیں کہ جب میں اپنی قوم

Imp

میں واپس جاؤں تو ان کو جمعہ کی قائم مقام کوئی چیز بتا سکوں، حضورؐ نے ارشاد فرمایا اے اعرابی! جمعہ کا دن ہو تو دن چڑھنے کے بعد تم دو رکعتیں اس طرح ادا کر لیا کرو کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل اعوذ برب الناس پڑھو پھر نماز پوری کر کے سلام پھیر دو، اس کے بعد بیٹھے بیٹھے سات بار آیۃ الکرسی پڑھو، اس سے فارغ ہو کر پھر آٹھ رکعتیں چار چار کر کے اس طرح ادا کرو کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ نصر ایک ایک بار اور سورہ اخلاص پچیس مرتبہ پڑھو، پھر اپنی نماز پوری کر لو اس کے بعد ستر مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھو، اس کے بعد آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے جو کوئی مومن یا مومنہ اس نماز کو اس طریقہ پر پڑھ لیگا جو میں نے بتایا ہے میں جنت میں اس کا ضامن ہو جاؤں گا اور وہ اپنے مقام سے اٹھنے نہ پائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے والدین کو بخش دیگا۔ (بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں) اور عرش کے نیچے سے منادی ندا دے گا کہ اے خدا کے بندے! اب تو از سر نو عمل شروع کر دے (پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے) اس نماز کی اور بہت سی فضیلتیں ہیں ان سب کا بیان طوالت کا موجب ہوگا۔ ہم نے مذکورہ نماز کے دوسرے مسائل بھی بیان کئے ہیں جو جمعہ کے دن بارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی جانے والی نماز میں مذکور ہیں جو چاہے اس نماز کو پڑھے!!

شنبہ کی نماز

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت!

حضرت سفیانؓ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جو کوئی ہفتہ کے دن چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین بار قل یا ایھا الکافرون پڑھے اور سلام پھیر کر آیۃ الکرسی پڑھے، اللہ تعالیٰ ہر حرف کے عوض ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب دیگا اور اس کے اعمال نامہ میں ایک سال کے روزوں اور رات کے قیام کا ثواب درج کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو ہر حرف کے بدلے ایک شہید کا ثواب عطا فرمائے گا، وہ شخص عرش کے سایہ میں شہیدوں اور نبیوں کی صفوں میں موجود ہوگا۔

ہفتہ کی راتوں کی نمازیں

شب یکشنبہ کی نماز

حضرت انسؓ بن مالکؓ کی روایت

حضرت انسؓ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو بندہ اتوار کی شب میں بیس رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ یک بار، سورہ اخلاص پچاس بار اور معوذتین ایک ایک بار، اور اللہ تعالیٰ سے سو بار استغفار کرے اپنے نفس اور والدین کے لئے سو بار استغفار کرے اور مجھ پر سو بار درود بھیجے اور اپنے عجز کا اظہار کرے اور اللہ تعالیٰ کی قوت و